بسم الله الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ایڈیٹر: منیر احمد خادم
نائبین: قریشی محمد فضل اللہ۔منصور احمد

Weekly BADR Qadian

Postal Reg. No.
PB/0154/2003 To 2005

ہفت روزہ
بدر
قادیان

وصیت نمبر

جلد 53
شمارہ 51/52

8/15 ذوالقعدہ 1425 ہجری
21/28 فتح 1383 ہش 21/28 دسمبر 2004ء

شرح چندہ
سالانہ -/200 روپے
بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈیا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پونڈیا 20 ڈالر امریکن

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔" {حضرت مسیح موعود علیہ السلام}

(الوصیت صفحہ 9-8)

شبیہ مبارک سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام آپ نے مورخہ 20 دسمبر 1905ء کو رسالہ "الوصیت" کے ذریعہ عظیم الشان نظام وصیت کا اعلان فرمایا۔ حضور اقدس کی تصویر کے ساتھ پانچوں خلفاء عظام کی شبیہ مبارک جو اپنے اپنے دور میں علمبرداران نظام وصیت تھے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے سو سال بعد اس مبارک نظام میں احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک فرمائی ہے۔

"مجھے ایک جگہ دکھلائی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر پہنچ کر اس نے مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔"

(الوصیت صفحہ 19)

بہشتی مقبرہ میں داخلے کا ایک منظر بائیں طرف مزار مبارک سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی چار دیواری کا گیٹ نیلے رنگ میں

بہشتی مقبرہ کے بعض مقدس مقامات

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا وصال 26 مئی 1908ء کو لاہور میں ہوا۔ جہاں سے آپکا جسدِ اطہر قادیان لایا گیا اور اس کمرہ (مکان حضرت اماں جانؓ) میں رکھا گیا۔ جہاں پر صحابہ نے آپکے چہرہ مبارک کا دیدار کیا۔

مقام ظہور قدرت ثانیہ۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سیدنا حضرت اقدس مولانا نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بحیثیت خلیفۃ المسیح الاول انتخاب ہوا اور تمام حاضر احباب نے متفقہ طور پر آپ کو خلیفہ منتخب کرلیا۔

جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ قادیان جہاں حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اولؓ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا جنازہ پڑھا اور اب یہاں پر موصی احباب کا جنازہ پڑھایا جاتا ہے۔

مخصوص چاردیواری جس میں سیدنا حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے علاوہ بعض جید صحابہ مدفون ہیں۔

مزار مبارک سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آپ کے دائیں طرف سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ مدفون ہیں جبکہ بائیں طرف حضرت ام المؤمنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کی تدفین کے لئے جگہ مخصوص ہے۔

شاہ نشین: بہشتی مقبرہ میں یہ وہ مبارک جگہ ہے جہاں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما ہوتے اور مجالس عرفان منعقد ہوتیں۔

شاہ نشین کا اندرونی منظر: درمیان والی جگہ پر حضور رونق افروز ہوتے تھے۔

باغ بہشتی مقبرہ میں شاہ نشین کا ایک منظر: اس باغ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام 1905ء کے زلزلہ کے وقت اپنے صحابہ کے ساتھ چند ایام کیلئے فروکش ہوئے تھے۔

اپنے رب کی مغفرت اور اس کی جنت کی طرف دوڑو جس کی وُسعت آسمانوں اور زمین پر محیط ہے وہ متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے

ارشاد باری تعالیٰ

والله يدعوا الیٰ الجنة والمغفرة باذنه و يبين اٰياته للناس لعلهم يتذكرون (بقرہ ۲۲۱)

ترجمہ:: اور اللہ اپنے اذن سے (تمھیں) جنت کی طرف اور بخشش کی طرف بلا رہا ہے اور وہ لوگوں کے لئے اپنے نشانات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ وہ نصیحت پکڑیں

والذين اٰمنوا وعملوا الصالحات اولئک اصحاب الجنة هم فيها خلدون (بقرہ ۸۲)

ترجمہ:: اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے یہی ہیں جو اہل جنت ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں

واطيعوا الله والرسول لعلكم ترحمون و سارعوا الیٰ مغفرة من ربكم و جنة عرضها السموٰت والارض اعدت للمتقين الذين ينفقون فی السراء والضراء والكظمين الغيظ والعافين عن الناس والله يحب المحسنين ... اولئک جزاء هم مغفرة من ربهم و جنت تجری من تحتها الانهار خلدين فيها و نعم اجر العملين

ترجمہ:: اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم رحم کئے جاؤ اور اپنے رب کی مغفرت اور اسکی جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین پر محیط ہے وہ متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے یعنی وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگذر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے یہی وہ لوگ ہیں جنکی جزا انکے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور ایسی جنات ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں اور عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔

و ازلفت الجنة للمتقين غير بعيد هذا ما توعدون لكل اواب حفيظ

ترجمہ:: اور جب جنت متقیوں کی خاطر قریب کردی جائے گی کچھ دور نہ ہوگی یہ ہے وہ جس کا تم وعدہ دئے جاتے ہو ہر رجوع کرنے والے نگران رہنے والے کی خاطر

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابی هريرة قال اتی اعرابی النبی صلی الله عليه و سلم فقال دلنی علی عمل اذا عملته دخلت الجنة قال تعبد الله ولا تشرک به شيئا و تقيموا الصلوة المكتوبة وتودی الزكوة المفروضة و تصوم رمضان قال والذی نفسی بيده لا ازيد علی هذا شيئا ولا انقص منه فلما ولی قال النبی صلی الله عليه و سلم من سره ان ينظر الي رجل من اهل الجنة فلينظر الي هذا (متفق عليه)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اس نے کہا مجھے ایک ایسا عمل بتاؤ جب میں اسے کرلوں تو اس کے نتیجہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں آپ نے فرمایا اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔ فرض نماز پڑھ اور فرض زکوۃ ادا کر رمضان کے روزے رکھ اس نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے نہ میں اس پر کچھ زیادتی کروں گا اور نہ اس سے کم کروں گا پس جب وہ واپس لوٹا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ ایک جنتی آدمی کو دیکھے وہ اس کی طرف دیکھ لے۔

عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله عليه و سلم السخی قريب من الله تعالیٰ قريب من الناس قريب من الجنة بعيد من النار و البخيل بعيد من الله تعالی بعيد من الناس بعيد من الجنة قريب من النار و الجاهل السخی احب الی الله تعالی من العابد البخيل.
(قشيريه الجود والسخاء)

ترجمہ:: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی اللہ کے قریب ہوتا ہے۔ لوگوں کے قریب ہوتا ہے اور جنت کے قریب ہوتا ہے اور دوزخ سے دور ہوتا ہے اس کے برعکس بخیل اللہ تعالی سے دور ہوتا ہے لوگوں سے دور ہوتا ہے جنت سے دور ہوتا ہے لیکن دوزخ کے قریب ہوتا ہے۔ انپڑھ سخی بخیل عابد سے اللہ تعالی کو زیادہ محبوب ہے۔

عن ابی هريرةؓ قال قال رجل يا رسول الله اىُّ الصدقة اعظم اجرا قال ان تصدق و انت صحيح تخشى الفقر و تامل الغنی ولا تمهل حتی اذا بلغت الحلقوم قلت لفلان كذا و كذا و قد كان لفلان. (مشكوة كتاب الانفاق)

ترجمہ:: حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ اجر کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ کونسا ہے آپ نے فرمایا کہ اجر کے لحاظ سے وہ صدقہ بڑا ہے کہ تو اس حال میں صدقہ کرے کہ تو بالکل تندرست ہو اور خود بھی خواہش رکھتا ہو اور تُو ڈرتا ہو غربت سے اور طمع رکھتا ہو کہ تُو غنی ہو جائے اور تُو نہ مہلت دے (یعنی صدقہ دینے میں اتنی دیر نہ کرو) کہ جان نکلتے ہوئے گلے تک پہنچ جائے اور پھر تُو خیال کرے کہ میں اس مال کو فلاں جگہ خرچ کروں اور میرا یہ مال میرے فلاں وارث کو ملے گا۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا نے مجھے میری وفات سے اطلاع دی ہے اور مجھے مخاطب کر کے میری زندگی کی نسبت فرمایا کہ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اور فرمایا کہ تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ضرور ہے کہ میری وفات سے پہلے دنیا پر کچھ حوادث پڑیں اور کچھ عجائبات قدرت ظاہر ہوں تا دنیا ایک انقلاب کیلئے طیار ہو جائے اور اُس انقلاب کے بعد میری وفات ہو۔ اور مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اُس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اُس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اُس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کیلئے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے۔ لیکن چونکہ موقعہ کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں اس لئے یہ غرض مدت دراز تک معرض التواء میں رہی۔ اب اخویم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جب کہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی۔ میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کیلئے تجویز کی اور میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرلیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کیلئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یارب العالمین۔

پھر میں دُعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یارب العالمین۔

پھر میں تیسری دفعہ دُعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور و رحیم تو صرف اُن لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تُو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یارب العالمین۔

اور چونکہ اس قبرستان کیلئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنزل فیھا کل رحمۃ۔ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اُس سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کیلئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راست بازی کی وجہ سے اُن شرائط کے پابند ہوں سو وہ تین شرطیں ہیں۔ اور سب کو بجالانا ہوگا۔

(۱) اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اس احاطہ کی تکمیل کیلئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی جس کی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی اور اس کے خوشنما کرنے کیلئے کچھ درخت لگائے جائیں گے اور ایک کنوآں لگایا جائے گا اور اس قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھہرا رہتا ہے جو گذرگاہ ہے اس لئے وہاں ایک پُل تیار کیا جائے گا اور ان متفرق مصارف کیلئے دو ہزار روپیہ درکار ہوگا سو کُل یہ تین ہزار روپیہ ہوا جو اس تمام کام کی تکمیل کیلئے خرچ ہوگا۔ سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کیلئے چندہ داخل کرے۔ اور یہ چندہ محض اُنہیں لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ

باقی صفحہ: ( ) پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم-اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

نظامِ وصیّت اور صداقت مسیح موعودؑ

بدر کا یہ خصوصی شمارہ جو اس وقت آپ کے زیر مطالعہ ہے دراصل پیارے امام ہمام سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اُس مبارک تحریک کی روشنی میں ہے جس میں حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت عالمگیر کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک نظام وصیت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک فرمائی ہے۔ اس تحریک کا ماحصل یہ ہے کہ:

2005ء کے آخر تک تمام دنیا میں موصیان کی کل تعداد پچاس ہزار تک پہنچ جائے۔ حضور اقدس نے جلسہ سالانہ برطانیہ کے اختتامی خطاب میں فرمایا تھا کہ ۱۹۰۵ء سے لے کر اب تک ۳۵ ہزار افراد نظام وصیت میں شامل ہوئے اب ایک سال میں ان کی تعداد کو پچاس ہزار تک پہنچایا جائے۔ اور پھر خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہوتے پر بھی ۲۰۰۸ء تک دنیا بھر کے کمانے والے احمدیوں کا کم از کم پچاس فیصد اس مبارک نظام میں شامل ہو جائے۔

یہ خلاصہ ہے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس پُر بصیرت خطاب کا جس کو پانچ ماہ گزر چکے ہیں اور ہمیں آئندہ ایک سال میں حضور اقدس کے ارشاد کے پہلے حصہ کو لازماً پورا کرنا ہے جس میں حضور نے موصیان کی کل تعداد کو پچاس ہزار تک پہنچانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں 2008ء تک اس سلسلہ میں انتھک اور مسلسل محنت کرتے چلے جانا ہے۔ تاوقتیکہ ہم اپنے پیارے امام کے مبارک ارشاد کو پورا کرنے والے بن جائیں۔ ہماری ایک سو پندرہ سالہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ہمیں جب بھی ایسے ارشادات ملے ہیں ہمارے بزرگوں نے ان کو اپنے سینوں سے لگایا ہے اور اُن کو پورا کرنے کیلئے ہر طرح کی قربانیاں دی ہیں چاہے وہ مال کی قربانی ہو وقت کی قربانی ہو یا جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کی قربانی ہو اور اس کی درخشندہ مثالیں تاریخ احمدیت میں بھری پڑی ہیں۔

ہمیں یقین کامل ہے کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نظام وصیت میں شمولیت کے متعلق جو موجودہ تحریک ہمارے سامنے پیش فرمائی ہے وہ دراصل خاص الٰہی منشاء اور خدائی اشارہ سے ہے۔ اس تعلق میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ احباب جماعت پر نہایت واضح رنگ میں ارشاد فرما چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب بھی جماعت احمدیہ کے کسی خلیفہ کے دل میں کوئی تحریک ڈالتا ہے تو اس کے متعلق پوری جماعت کو مطمئن ہو جانا چاہئے اور یقین کامل رکھنا چاہئے کہ وہ تحریک خاص الٰہی فرمان کے نتیجہ میں پیش کی گئی ہے۔ اس اعتبار سے اس موجودہ تحریک میں بھی ہم کو اس لئے شامل ہونا ہے کہ اس مبارک تحریک میں شامل ہو کر ہم الٰہی فرمان کو پورا کر رہے ہیں۔ اس سے نہ صرف اس تحریک کی عظمت واہمیت کا علم ہوتا ہے بلکہ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو نیکی کے اس میدان میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ آج سے سو سال قبل یہ تحریک "خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعودؑ" نے اپنے صحابہ کے سامنے پیش فرمائی تھی اور صحابہ کرام نے دل وجان سے اس تحریک پر عمل کیا تھا اور آج ٹھیک سو سال بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم فرمودہ خلیفۂ برحق ہمارے سامنے پیش فرما رہے ہیں اور ہمیں موقع فراہم کیا گیا ہے کہ ہم بھی ان سو سالہ قربانیوں کے نیک نمونے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں یہ خدائے رحمان کا احسان ہے کہ ہم اس دور میں ہیں جبکہ یہ سو سالہ تاریخ دہرائی جارہی ہے اور ان ایمان افروز نشانیوں اور بصیرت افروز نظاروں سے ہم بچشم خود محظوظ ہو رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مضمون کے آخر پر رسالہ "الوصیت" کی روشنی میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان صداقت کی چند ایمان افروز باتیں پیش ہیں۔ حضور اقدس نے رسالہ "الوصیت" میں پیشگوئی کے رنگ میں فرمایا تھا کہ آپ کا مزار مبارک قادیان کے بہشتی مقبرہ میں ہی ہوگا۔ چنانچہ آپؑ اپنے ایک کشف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے.... اس لئے مَیں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کیلئے تجویز کی اور مَیں دُعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اس کو بہشتی مقبرہ بنا دے"۔ (الوصیت صفحہ ۱۹)

سب دنیا جانتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات قادیان میں نہیں بلکہ لاہور میں 26 مئی 1908ء کو ہوئی تھی۔ اور مخالفین نے اُس وقت سخت شور ڈالا تھا کہ نعوذ باللہ من ذٰلک آپ حیضہ سے فوت ہوئے ہیں اور آپ کی نعش مبارک کو ریل میں سفر کر کے قادیان نہیں جانے دیا جائے گا۔ اُدھر خدائے علیم وخبیر نے 1905ء میں فرما دیا تھا کہ آپ کی تدفین قادیان کے بہشتی مقبرہ میں ہی ہوگی اور وہیں آپؑ کی قبر چاندی کی طرح سفید اور چمکتی ہوئی دکھلائی گئی تھی اب دیکھئے کہ خدا تعالیٰ نے کس طرح مخالفین کے منصوبوں کو ناکام ونامراد کیا اور آپ کی تدفین فرمانِ الٰہی کے مطابق قادیان دارالامان کے بہشتی مقبرہ میں ہی ہوئی۔ اور خدائے احکم الحاکمین نے ثابت فرما دیا ہے کہ نامراد مخالفین نہ تو زندگی میں آپ کا مقابلہ کر سکے اور نہ ہی وفات کے بعد آپ کی مخالفت میں کامیاب ہو سکے۔

محولہ بالا ایمان افروز واقعہ کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمایئے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس علیہ السلام کو گویا وفات سے قبل ہی یہ اشارہ ہو چکا تھا کہ آپ کی وفات قادیان میں نہیں ہوگی اور بذریعہ ریل آپ کو قادیان لایا جائے گا۔ اس اشارے میں حضور علیہ السلام نے اپنی جماعت کے اُن افراد کو جن کی نعش قادیان کے باہر سے تابوتوں میں رکھ کر ریل کے ذریعہ قادیان پہنچائی جاتی تھیں اپنی سنت کی پیروی کی تحریک بھی فرما دی۔ فرمایا:

"عجیب مؤثر نظارہ ہوگا جو زندگی میں ایک جماعت تھے مرنے کے بعد بھی ایک جماعت ہی نظر آئے گی یہ بہت ہی خوبی ہے جو پسند کریں وہ پہلے سے بندوبست کر سکتے ہیں کہ یہاں دفن ہوں جو لوگ صالح معلوم ہوں اُن کی قبریں دُور نہ ہوں ریل نے آسانی کا سامان کر دیا اور اصل تو یہ ہے مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ (لقمان:35) مگر اس میں یہ کیا لطیف نکتہ ہے کہ بِاَیِّ اَرْضٍ تُدْفَنُ نہیں لکھا"۔ (ارشاد ۸/دسمبر ۱۹۰۵ء بحوالہ الحکم جلد نمبر ۱۳ مورخہ ۷/جنوری ۱۹۰۹ء ملفوظات جلد نمبر ۵ صفحہ ۵۸ جدید ایڈیشن مطبوعہ نظارت نشر واشاعت قادیان)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مبارک نظام وصیت میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک ارشادات کی روشنی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (منیر احمد خادم)

"وصیت نمبر" کی اشاعت کے موقع پر حضرت امیر المؤمنین کا دعائیہ خط

زیر نظر وصیت نمبر کی اشاعت سے قبل حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کی درخواست کی گئی تھی چنانچہ حضور انور نے از راہ شفقت جو جواب عنایت فرمایا ہے وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وعلٰی عبدہِ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالناصر

لندن
25-11-04

پیارے مکرم منیر احمد خادم صاحب (مدیر بدر قادیان)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ اللہ تعالیٰ ادارہ بدر کو وصیت کے عنوان پر معیاری اور علمی نمبر شائع کرنے کی توفیق دے اور آپ کی کوششوں کے بابرکت ثمرات ظاہر فرمائے۔ خدا تعالیٰ آپ کو دونوں جہان کی حسنات کا وارث بنائے۔ آپ کی سب مشکلیں آسان کرے اور آپ کو اپنے فضلوں سے ہمیشہ نوازتا رہے۔ آمین۔

والسلام
خاکسار
مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس

خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا تھا کہ ایک بہشتی مقبرہ ہوگا

اس میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں جنّتی ہیں

جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ایسی رحمت کے نزول کی جگہ میں دفن ہو وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے

بہشتی مقبرہ کے قیام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قیمتی ارشادات

اللہ تعالیٰ کے امر اور وحی سے قبرستان کی تجویز

اب جو بار بار اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ تیری اجل کے دن قریب ہیں۔ جیسا کہ یہ الہام ہے:-

قَرُبَ اَجَلُکَ الْمُقَدَّرُ. وَلَا نُبْقِی لَکَ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ ذِکْراً.

ایسا ہی اردو زبان میں بھی فرمایا:

بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اس دن سب پر اُداسی چھا جائے گی۔

غرض جب خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر کر دیا کہ اب تھوڑے دن باقی ہیں تو اسی لئے مَیں نے وہ تجویز سوچی جو قبرستان کی ہے۔ اور یہ تجویز میں نے اللہ تعالیٰ کے امر اور وحی سے کی ہے اور اسی کے امر سے اس کی بناء ڈالی ہے کیونکہ اس کے متعلق عرصہ سے مجھے خبر دی گئی تھی۔ مَیں جانتا ہوں کہ یہ تجویز بھی بہت سے لوگوں کے لئے ابتلاء کا موجب ہوگی لیکن اس بنا سے غرض یہی ہیکہ تا آنے والی نسلوں کیلئے ایک ایسی قوم کا نمونہ ہو جیسے صحابہؓ کا تھا اور تا لوگ جانیں کہ وہ اسلام اور اس کی اشاعت کیلئے فدا شدہ تھے۔ ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے اس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْآ اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ . (العنکبوت:۳)

یعنی کیا لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن سے اتنی ہی بات پر راضی ہو جاوے اور وہ کہہ دیں کہ ہم ایمان لائے: حالانکہ وہ ابھی امتحان میں نہیں ڈالے گئے اور پھر دوسری جگہ فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ. (ال عمران :۹۳) یعنی اس وقت تک تم حقیقی نیکی کو حاصل ہی نہیں کر سکتے جب تک تم اس چیز کو خرچ نہ کرو گے جو تم کو سب سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے۔

اب غور کرو۔ جبکہ حقیقی نیکی اور رضاء الٰہی کا حصول ان باتوں کے بغیر ممکن ہی نہیں تو پھر نری لاف گزاف سے کیا ہو سکتا ہے۔ صحابہؓ کا یہ حال تھا کہ ان میں سے مثلاً ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ قدم اور صدق تھا کہ سارا مال ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ اس کی وجہ کیا تھی؟ یہ کہ خدا تعالیٰ کیلئے زندگی وقف کر چکے تھے۔ اور انہوں نے اپنا کچھ بھی نہ رکھا تھا۔ مومن کی بھلائی کے دن بھلے آتے ہیں تو ایسے موقعوں پر جبکہ اس کو کچھ خرچ کرنا پڑے خوش ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ وہ جوہر صدق وصفا کے جو اَب تک چھپے ہوئے تھے ظاہر ہوں گے۔ برخلاف اس کے منافق ڈرتا ہے اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اب اس کا نفاق ظاہر ہو جائے گا۔

یہ قبرستان کا امر بھی اسی قسم کا ہے مومن اس سے خوش ہوں گے اور منافقوں کا نفاق ظاہر ہو جائے گا۔ مَیں نے امر کو جب تک تواتر سے مجھ پر نہ کھلا پیش نہیں کیا۔ اس میں تو کچھ شک ہی نہیں کہ آخر ہم سب مرنے والے ہیں۔ اب غور کرو کہ جو لوگ اپنے بعد اموال چھوڑ جاتے ہیں وہ اموال ان کی اولاد کے قبضہ میں آتے ہیں۔ مرنے کے بعد انہیں کیا معلوم کہ اولاد کیسی ہو؟ بعض اوقات اولاد ایسی شریر اور فاسق فاجر نکلتی ہے کہ وہ سارا مال شراب خانوں اور زنا کاری میں اور ہر قسم کے فسق وفجور میں تباہ کیا جاتا ہے اور اس طرح پر وہ مال بجائے مفید ہونے کے مضر ہوتا ہے اور چھوڑنے والے پر عذاب کا موجب ہو جاتا ہے جبکہ یہ حالت ہے تو پھر کیوں تم اپنے اموال کو ایسے موقع پر خرچ نہ کرو جو تمہارے لئے ثواب اور فائدہ کا باعث ہو۔ اور وہ یہی صورت ہے کہ تمہارے مال میں دین کا بھی حصہ ہو۔ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ اگر تمہارے مال میں دین کا بھی حصہ ہے تو اس بدی کا تدارک ہو جائے گا۔ جو اس مال کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو۔ یعنی جو بدی اولاد کرتی ہے۔

مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم اس بات کو خوب یاد رکھو کہ جیسا کہ قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے اور ایسا ہی دوسرے نبیوں نے بھی کہا ہے یہ سچ ہے کہ دولت مند کا بہشت میں داخل ہونا ایسا ہی ہے جیسے اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کا مال اس کیلئے بہت سی روکوں کا موجب ہو جاتا ہے۔ اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا مال تمہارے واسطے ہلاکت اور ٹھوکر کا باعث نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ اور اُسے دین کی اشاعت اور خدمت کیلئے وقف کرو۔

سچا مومن کون ہے؟

یقیناً یاد رکھو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی مومن اور بیعت میں داخل ہوتا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم کرے جیسا کہ وہ بیعت کرتے وقت کہتا ہے۔ اگر دنیا کی اغراض کو مقدم کرتا ہے تو وہ اس اقرار کو توڑتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ مجرم ٹھہرتا ہے۔ پس اسی غرض سے یہ اشتہار (الوصیت) مَیں نے خدا تعالیٰ کے اذن سے دیا ہے۔ سچی بات یہی ہے۔

سال دیگر را کہ مے داند حساب۔ لیکن جبکہ خدا تعالیٰ کی متواتر وحی نے مجھ پر کھولا کہ وقت قریب ہے اور اجلِ مقدر کا الہام ہوا تو مَیں نے اللہ تعالیٰ ہی کے اشارہ سے یہ اشتہار دیا کہ تا آئندہ کیلئے اشاعت دین کا سامان ہو اور تا لوگوں کو معلوم ہو کہ آمنّا وصدّقنا کہنے والوں کی عملی حالت کیا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جب تک انسان کی عملی حالت درست نہ ہو زبان کچھ چیز نہیں۔ یہ نری لاف گزاف ہے۔ زبان تک جو ایمان رہتا ہے اور دل میں داخل ہو کر اپنا اثر عملی حالت پر نہیں ڈالتا وہ منافق کا ایمان ہے۔ سچا ایمان وہی ہے جو دل میں داخل اور اس کے اعمال کو اپنے اثر سے رنگین کر دے۔ سچا ایمان ابو بکرؓ اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا، کیونکہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال تو مال جان تک کو دے دیا اور اس کی پروا بھی نہ کی۔ جان سے بڑھ کر اَور کوئی چیز نہیں ہوتی، مگر صحابہؓ نے اُسے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا۔ انہوں نے کبھی اس بات کی پروا بھی نہیں کی کہ بیوی بیوہ ہو جائے گی یا بچے یتیم رہ جائیں گے بلکہ وہ ہمیشہ اسی آرزو میں رہتے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ہماری زندگیاں قربان ہوں۔

مجھے ہمیشہ خیال آتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا نقش دل پر ہو جاتا ہے اور کیسی بابرکت وہ قوم تھی اور آپ کی قوتِ قدسیہ کا کیسا قوی اثر تھا کہ اس قوم کو اس مقام تک پہنچا دیا۔ غور کر کے دیکھو کہ آپؐ نے ان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ ایک حالت اور وقت ان پر ایسا تھا کہ تمام محرمات ان کیلئے شیر مادر کی طرح تھیں۔ چوری، شراب خوری، زنا، فسق وفجور سب کچھ تھا غرض کونسا گناہ تھا جو اُن میں نہ تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت اور تربیت سے اُن پر وہ اثر ہوا۔ اور ان کی حالت میں وہ تبدیلی پیدا ہوئی کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی شہادت دی اور کہا اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِی اَصْحَابِیْ ۔ گویا بشریت کا چولہ اُتار کر مظہر اللہ ہو گئے تھے اور ان کی حالت فرشتوں کی سی ہو گئی تھی جو یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (التحریم:۷) کے مصداق ہیں ٹھیک ایسی ہی حالت صحابہؓ کی ہو گئی تھی۔ ان کے دلی ارادے اور نفسانی جذبات بالکل دُور ہو گئے تھے۔ ان کا اپنا کچھ رہا ہی نہیں۔ نہ کوئی خواہش تھی نہ آرزو۔ بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ اور اس کیلئے وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح ہو گئے۔ قرآن شریف ان کی اس حالت کے متعلق فرماتا ہے۔ مِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا۔ (الاحزاب:۲۴)

دین کو دنیا پر مقدم کر کے وصیّت کرنے کی تلقین

عرصہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا تھا کہ ایک بہشتی مقبرہ ہوگا۔ گویا اس میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں جنّتی ہیں۔ پھر اس کے متعلق الہام ہوا۔ اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ ۔ اس سے کوئی نعمت اور رحمت باہر نہیں رہتی۔ اب جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ایسی رحمت کے نزول کی جگہ میں دفن ہو۔ کیا عمدہ موقع ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرلے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم کرلے۔ یہ صدی جس کے تیئیس سال گذرنے کو ہیں گذر جائے گی اور اس کے آخر تک موجودہ نسل میں سے کوئی نہ رہے گا اور اگر نکما ہو کر رہا تو کیا فائدہ؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنا صدقہ پہلے بھیجو۔ یہ لفظ صدقہ کا صدق سے لیا گیا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی کامل نمونہ اپنے صدق اور اخلاص کا نہیں دکھاتا۔ لاف زنی سے کچھ بن نہیں سکتا۔

الوصیت اشتہار میں جو مَیں نے حصہ جائیداد کی اشاعتِ اسلام کیلئے وصیت کرنے کی قید لگائی ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ کل بعض نے ۱/۶ کی کر دی ہے۔ یہ صدق ہے جو ان سے کراتا ہے اور جب تک صدق ظاہر نہ ہو کوئی مومن نہیں کہلا سکتا۔

تم اس بات کو کبھی مت بھولو کہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کے بغیر جی ہی نہیں سکتے چہ جائیکہ موت سر پر ہو۔ طاعون کا موسم پھر آ رہا ہے۔ زلزلہ کا خوف الگ دامنگیر ہے۔ وہ تو بڑا ہی بے وقوف ہے جو اپنے آپ کو امن میں سمجھتا ہے امن میں تو وہی ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا سچا فرمانبردار اور اس کی رضا کا جویاں ہے۔ ایسی حالت میں بے بنیاد زندگی کے ساتھ دل لگانا کیا فائدہ؟

سلسلہ کے قیام اور وصیّت کی غرض

دوسری طرف اسلام سخت اور خطرناک ضعف کی حالت میں ہے۔ اس پر یہی آفت اور مصیبت نہیں کہ باہر والے اس پر حملے کر رہے ہیں: اگرچہ یہ بالکل سچ ہے کہ مخالف سب کے سب مل کر ایک ہی کمان سے تیر مار رہے ہیں اور جہاں تک اُن سے ہو سکتا ہے وہ اس کو مٹا دینے کی سعی اور فکر کرتے ہیں۔ لیکن اس مصیبت کے علاوہ بڑی بھاری

مصیبت یہ ہے کہ اندرونی غلطیوں نے اسلام کے درخشاں چہرہ پر ایک نہایت ہی تاریک حجاب ڈال دیا ہے۔ اور سب سے بڑی آفت یہ ہے کہ اس میں روحانیت نہیں رہی۔ اس سے میری مراد یہ ہے کہ ان لوگوں میں جو مسلمان کہلاتے ہیں اور اسلام کے مدعی ہیں روحانیت موجود نہیں ہے اور اس پر دوسری بدقسمتی یہ کہ وہ انکار کر بیٹھے ہیں کہ اب کوئی ہو ہی نہیں سکتا جس سے خدا تعالیٰ کا مکالمہ مخاطبہ ہو اور وہ خدا تعالیٰ پر زندہ اور تازہ یقین پیدا کر سکے۔ ایسی حالت اور صورت میں اس نے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کے چہرہ پر سے وہ تاریک حجاب ہٹا دے۔ اور اس کی روشنی سے دلوں کو منور کرے اور ان بے جا اتہامات اور حملوں سے جو آئے دن مخالف اس پر لگاتے اور کرتے ہیں، اسے محفوظ کیا جاوے۔ اس غرض سے یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ مسلمان اپنا نمونہ دکھا دیں۔ یہی وجہ ہے جو مَیں نے پسند کیا ہے کہ ایسے لوگ جو اشاعتِ اسلام کا جوش دل میں رکھتے ہیں اور جو اپنے صدق اور اخلاص کا نمونہ دکھا کر فوت ہوں اور اس مقبرہ میں دفن ہوں اُن کی قبروں پر ایک کتبہ لگا دیا جاوے جس میں اس کے مختصر سوانح ہوں اور اس اخلاص و وفا کا بھی کچھ ذکر ہو جو اس نے اپنی زندگی میں دکھایا تا جو لوگ اس قبرستان میں آویں اور ان کتبوں کو پڑھیں اُن پر ایک اثر ہو اور مخالف قوموں پر بھی ایسے صادقوں اور راستبازوں کے نمونے دیکھ کر ایک خاص اثر پید ہو۔ اگر یہ بھی اسی قدر کرتے ہیں جس قدر مخالف قومیں کر رہی ہیں اور وہ لوگ کر رہے ہیں، جن کے پاس حق اور حقیقت نہیں تو انہوں نے کیا کیا۔ پھر انہیں تو ایسی حالت میں شرمندہ ہونا چاہئے۔ لعنت ہے ایسے بیعت میں داخل ہونے پر جو کافر جتنی بھی غیرت نہ رکھتا ہو۔

اسلام اس وقت یتیم ہو گیا ہے اور کوئی اس کا سرپرست نہیں اور خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو اختیار کیا اور پسند فرمایا کہ وہ اس کی سرپرست ہو اور وہ ہر طرح سے ثابت کر کے دکھائے کہ اسلام کی سچی غمگسار اور ہمدرد ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ یہی قوم ہوگی جو بعد میں آنے والوں کیلئے نمونہ ٹھہرے گی۔ اس کے ثمرات برکات آنے والوں کیلئے ہوں گے اور زمانہ پر محیط ہو جائیں گے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ یہ جماعت بڑھے گی لیکن وہ لوگ جو بعد میں آئیں گے ان مدارج اور مراتب کو نہ پائیں گے جو اس وقت والوں کو ملیں گے۔ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا کہ وہ اس جماعت کو بڑھائے اور وہ دینِ اسلام اور توحید کی اشاعت کا باعث بنے۔

تم اس وصیّت کی تکمیل میں میرا ہاتھ بٹاؤ

اب مَیں پھر یہ ذکر کر کے اس کو ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جہاں میری وفات کی خبر دی ہے۔ یہ بھی فرمایا ہے لَانُبْقِی لَکَ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ ذِکْرًا۔ جو مامور ہو کر آتا ہے۔ بڑا اعتراض عقلمندوں کا یہ ہوتا ہے کہ وہ مر گیا کام کیا کیا؟ یہ مہذب لوگ کہتے ہیں کہ اتنا بڑا دعویٰ کیا تھا کہ کسرِ صلیب ہوگا اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ مگر اب خائب کی حالت میں چلے گئے۔ اس میں اللہ تعالیٰ پیشگوئی فرماتا ہے۔ لَانُبْقِی لَکَ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ ذِکْرًا۔ اور سچے آدمی کو غم بھی یہی ہوتا ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ تیرے بوجھ کو جس نے تیری پیٹھ توڑ دی تھی اُٹھا دیا۔ وہ بھی علّتِ غائی کا بوجھ ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں بشارت دی ہے گویا اس کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اب سُنو! جبکہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے تو یہ ہو کر رہے گا۔ تمہیں مفت کا ثواب ہے پس تم اس وصیّت کی تکمیل میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔ وہ قادر خدا جس نے پیدا کیا ہے دنیا اور آخرت کی مرادیں دیدے گا۔

ایک مثالی قبرستان کی تجویز

مَیں چاہتا ہوں کہ جماعت کیلئے ایک زمین تلاش کی جاوے جو قبرستان ہو۔ یادگار ہو اور عبرت کا مقام ہو۔

قبروں پر جانے کی ابتداءً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفت کی تھی۔ جب بُت پرستی کا زور تھا۔ آخر میں اجازت دے دی۔ مگر عام قبروں پر جا کر کیا اثر ہوگا جن کو جانتے ہی نہیں، لیکن جو دوست ہیں اور پارسا طبع ہیں ان کی قبریں دیکھ کر دل نرم ہوتا ہے۔ اس لئے اس قبرستان میں ہمارا ہر دوست جو فوت ہو اس کی قبر ہو۔ میرے دل میں خدا تعالیٰ نے پختہ طور پر ڈال دیا ہے کہ ایسا ہی ہو۔ جو خارجاً مخلص ہو اور وہ فوت ہو جاوے اور اس کا ارادہ ہو کہ اس قبرستان میں دفن ہو۔ وہ صندوق میں دفن کر کے یہاں لایا جاوے۔ اس جماعت کو بہ ہیئت مجموعی دیکھنا مفید ہوگا۔ اس کیلئے اوّل کوئی زمین لینی چاہئے اور مَیں چاہتا ہوں کہ باغ کے قریب ہو۔

فرمایا: عجیب مؤثر نظارہ ہوگا جو زندگی میں ایک جماعت تھے مرنے کے بعد بھی ایک جماعت ہی نظر آئے گی۔ یہ بہت ہی خوب ہے۔ جو پسند کریں وہ پہلے سے بندوبست کر سکتے ہیں کہ یہاں دفن ہوں۔ جو لوگ صالح معلوم ہوں ان کی قبریں دُور نہ ہوں۔ ریل نے آسانی کا سامان کر دیا ہے اور اصل تو یہ ہے مَاتَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ (لقمان: ۳۵) مگر اس میں یہ کیا لطیف نکتہ ہے کہ بِاَیِّ اَرْضٍ تُدْفَنُ نہیں لکھا۔ صلحاء کے پہلو میں دفن بھی ایک نعمت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے، کہ مرض الموت میں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہلا بھیجا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں جگہ ہے انہیں دی جاوے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایثار سے کام لے کر وہ جگہ ان کو دیدی تو فرمایا: مابقی لی هم بعد ذالک: یعنی اس کے بعد اب مجھے کوئی غم نہیں۔ جبکہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں مدفون ہوں۔ مجاورت بھی خوشحالی کا موجب ہوتی ہے۔ مَیں اس کو پسند کرتا ہوں۔ اور یہ بدعت نہیں کہ قبروں پر کتبے لگائے جاویں۔ اس سے عبرت ہوتی ہے اور ہر کتبہ جماعت کی تاریخ ہوتی ہے۔ ہماری نصیحت یہ ہے کہ ایک طرح سے ہر شخص گور کے کنارے ہے کسی کو موت کی اطلاع مل گئی اور کسی کو اچانک آجاتی ہے یہ گھر ہے۔ بے بنیاد۔ بہت سے لوگ ہوتے ہیں کہ ان کے گھر بالکل ویران ہو جاتے ہیں۔ ایسے واقعات کو انسان دیکھتا ہے۔ جب تک مٹی ڈالتا ہے دل نرم ہوتا ہے۔ پھر دل سخت ہو جاتا ہے یہ بدقسمتی ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم)

تو اُس محبوب سے اپنا دل کیوں نہیں لگاتا جس کی محبت قید شدید سے آزاد کر دیتی ہے

رسالہ ''الوصیت'' میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا بابرکت منظوم کلام

اَلا اے کہ ہشیاری و پاک زاد — پئے حرصِ دُنیا مدہ دیں بباد
بدیں دارِ فانی دلِ خود مبند — کہ دارد نہاں راحتش صد گزند
اگر باز باشد ترا گوشِ ہوش — زگورت ندائے درآید بگوش
کہ اے طعمۂ من پس از چند روز — پئے فکر دنیائے دُون کم بسوز
ہرآں کو بدُنیائے دُوں مبتلا است — گرفتارِ رنج و عذاب و عنا است
برست آنکہ برموت دارد نگاہ — بریدہ ز دنیا دودیدہ براہ
سفر کردہ پیش از سفر سُوئے یار — کشیدہ زدنیا ہمہ رخت و بار
پئے دارِ عقبیٰ کمر بستہ چُست — رہا کردہ سامان ایں خانہ سُست
چو کار حیات است کارے نہاں — ہماں بہ کہ دل بگسلی زیں مکاں
جہنم کزو داد فرقاں خبر — ہمیں حرصِ دنیا است جانِ پدر
چو آخر ز دنیا سفر کردن است — چو روزے زیں رہ گزر کردن است
چرا عاقلے دل بہ بندد دراں — کہ ناگاہ و زدبر گلِ او خزاں
بدیں قحبہ بستن دلِ خود خطا است — کہ ایں دُشمن دین و صدق و صفا است
چہ حاصل ازیں دلستانِ دو رنگ — کہ گاہے بصلحت کشد گہ بجنگ
چرا دل نہ بندی بداں دلستاں — کہ مہرش رہاند زبندِ گراں
برو فکر انجام کن اے غوی — زسعدی شنو گرزمن نشنوی
عروسی بود نوبتِ ماتمت
اگر بر نکوئی بود خاتمت

ترجمہ:۔

اے وہ جو سمجھدار اور نیک فطرت ہے، دنیا کی لالچ کے پیچھے دین کو برباد نہ کر
فانی دنیا سے اپنا دل نہ لگا کہ اس کے آرام میں سیکڑوں دکھ پوشیدہ ہیں
اگر تیرے ہوش کے کان کھلے ہوں تو تجھے اپنی قبر سے یہ آواز سنائی دے
کہ چند روز کے بعد اے میرے لقمے تو اس ذلیل دنیا کے غم میں نہ جلا کر
ہو وہ شخص جو ذلیل دنیا کے پیچھے پڑا ہے وہ رنج عذاب اور تکلیف میں گرفتار ہے
جو موت کی طرف نگاہ رکھتا ہے وہی آزاد ہے دنیا سے کٹ کر اس کی دونوں آنکھیں انتظار میں لگی ہیں
مرنے سے پہلے وہ یار کی طرف سفر کر گیا اور دنیا سے اپنا سب سامان اور اسباب نکال کر الگ کر گیا
آخرت کے لئے اپنی کمر کس کر باندھ لی اور اس نکمے گھر کا سامان چھوڑ دیا
چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں اس لئے یہی مناسب ہے کہ تو اس مکان سے دل کو چھڑا لے
وہ جہنم جس کی قرآن نے خبر دی ہے اے عزیز وہ یہی دنیا کی حرص ہے
چونکہ آخر کار دنیا سے سفر کرنا پڑے گا اور ایک دن اس راہ سے گزر جانا ہوگا
تو پھر عقل مند اس سے کیوں دل لگائے جبکہ اس کے پھولوں پر اچانک ہوا چلنے والی ہے
اس آوارہ عورت سے دل لگانا غلطی ہے کیونکہ یہ دین اور صدق و صفا کی دشمن ہے
اس دورنگے معشوق سے کیا حاصل ہوگا جو کبھی تجھ سے صلح کر کے قتل کرتا ہے کبھی لڑائی کر کے (قتل کرتا ہے)
تو اس محبوب سے اپنا دل کیوں نہیں لگاتا کہ جس کی محبت قید شدید سے آزاد کر دیتی ہے
اے گمراہ جا اور اپنی عاقبت کی فکر کر اگر تو میری بات نہیں سنتا تو سعدی کی بات ہی سن لے
اگر تیرا خاتمہ نیکی پر ہو تو تیرے ماتم کا وقت شادی بن جائے گا

(ترجمہ مولانا حکیم محمد دین صاحب)

اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کیلئے اور اپنی اولاد کی زندگیوں کو پاک کرنے کیلئے وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہو جائیں

میری خواہش ہیکہ آئندہ ایک سال میں کم ازکم پندرہ ہزار احمدی نظام وصیت میں شامل ہوں

اس کیلئے خدام الاحمدیہ، انصاراللہ کی صف دوم اور لجنہ اماء اللہ خصوصی کوشش کریں

میری یہ بھی خواہش ہے کہ 2008 تک جب خلافت احمدیہ پر سو سال پورے ہوں تو دنیا کے کمانے والے احمدیوں کا کم ازکم پچاس فیصد وصیت کے مبارک نظام میں شامل ہو جائے

اختتامی خطاب سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم اگست 2004ء بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ انگلینڈ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

الٰہی جماعتوں کی یہ نشانی ہے کہ وہ ہر وقت اس کوشش میں ہوتی ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا جائے اور کس طرح اس کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی جماعت میں شامل ہونے والے، اس کے پیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہر وقت ان باتوں کی تلاش میں رہے جو اللہ تعالیٰ کو عزیز ہیں تا کہ اس کا قرب اور پیار حاصل کیا جا سکے۔ ہمیں اس زمانے کے امام نے جس کو قرآن کریم کا صحیح فہم عطا ہوا اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو صحیح طور پر سمجھا اس طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کیا ہیں اور ان پر کس طرح عمل کیا جائے کہ انجام بخیر ہو۔ اور بڑے درد سے اپنی جماعت کو یہ نصیحت فرمائی کہ تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ اس دنیا میں آنے کا مقصد صرف اس دنیا کی لہو و لعب سے دل لگانا ہے اور اس دنیا کی مادی چیزوں کا حصول ہے کہ یہی تمہارا مقصد ہو۔ نہیں، بلکہ یہ چیزیں تو تمہیں آزمانے کے لئے پیدا کی گئی ہیں تا کہ پتہ چلے کہ مومن اور غیر مومن میں فرق کیا ہے۔ مومن ان چیزوں کو اگر حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو صرف اس حد تک جو اس کی زندگی کے لئے ضروری ہیں۔ وہ یہ چیزیں اگر حاصل کرتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس معاشرے میں ہر ایک کو مختلف صلاحیتیں دی ہیں اس کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور باقی مخلوق کی نسبت اس کی ضروریات بھی مختلف رکھی ہیں تو ان صلاحیتوں کی وجہ سے ہر ایک کا اپنا اپنا ایک شعبہ ہے، ایک کام ہے۔ کوئی امیر ہے کوئی غریب ہے۔ تم جو یہ چیزیں حاصل کرتے ہو تو یہ خیال رکھو کہ جن کو ان چیزوں کی فراوانی ہو، جو امیر ہیں وہ اپنے دوسرے بھائیوں کا بھی خیال رکھیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق بھی ادا ہوں تو فرمایا کہ مومن کو ہمیشہ دو باتوں کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دوسرے اس کی مخلوق سے ہمدردی۔ اگر یہ دو باتیں پیدا ہو گئیں تو سمجھو کہ تم نے اپنے مقصد حیات کو پالیا اور اس لحاظ سے تم اپنے اچھے انجام کی طرف قدم اُٹھانے والوں میں شمار کئے جاؤ گے۔ اور ایسے لوگوں کو پھر خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرتا بلکہ اپنے مقربین میں جگہ دیتا ہے اور مرنے کے بعد دائمی جنتوں کا وارث ٹھہراتا ہے۔

ہمیں عبادت اور مخلوق کی ہمدردی کے بارہ میں تو پتہ چل گیا بہت سارے حقوق ہیں۔ مختلف اوقات میں ہم سنتے رہے ہیں کہ ان کو ادا کرو تا کہ معاشرے سے شیطان کے جو ورغلانے کے طریقے ہیں، حملے ہیں ان سے بچا جا سکے، ان کو ختم کیا جا سکے۔ کیونکہ شیطان نے تو برائیوں کو اس قدر خوبصورت کر کے دکھایا ہے کہ آج کل کے معاشرے میں نیکیوں پر چلنا بہت مشکل نظر آتا ہے۔ مشکلات سے بچتے ہوئے نیکیوں کو اختیار کرنے کے کئی طریقے ہیں جن پر چل کر ان نیکیوں کو اختیار کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ جہاں شیطان مختلف رستوں سے بہکاتا ہے وہاں اللہ کے پیارے بھی راہنمائی کرنے والے بھی ہمیں رستے بتاتے رہتے ہیں تا کہ انسان انجام بخیر کی طرف سفر کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی جنتوں کا وارث ٹھہرے اور ایسی صورت پیدا ہو جائے ایسا وقت آ جائے کہ اللہ تعالیٰ کہے ﴿فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ ۔ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ﴾ (الفجر:31-29)۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں وہ طریقے بتائے ہیں جن کو میں مختصراً بیان کروں گا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی اور اکثر میں نے وہی اقتباس لئے ہیں جو 1904ء کے جلسہ سالانہ کی آخری تقریر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائے۔

آپ فرماتے ہیں:- ”میری طرف سے اپنی جماعت کو بار بار وہی نصیحت ہے جو میں پہلے بھی کئی دفعہ کر چکا ہوں کہ عمر چونکہ تھوڑی اور عظیم الشان کام در پیش ہے اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ خاتمہ بالخیر ہو جاوے۔ خاتمہ بالخیر ایسا امر ہے کہ اس کی راہ میں بہت سے کانٹے ہیں۔ جب انسان دنیا میں آتا ہے تو کچھ زمانہ اس کا بے ہوشی میں گزر جاتا ہے۔ یہ بیہوشی کا زمانہ وہ ہے جب کہ وہ بچہ ہوتا ہے اور اس کو دنیا اور اس کے حالات سے کوئی خبر نہیں ہوتی۔ اس کے بعد جب ہوش سنبھالتا ہے تو ایک ایسا زمانہ آتا ہے کہ وہ بیہوشی تو نہیں ہوتی جو بچپن میں تھی لیکن جوانی کی ایک مستی ہوتی ہے جو اس ہوش کے دنوں میں بھی بیہوشی پیدا کر دیتی ہے اور کچھ ایسا از خود رفتہ ہو جاتا ہے کہ نفس امارہ غالب آ جاتا ہے۔

اس کے بعد پھر تیسرا زمانہ آتا ہے کہ علم کے بعد پھر لاعلمی آ جاتی ہے اور حواس میں اور دوسرے قویٰ میں فتور آنے لگتا ہے۔ یہ پیرانہ سالی کا زمانہ ہے“۔ یعنی بڑھاپے کا زمانہ ہے۔ ”بہت سے لوگ اس زمانہ میں حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور قویٰ بیکار ہو جاتے ہیں۔ اکثر لوگوں میں جنون کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے بہت سے خاندان ہیں کہ ان میں ساٹھ یا ستر سال کے بعد انسان کے حواس میں فتور آ جاتا ہے۔ غرض اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی قویٰ کی کمزوری اور طاقتوں کے ضائع ہو جانے سے انسان ہوش میں بیہوش ہوتا ہے اور ضعف و تکاہل اپنا اثر کرنے لگتا ہے۔ انسان کی عمر کی تقسیم انہیں تین زمانوں پر ہے اور یہ تینوں ہی خطرات اور مشکلات میں ہیں۔ پس اندازہ کرو کہ خاتمہ بالخیر کے لئے کس قدر مشکل مرحلہ ہے“۔

اس میں آپ نے انسان کے تین زمانوں کا ذکر فرمایا ہے، عمر کے تین دوروں کا ذکر فرمایا ہے۔ انسانی عمر کا پہلا دور وہ ہوتا ہے جب انسان پیدائش کے بعد سے بچپنے کی عمر میں رہتا ہے جس میں کسی بات کا اس طرح گہرائی میں جا کر علم نہیں ہوتا کیونکہ ابھی تک اچھے بُرے کی تمیز کرنے اور نیکی بدی میں فرق کرنے کے قابل نہیں ہوا ہوتا۔ پھر اس کے بعد جوانی کا زمانہ آتا ہے۔ اس میں قدم رکھتے ہی نوجوانوں میں یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم آزاد ہیں اور جو مرضی چاہیں کریں یہاں یورپ میں بھی خاص طور پر ٹین ایجر (Teen Ager) جنہیں کہتے ہیں وہ اس عمر کو پہنچتے ہی اپنے آپ کو ہر چیز سے بالا مخلوق سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ ان کی انہیں بیہودگیوں کی وجہ سے آج کل اخباروں میں بھی آ رہا ہے، ان کے متعلق قانون

تقسیم ملک کے بعد سیکریٹریان بہشتی مقبرہ قادیان کی تفصیل

تقسیم ملک کے بعد مارچ 48 تک مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ناظر اعلیٰ رہے اور اس کے بعد تا 50ء حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضلؓ ناظر اعلیٰ کے عہدہ پر فائز رہے اور سیکرٹری مجلس کارپرداز کی خدمت بھی اس دوران انہی کے سپرد رہی ان ایام میں الگ سے اس عہدہ پر کسی کا تقرر نہیں کیا گیا تھا۔

۱۹۵۰ء محترم ملک صلاح الدین صاحب درویش ۱۹۵۳ء محترم منشی عطاء الرحمٰن صاحب درویش ۱۹۵۴ء محترم مولوی محمد عبداللہ صاحب درویش ۱۹۶۰ء محترم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی درویش ۱۹۷۰ء محترم مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی درویش ۱۹۷۵ء محترم مولوی محمد عبداللہ صاحب درویش ۱۹۷۸ء محترم ممتاز احمد صاحب ہاشمی درویش ۱۹۸۶ء محترم چوہدری محمد اکبر صاحب ۱۹۹۲ء محترم ادریس احمد صاحب اسلم ۱۹۹۶ء محترم خالد حسین صاحب مئی ۱۹۹۸ء سے خاکسار جاوید اقبال اختر چیمہ یہ خدمت سر انجام دے رہا ہے اللہ تعالیٰ مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

بنانے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ یعنی پہلے تو اس معاشرے نے خود ہی ان کو چھٹی دی، معاشرے نے ان کو آپے سے باہر کر دیا اور نفس امارہ کو کھلی چھٹی مل گئی یعنی وہ جس ہی ختم ہوئی جن سے بنیادی اخلاق کا علم ہو جس کی وجہ سے بُرائی اور اخلاق سوز حرکتیں غالب آنے لگ گئیں۔ جب یہ حس ختم ہو جائے تو پھر پتہ نہیں لگتا کہ اخلاق کیا ہیں، بدی کیا ہے، بُرائی کیا ہے۔ اور جب یہ عادتیں پکی ہو جائیں تو پھر جتنا مرضی زور لگا لیں کم [illegible] ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا ہے، کسی نہ کسی رنگ میں یہ بُرائیاں موجود رہتی ہیں۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہو۔ کیونکہ ہمارے بچے بھی یہیں اسی معاشرے میں رہ رہے ہیں اور بعض دفعہ معاشرے کی ان برائیوں کے سیلاب میں وہ بھی بہہ جاتے ہیں۔ چاہے چند ایک ہی ہوں، لیکن چند ایک بھی کیوں ہوں؟ اور صرف ابتدائی نوجوانی کی عمر کے لڑکے نہیں بلکہ بعض دفعہ اچھے بھلے شادی شدہ بھی جن کے بچے بھی ہوتے ہیں ان بُرائیوں میں پڑ جاتے ہیں اور بجائے بچوں کے حقوق ادا کرنے کے اپنی رقمیں شراب اور جوئے اور دوسری بُرائیوں اور نشوں وغیرہ میں ضائع کر رہے ہوتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا کہ ان لوگوں نے بھی اپنی زندگی کا مقصد ضائع کر دیا۔ پھر تیسری قسم کے لوگ ہیں جو بڑھاپے میں داخل ہو گئے اور بعض کو خیال آ بھی گیا چلو اب اس عمر میں آ رہے ہیں، نیکیاں کر لیں۔ تو فرمایا کہ اعصاب اتنے کمزور ہو چکے ہوتے ہیں کہ اب وہ اس قابل بھی نہیں رہتے کہ نیکیوں کے وہ اعلیٰ معیار قائم کر سکیں جن کی جوانی میں توفیق مل سکتی ہے۔ تو اس طرح زندگی یونہی بے مقصد گزر گئی آخر کو وفات کا وقت آ گیا۔ تو فرمایا کہ بچہ تو پھر بڑوں کی نقل کر لیتا ہے، بعض دفعہ نقل میں دیکھا دیکھی نماز وغیرہ پڑھ لیتا ہے لیکن جب انسان بوڑھا ہو جائے تو اس سے بھی رہ جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس سے یہ ثابت ہوا کہ بچپن اور بڑھاپے کے زمانے، عمر کے یہ حصے جو ہیں ایسے ہیں جن میں انسان کی پیدائش کے اعلیٰ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے اس لئے صرف جوانی کا زمانہ رہ جاتا ہے۔ اگر اس وقت کو صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو پھر انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کے اعلیٰ معیار قائم کر سکتا ہے اور بندوں کے حقوق کے بھی اعلیٰ معیار قائم کر سکتا ہے۔ پس اگر تم نے اپنی دنیا اور عاقبت سنوارنی ہے، اللہ تعالیٰ کے بندوں میں شمار ہونا ہے، اپنی نسلوں کے نیکیوں پر قائم رہنے کی ضمانت حاصل کرنی ہے تو جوانی کی عمر سے لے کر بڑھاپے کی عمر تک پہنچنے سے پہلے پہلے اپنے خدا کے دیئے ہوئے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’ایک ہی زمانہ ہے جوان دونوں کے بیچ کا زمانہ ہے یعنی شباب کا جب انسان کوئی کام کر سکتا ہے کیونکہ اس وقت قویٰ میں نشوونما ہوتا ہے اور طاقتیں آتی ہیں۔ لیکن یہی زمانہ ہے جب کہ نفس امارہ ساتھ ہوتا ہے‘‘۔ یعنی بُرائی کی طرف لے جانے والا تمہارا نفس ساتھ ہوتا ہے۔ ’’اور وہ اس پر مختلف رنگوں میں حملے کرتا ہے‘‘۔ انسان کا نفس بُرائیوں کی ترغیب دیتا ہے۔ ’’اور اپنے زیر اثر رکھنا چاہتا ہے۔ یہی زمانہ ہے جو مؤاخذہ کا زمانہ ہے اور خاتمہ بالخیر کیلئے کچھ کرنے کے دن بھی یہی ہیں۔ لیکن ایسی آفتوں میں گھرا ہوا ہے کہ اگر بڑی سعی نہ کی جاوے تو یہی زمانہ ہے جو جہنم میں لے جائے گا اور شقی بنا دے گا‘‘۔ بدنصیب بنا دے گا۔ ان پر عمل نہ کر کے آدمی بدبخت ہو جائے گا۔ ’’ہاں اگر عمدگی اور ہوشیاری اور پوری احتیاط کے ساتھ اس زمانے کو بسر کیا جاوے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو جاوے۔ کیونکہ ابتدائی زمانہ تو بے خبری اور غفلت کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا مؤاخذہ نہ کرے گا۔ جیسا کہ اس نے خود فرمایا ﴿لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا﴾ (البقرہ:287) اور آخری زمانہ میں گو بڑھاپے کی وجہ سے سستی اور کاہلی ہو گی لیکن فرشتے اس وقت اس کے اعمال میں وہی لکھیں گے جو جوانی کے جذبات اور خیالات ہیں۔ جوانی میں اگر نیکیوں کی طرف مستعد اور خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والا، اس کے احکام کی تعمیل کرنے والا اور نواہی سے بچنے والا ہے تو بڑھاپے میں گو ان اعمال کی بجا آوری میں کسی قدر سستی بھی ہو جاوے لیکن اللہ تعالیٰ اسے معذور سمجھ کر ویسا ہی اجر دیتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 199 جدید ایڈیشن)

آپ کی اس بات سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کیلئے بھی اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے بھی وہی عمر کارآمد ہے، وہی عمر فائدہ مند ہے جس میں اعصاب مضبوط ہوں۔ قویٰ میں طاقت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کر سکیں اور اس کے بندوں کی خدمت کے بھی اعلیٰ معیار قائم کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر قربانیاں دینے کے قابل بھی ہوں اور اس کے اعلیٰ معیار بھی قائم کر سکیں اور عموماً یہ زمانہ نوجوانی کا زمانہ ہے جو پندرہ سال کی عمر سے لے کر پینتالیس پچاس سال تک اور زیادہ سے زیادہ ساٹھ سال تک کا زمانہ ہے۔ کیونکہ ہر ایک کی اپنی اعصابی مضبوطی کے لحاظ سے اپنی اپنی استعدادیں ہوتی ہیں اور اس میں پھر یہ ہے کہ ان کے تجربے سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ ان عمروں میں پچاس سے ساٹھ سال کے درمیان عموماً طاقت تو وہ نہیں رہتی، اتنی محنت نہیں ہو سکتی جتنی ایک نوجوان کر سکتا ہے، لیکن بہرحال تجربات سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ اس لئے حکومتیں بھی دیکھ لیں اب عموماً ساٹھ سال کی عمر تک کام لینے کے قانون بناتی ہیں اور اس کے بعد ریٹائر کر دیتی ہیں۔ تو اس زمانے کو، جوانی کے زمانے کو کس طرح کارآمد بنایا جائے جس سے خاتمہ بالخیر ہو اس کے بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طریقے بتا دیئے۔

فرمایا: ’’اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زمانہ جو شباب اور جوانی کا زمانہ ہے ایک ایسا زمانہ ہے کہ نفس امارہ نے اس کو ردّی کیا ہوا ہے۔ لیکن اگر کوئی کارآمد ایام ہیں تو یہی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی قرآن شریف میں درج ہے ﴿وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ﴾ (یوسف:54)۔ یعنی میں اپنے نفس کو بَری نہیں ٹھہرا سکتا کیونکہ نفس امارہ بدی کی طرف تحریک کرتا ہے۔ اس کی اس قسم کی تحریکوں سے وہی پاک ہو سکتا ہے جس پر میرا رب رحم کرے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کی بدیوں اور جذبات سے بچنے کے واسطے نری کوشش ہی شرط نہیں بلکہ دعاؤں کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ نرا زُھد ظاہری ہی (جو انسان اپنی سعی اور کوشش سے کرتا ہے) کارآمد نہیں ہوتا جب تک خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم ساتھ نہ ہو۔ اور اصل تو یہ ہے کہ اصل زُہد اور تقویٰ تو ہے ہی وہی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ اسی طرح ملتا ہے۔ ورنہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ بہت سے جامے بالکل سفید ہوتے ہیں اور باوجود سفید ہونے کے بھی وہ پلید ہو سکتے ہیں تو اس ظاہری تقویٰ اور طہارت کی ایسی ہی مثال ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 200 جدید ایڈیشن) کہ سفید لباس بھی ہو لیکن وہ پلید بھی ہو سکتا ہے۔

پھر فرمایا کہ: ’’تاہم اس حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ اور طہارت کے حصول کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسی زمانہ شباب و جوانی میں انسان کوشش کرے جب کہ قویٰ میں قوت اور طاقت اور دل میں ایک اُمنگ اور جوش ہوتا ہے۔ اس زمانے میں کوشش کرنا عقلمند کا کام ہے اور عقل اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دی ہے‘‘۔

پھر نیکیوں پر قائم رہنے کے لئے حضرت اقدس نے فرمایا کہ تین طریقے ہیں جن پر چل کر انسان یہ نیکیاں کر سکتا ہے اور وہ تین طریقے کونسے سے ہیں۔ فرمایا کہ پہلا طریقہ جو ہے وہ تدبیر ہے۔ فرمایا کہ: ’’اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے (جیسا کہ مَیں پہلے کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں) اوّل ضروری ہے کہ انسان دیدہ دانستہ اپنے آپ کو گناہ کے گڑھے میں نہ ڈالے ورنہ وہ ضرور ہلاک ہوگا۔ جو شخص دیدہ دانستہ بدراہ اختیار کرتا ہے یا کنوئیں میں گرتا ہے اور زہر کھاتا ہے وہ یقیناً ہلاک ہوگا۔ ایسا شخص نہ دنیا کے نزدیک اور نہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل رحم ٹھہر سکتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری اور بہت ضروری ہے خصوصاً ہماری جماعت کے لئے (جس کو اللہ تعالیٰ نمونہ کے طور پر انتخاب کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آنے والی نسلوں کے لئے ایک نمونہ ٹھہرے) کہ جہاں تک ممکن ہے بدصحبتوں اور بدعادتوں سے پرہیز کریں اور اپنے آپ کو نیکی کی طرف لگائیں۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے جہاں تک تدبیر کا حق ہے تدبیر کرنی چاہئے اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہئے۔ یاد رکھو تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے، اس کو حقیر مت سمجھو۔ جو لوگ بدیوں سے بچنے کی تجویز اور تدبیر نہیں کرتے ہیں وہ گویا بدیوں پر راضی ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر خدا تعالیٰ ان سے الگ ہو جاتا ہے‘‘۔

فرمایا کہ: ’’میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان نفس امارہ کے پنجہ میں گرفتار ہونے کے باوجود بھی تدبیروں میں لگا ہوا ہوتا ہے تو اس کا نفس امارہ خدا تعالیٰ کے نزدیک لوامہ ہو جاتا ہے اور ایسی قابل قدر تبدیلی پا لیتا ہے کہ یا تو وہ امارہ تھا جو لعنت کے قابل تھا اور یا تدبیر اور تجویز کرنے سے وہی قابل لعنت نفسِ امارہ، نفسِ لوامہ ہو جاتا ہے جس کو یہ شرف حاصل ہے کہ خدا تعالیٰ بھی اس کی قسم کھاتا ہے‘‘۔ یعنی پہلے تو بدیوں کی طرف اُبھار رہا تھا پھر دل میں ملامت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ ’’یہ کوئی چھوٹا شرف نہیں ہے۔ پس حقیقی تقویٰ اور طہارت حاصل کرنے کے واسطے اوّل یہ ضروری شرط ہے کہ جہاں تک بس چلے اور ممکن ہو تدبیر کرو اور بدی سے بچنے کی کوشش کرو۔ بدعادتوں اور بدصحبتوں کو ترک کر دو۔ ان مقامات کو چھوڑ دو جو اس قسم کی تحریکوں کا موجب ہو سکیں۔ جس قدر دنیا میں تدابیر کی راہ کھلی ہے اس قدر کوشش کرو اور اس سے نہ تھکو، نہ ہٹو‘‘۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ بعض دکھاوے کی چیزیں ہیں یا دکھاوے کی نمازیں پڑھ رہا ہے تو ایسے لوگوں کو کہنے دیں۔ اگر دکھاوے کی بھی ہیں اور نیت اصلاح کی ہے تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہی نمازیں وہ خشیت میں ڈوبی ہوئی نمازیں بن جائیں گی۔ یہ شیطان کا فعل ہے جو دل میں ہر وقت وسوسے پیدا کرتا رہتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے اور تم اس لئے آ رہے ہو یا ایک دفعہ کسی نے چھیڑ دیا تو رُک گئے۔ عموماً نوجوانوں میں یہ عادت ہوتی ہے۔

دوسرا ذریعہ اصلاح کا، ان حقوق کی ادائیگی کا، دعا ہے۔ فرماتے ہیں کہ: ’’دوسرا طریق حقیقی پاکیزگی کے حاصل کرنے اور خاتمہ بالخیر کے لئے جو خدا تعالیٰ نے سکھایا ہے وہ دعا ہے۔ اس لئے جس قدر ہو سکے دعا کرو۔ یہ طریق بھی اعلیٰ درجہ کا مجرب اور مفید ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے خود وعدہ فرمایا ہے ﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ (المومن: 61) تم مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لئے قبول کروں گا۔ دعا ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے ساتھ مسلمانوں کو فخر کرنا چاہئے۔ دوسری قوموں کو دعا کی کوئی قدر نہیں اور نہ انہیں اس پاک طریق پر کوئی فخر اور ناز ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہ فخر اور ناز صرف اسلام ہی کو ہے۔ دوسرے مذاہب اس سے بکلّی بے بہرہ ہیں‘‘۔

پھر فرمایا: ’’دعا تو وہ کرتا ہے جو اپنی ذمہ داری اور جوابدہی کو سمجھتا ہے لیکن جو شخص اپنے آپ کو بَری الذمہ تصور کرتا ہے وہ دعا کیوں

کرے گا''۔

تو آپ فرمارہے ہیں کہ دیکھو مسلمانوں کو چونکہ علم ہے کہ ایک مسلمان نے جو بھی جزا سزا لینی ہے وہ اپنے اعمال کی وجہ سے ہی لینی ہے اس لئے وہ عمل بھی کرتا ہے اور ساتھ دعا سے اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے اور جس کو یہ یقین ہی نہ ہو کہ اس کی جزا سزا اعمال کی وجہ سے ہے وہ دعا کی طرف کیا خاک راغب ہوگا۔

پھر یہ بھی فرمادیا کہ دعا کرنی کس طرح ہے؟''مگر یہ یاد رکھو کہ یہ دعا زبانی بک بک کا نام نہیں ہے بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالیٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے اور دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہہ کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کے لئے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے اور یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اس کو موت کہہ سکتے ہیں۔ جب یہ حالت میسر آجاوے تو یقیناً سمجھو کہ باب اجابت اس کے لئے کھولا جاتا ہے اور خاص قوت اور فضل اور استقامت بدیوں سے بچنے اور نیکیوں پر استقلال کے لئے عطا ہوتی ہے۔ یہ ذریعہ سب سے بڑھ کر زبردست ہے''۔

یعنی ایسی حالت میں قبولیت کے دروازے کھلیں گے جب انسان اللہ تعالیٰ کے حضور انتہائی جھکنے والا اور عاجزی اختیار کرنے والا، گڑگڑانے والا بن جائے۔ اس لئے فرمایا کہ اپنے اوپر ایسی حالت طاری کرو کہ بالکل ہی خدا میں فنا ہو جاؤ۔ جب اس طرح خدا تعالیٰ کے حضور ڈوب کر دعا کروگے تو دل میں صرف اللہ ہی اللہ رہ جائے گا اور دنیا کی ہوس اور خواہش ویسے ہی ختم ہو جائے گی اور ہر قدم صرف نیکیوں کی طرف اُٹھنے والا قدم ہی ہوگا۔

فرمایا لیکن یاد رکھو کہ:۔''مگر بڑی مشکل یہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت اور حالت سے محض ناواقف ہیں اور اسی وجہ سے اس زمانے میں بہت سے لوگ اس سے منکر ہوگئے ہیں کیونکہ وہ ان تاثیرات کو نہیں پاتے۔ اور منکر ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہونا ہے وہ تو ہونا ہی ہے پھر دعا کی کیا حاجت ہے۔ مگر میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تو نرا بہانہ ہے۔ انہیں چونکہ دعا کا تجربہ نہیں اس کی تاثیرات پر اطلاع نہیں اس لئے اس طرح کہہ دیتے ہیں۔ ورنہ اگر وہ ایسے ہی متوکل ہیں تو پھر بیمار ہوکر علاج کیوں کرتے ہیں؟ خطرناک امراض میں مبتلا ہوتے ہیں تو طبیب کی طرف دوڑے جاتے ہیں۔ بلکہ میں سچ کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ چارہ کرنے والے''یعنی کوشش کرنے والے''یہی (لوگ) ہوتے ہیں''۔

دنیاوی معاملات میں جب کچھ ہونا ہے وہ ہونا ہی ہے تو پھر بیماریوں کے علاج کی کوشش نہ کریں۔ اس لئے آپ فرمارہے ہیں کہ بعض دفعہ دعا کے منکر بھی کہہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کرلیا ہے اس طرح ہونا ہے اس لئے دعا کی ضرورت نہیں۔ تو آپ نے فرمایا پھر بیماریوں میں علاج ہی نہ کرو اس قسم کی باتیں کرنا کم علمی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ فرمایا یہ تو ٹھیک ہے خدا تعالیٰ کی تقدیر نے کام کرنا ہے لیکن یہ کس کو پتہ ہے کہ کس معاملے میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر کیا ہے۔ جب پتہ ہی نہیں تو اللہ تعالیٰ نے جو تدبیروں کیلئے کہا ہوا ہے اس تدبیر کو بھی پوری طرح اختیار کرنا چاہئے اور فرمایا کہ ان میں سے ایک سب سے زبردست تدبیر یہی دعا ہے۔ لیکن بات وہی ہے کہ اس کو کرنے کا جو حق ہے وہ ادا کرو۔ دعا کرنے کا حق کیا ہے اور دعا کے آداب کیا ہیں جن کے مطابق دعا کرنی چاہئے۔

اس بارہ میں آپ فرماتے ہیں:۔''میں یقیناً جانتا ہوں کہ چونکہ بہت سے لوگ دنیا میں ایسے ہیں جو اس نقطہ سے جہاں دعا اثر کرتی ہے دور رہ جاتے ہیں اور وہ تھک کر دعا چھوڑ دیتے ہیں اور خود ہی یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ دعاؤں میں کوئی اثر نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تو ان کی اپنی غلطی اور کمزوری ہے۔ جب تک کافی وزن نہ ہو خواہ زہر ہو یا تریاق اس کا اثر نہیں ہوتا۔ کسی کو بھوک لگی ہوئی ہو اور وہ چاہے کہ ایک دانہ سے پیٹ بھرلے یا تولہ بھر غذا کھالے تو کیا ہوسکتا ہے کہ وہ سیر ہوجاوے؟ کبھی نہیں۔ اسی طرح جس کو پیاس لگی ہوئی ہے ایک قطرہ پانی سے اس کی پیاس کب بجھ سکتی ہے۔ بلکہ سیر ہونے کیلئے چاہئے کہ وہ کافی غذا کھاوے اور پیاس بجھانے کے واسطے لازم ہے کہ کافی پانی پیوے تب جاکر اس کی تسلی ہوسکتی ہے''۔

فرمایا کہ:''اسی طرح پر دعا کرتے وقت بے دلی اور گھبراہٹ سے کام نہیں لینا چاہئے اور جلدی ہی تھک کر نہیں بیٹھنا چاہئے بلکہ اس وقت تک ہٹنا نہیں چاہئے جب تک دعا اپنا پورا اثر نہ دکھائے۔ جو لوگ تھک جاتے اور گھبرا جاتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں کیونکہ یہ محروم رہ جانے کی نشانی ہے۔ میرے نزدیک دعا بہت عمدہ چیز ہے اور میں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں خیالی بات نہیں۔ جو مشکل کسی تدبیر سے حل نہ ہوتی ہو اللہ تعالیٰ دعا کے ذریعہ اُسے آسان کردیتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ دعا بڑی زبردست اثر والی چیز ہے۔ بیماری سے شفا اس کے ذریعہ ملتی ہے۔ دنیا کی تنگیاں، مشکلات اس سے دور ہوتی ہیں۔ دشمنوں کے منصوبے سے یہ بچالیتی ہے۔ اور وہ کیا چیز ہے جو دعا سے حاصل نہیں ہوتی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان کو پاک یہ کرتی ہے اور خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان یہ بخشتی ہے۔ گناہ سے نجات دیتی ہے اور نیکیوں پر استقامت اس کے ذریعہ سے آتی ہے۔ بڑا ہی خوش قسمت وہ شخص ہے جس کو دعا پر ایمان ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کو دیکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کو دیکھ کر ایمان لاتا ہے کہ وہ قادر کریم خدا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شروع قرآن ہی میں دعا سکھائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑی عظیم الشان اور ضروری چیز ہے اس کے بغیر انسان کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ (الفاتحہ:2-4) اس میں اللہ تعالیٰ کی چار صفات کو جوامُ الصفات ہیں بیان فرمایا ہے۔

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ظاہر کرتا ہے کہ وہ ذرہ ذرہ کی ربوبیت کررہا ہے۔ عالَم اسے کہتے ہیں جس کی خبر مل سکے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں ہے جس کی ربوبیت نہ کرتا ہو۔ ارواح اجسام وغیرہ سب کی ربوبیت کررہا ہے۔ وہی ہے جو ہر ایک چیز کے حسب حال اس کی پرورش کرتا ہے۔ جہاں جسم کی پرورش فرماتا ہے وہاں روح کی سیری اور تسلی کے لئے معارف اور حقائق وہی عطا فرماتا ہے۔

پھر فرمایا ہے کہ وہ رحمٰن ہے یعنی اعمال سے بھی پیشتر اس کی رحمتیں موجود ہیں۔ پیدا ہونے سے پہلے ہی زمین، چاند، سورج، ہوا، پانی وغیرہ جس قدر اشیاء ہیں انسان کے لئے ضروری ہیں موجود ہوتی ہیں۔

اور پھر وہ اللہ رحیم ہے یعنی کسی کے نیک اعمال کو ضائع نہیں کرتا بلکہ پاداش عمل دیتا ہے''۔ یعنی عمل کا اجر دیتا ہے۔

''پھر ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ ہے یعنی جزا وہی دیتا ہے اور وہی یوم الجزاء کا مالک ہے۔ اس قدر صفات اللہ کے بیان کے بعد دعا کی تحریک کی ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کی ہستی اور ان صفات پر ایمان لاتا ہے تو خواہ مخواہ روح میں ایک جوش اور تحریک ہوتی ہے اور دعا کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتی ہے۔ اس کے بعد ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ کی ہدایت فرمائی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تجلیات اور رحمتوں کے ظہور کے لئے دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اس لئے اس پر ہمیشہ کمربستہ رہو اور کبھی مت تھکو۔

غرض اصلاح نفس کے لئے اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے نیکیوں کی توفیق پانے کے واسطے دوسرا پہلو دعا کا ہے۔ اس میں جس قدر توکل اور یقین اللہ تعالیٰ پر کرے گا اور اس راہ میں نہ تھکنے والا قدم رکھے گا اُسی قدر عمدہ نتائج اور ثمرات ملیں گے۔ تمام مشکلات دور ہوجائیں گی اور دعا کرنے والا التقویٰ کے اعلیٰ محل پر پہنچ جائے گا۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہوسکتا۔ نفسانی جذبات پر محض خدا تعالیٰ کے فضل اور جذبہ ہی سے موت آتی ہے اور یہ فضل اور جذبہ دعا ہی سے پیدا ہوتا ہے اور یہ طاقت صرف دعا ہی سے ملتی ہے''۔

آپ فرماتے ہیں:''خصوصاً ہماری جماعت کو ہرگز ہرگز دعا کی بے قدری نہیں کرنی چاہئے''۔

فرمایا کہ:''پھر دعا خدا تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے ﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ۔ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ (البقرۃ:187) یعنی جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ خدا کہاں ہے اور اس کا کیا ثبوت ہے تو کہہ دو کہ وہ بہت ہی قریب ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اسے جواب دیتا ہوں۔ یہ جواب کبھی رؤیا صالحہ کے ذریعہ ملتا ہے اور کبھی کشف اور الہام کے واسطے سے۔ اور علاوہ بریں دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا قادر ہے کہ مشکلات کو حل کردیتا ہے۔

غرض دعا بڑی دولت اور طاقت ہے اور قرآن شریف میں جابجا اس کی ترغیب دی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنی مشکلات سے نجات پائی۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور ان کی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے''۔

آپ فرماتے ہیں:''پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہوگی جو خدا کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہوجاوے گا''۔

پھر فرمایا تیسرا ذریعہ ان نیکیوں کو حاصل کرنے کا''صحبت صادقین ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کونوا مع الصادقین یعنی صادقوں کے ساتھ رہو۔ صادقوں کی صحبت میں ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ ان کا نور، صدق و استقلال دوسروں پر اثر ڈالتا ہے اور ان کی کمزوریوں کو دور کرنے میں مدد دیتا ہے''۔

اس بارہ میں مَیں ایک تفصیلی خطبہ بھی دے چکا ہوں اور یہ مجلس بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے جلسے بھی انہی کی ایک قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور صادق بنائے اور صدق پھیلانے کی توفیق بھی دے۔

پھر فرمایا:''یہ تین ذریعے ہیں جو ایمان کو شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھتے ہیں اور اسے طاقت دیتے ہیں اور جب تک ان ذرائع سے انسان فائدہ نہیں اُٹھاتا اس وقت تک اندیشہ رہتا ہے کہ شیطان اس پر حملہ کرکے اس کی متاع ایمان کو چھین نہ لے جاوے اسی لئے بہت بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ مضبوطی کے ساتھ اپنے قدم کو رکھا جاوے اور ہر طرح سے شیطانی حملوں سے احتیاط کی جاوے۔ جو شخص ان تینوں ہتھیاروں سے اپنے آپ کو مسلح نہیں کرتا ہے''۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ''مجھے اندیشہ ہے کہ وہ کسی اتفاقی حملے سے نقصان اُٹھاوے''۔

تو آپ نے فرمایا کہ یہ تین ذریعے یعنی نمبر1 کوشش کرکے برائیوں سے بچنا۔ آج کل کے ماحول میں بھی ہزارہا قسم کی برائیاں منہ کھولے کھڑی ہیں۔ ہر گلی اور ہر سڑک پر، سکولوں میں، کالجوں میں، کام کی جگہوں پر غرض کہ کوئی جگہ بھی تو ایسی نہیں رہی جہاں یہ کہا جاسکے کہ ایسی جگہ ہے

جہاں ہم برائیوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کی سوچ میں برائی نہیں ہوتی یا کم از کم جان بوجھ کر برائی میں پڑنے کی کوشش نہیں کر رہا ہوتا لیکن ایسے حالات پیش آ جاتے ہیں کہ برائی میں گھسیٹا جاتا ہے۔ مثلاً مرد عورت کا (جن کا کوئی محرم رشتہ نہ ہو) بے تکلفانہ اُٹھنا بیٹھنا، ملنا جلنا بھی بعض دفعہ مسائل کھڑے کر دیتا ہے۔ یہاں ان ملکوں میں ماحول ایسا ہے کہ لڑکیاں بعض دفعہ الزام لگا دیتی ہیں کہ فلاں شخص میں بُرائی ہے اور اس نے مجھ سے یہ زیادتی کی ہے یا مرد عورتوں اور لڑکیوں کے متعلق غلط قسم کی باتیں کر جاتے ہیں۔ تو اس لئے اسلام نے حکم دیا ہے کہ مرد عورت کا اس طرح ملنا ٹھیک ہی نہیں ہے۔ ایک حجاب ہونا چاہئے جو تمہیں بُرائیوں سے بھی محفوظ رکھے گا اور بُرائیوں کے الزام سے بھی محفوظ رکھے گا۔

پھر دوسری بات جو برائیوں سے بچانے والی اور نیکیوں کی توفیق کے ساتھ اچھے انجام کی طرف لے جانے والی ہے وہ دعا ہے۔ اور انسان کی طبیعت دعا کی طرف اس وقت مائل ہوتی ہے جب دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کا تقویٰ بھرا ہو۔ کوئی بھی بُرائی دیکھے تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کے حضور جھکتے ہوئے دعا سے اس کی مدد مانگتے ہوئے اس سے بچنے کی کوشش کریں۔ اور جیسا کہ فرمایا دعا اس طرح ہو جس طرح روح پگھل کر اللہ تعالیٰ کے حضور بہہ گئی ہے۔ اور دعا کرنے کا بہترین ذریعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے نماز ہی کو قرار دیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا صلوٰۃ ہی دعا ہے اور نماز عبادت کا مغز ہے۔ صرف زبانی دعائیں نہیں بلکہ دعائیں بھی اس طرح ہوں جس طرح خدا تعالیٰ کا حکم ہے اور وہ یہی ہے کہ پنجوقت اس کے آگے حاضر ہوا جائے اور نمازیں ادا کی جائیں۔ اور اپنے آپ کو پاک صاف رکھنے کے لئے اس سے مدد مانگتے رہیں۔

اور تیسری بات جو نیکیوں کی طرف لے جاتی ہے وہ صحبت صادقین ہے۔ اس کے طریقے آج کل، جیسا کہ میں بتا چکا ہوں، درس، اجلاسات، اجتماعات کوئی بھی ایسی مجلسیں جہاں بزرگ نیکی کی باتیں کر رہے ہوں، جلسے وغیرہ قرآن پڑھنا، سمجھنا، حدیث پڑھنا سمجھنا، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنا۔ ان کو بھی سمجھنے کیلئے بعض دفعہ بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ ایسی مجلسوں میں جانا جہاں سے یہ سمجھ آ جائیں تو یہ چیزیں اختیار کرنی چاہئیں۔ پھر ان کے اختیار کرنے سے تم برائیوں سے بچ سکو گے اور صرف بُرائیوں سے بچنا ہی مقصود نہیں ہونا چاہئے بلکہ نیکیوں کو اختیار کرنا اصل مقصد ہے۔ اور صرف بڑی بڑی نیکیوں کو اختیار کرنا یا صرف بڑی بڑی برائیوں کو چھوڑنا ایک مومن کا مقصد نہیں ہوتا بلکہ انسان اور وہ انسان جس کو ایمان لانے کا دعویٰ ہے اس کو مومن ہونے کا دعویٰ ہے ہر وقت اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ باریک سے باریک، چھوٹی سے چھوٹی بُرائی کو بھی چھوڑے اور چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی اختیار کرے اور تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارے ورنہ تو کوئی فائدہ نہیں۔

آپ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ مشہور بدیاں ہیں مثلاً چوری، زنا، غیبت، بددیانتی، بدنظری وغیرہ سے بچنا ہی نیکی نہیں ہے اور صرف اس پر ہی نازاں نہیں ہونا چاہئے کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کا مذہب سے بھی کوئی تعلق نہیں اور وہ یہ بُرائیاں نہیں کرتے۔ قرآن کریم جس کو ہم آخری شرعی کتاب کے طور پر مانتے ہیں وہ تو ہمیں اخلاق فاضلہ سے متصف کرنا چاہتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''مگر وہ جماعت (جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے کہ انہوں نے ایسے اعمال صالحہ کئے کہ خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہو گئے) صرف ترک بدی ہی سے نہ بنی تھی۔ انہوں نے اپنی زندگیوں کو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہیچ سمجھا۔ خدا کی مخلوق کو نفع پہنچانے کے واسطے اپنے آرام و آسائش کو ترک کر دیا تب جا کر وہ ان مدارج اور مراتب میں پہنچے کہ آواز آ گئی ﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ﴾ (البینۃ:9)۔''

''پس تمہیں چاہئے کہ تم ایک ہی بات اپنے لئے کافی نہ سمجھ لو۔ ہاں اوّل بدیوں سے پرہیز کرو اور پھر ان کی بجائے نیکیوں کے حاصل کرنے کے واسطے سعی اور مجاہدہ سے کام لو۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی توفیق اور اس کا فضل دعا سے مانگو۔ جب تک انسان ان دونوں صفات سے متصف نہیں ہوتا یعنی بدیاں چھوڑ کر نیکیاں حاصل نہیں کرتا وہ اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتا۔ مومن کامل ہی کی تعریف میں تو ﴿اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ﴾ فرمایا گیا ہے۔ اب غور کرو کہ کیا اتنا ہی انعام تھا کہ وہ چوری چکاری راہزنی نہیں کرتے تھے یا اس سے کچھ بڑھ کر مراد ہے۔ نہیں، ﴿اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ﴾ میں تو وہ اعلیٰ درجہ کے انعامات رکھے ہیں جو مخاطبہ اور مکالمہ الٰہیہ کہلاتے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق حاصل ہو جائے کہ جہاں اللہ تعالیٰ انسان سے بولے بھی اور اس کی سنے بھی۔

فرمایا کہ: ''اگر اسی قدر مقصود ہوتا جو بعض لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ موٹی موٹی بدیوں سے پرہیز کرنا ہی کمال ہے تو ﴿اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ﴾ کی دعا کی تعلیم نہ ہوتی جس کا انتہائی اور آخری مرتبہ اور مقام خدا تعالیٰ کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا انتہائی کمال یہ نہ تھا کہ وہ چوری چکاری نہ کیا کرتے تھے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت، صدق وفا میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ پس اس دعا کی تعلیم سے یہ سکھایا کہ نیکی اور انعام ایک الگ شئے ہے۔ جب تک انسان اسے حاصل نہیں کرتا اس وقت تک وہ نیک اور صالح نہیں کہلا سکتا۔ اور مُنْعَمْ عَلَیْہِ کے زمرہ میں نہیں آتا۔ اس سے آگے فرمایا ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ﴾ (الفاتحۃ:7) اس مطلب کو قرآن شریف نے دوسرے مقام پر یوں فرمایا ہے کہ مومن کے نفس کی تکمیل دو شربتوں کے پینے سے ہوتی ہے۔ ایک شربت کا نام کافوری ہے اور دوسرے کا نام زنجبیلی ہے۔ کافوری شربت تو یہ ہے کہ اس کے پینے سے نفس بالکل ٹھنڈا ہو جاوے اور بدیوں کے لئے کسی قسم کی حرارت اس میں محسوس نہ ہو۔ جس طرح پر کافور میں یہ خاصہ ہوتا ہے کہ وہ زہریلے مواد کو دبا دیتا ہے اسی لئے اسے کافور کہتے ہیں اسی طرح پر یہ کافوری شربت گناہ اور بدی کے زہر کو دبا دیتا ہے اور وہ مواد ردّیہ جو اُٹھ کر انسان کی روح کو ہلاک کرتے ہیں ان کو اُٹھنے نہیں دیتا بلکہ بے اثر کر دیتا ہے۔ دوسرا شربت زنجبیلی ہے جس کے ذریعہ سے انسان میں نیکیوں کے لئے ایک قوت اور طاقت آتی ہے اور پھر حرارت پیدا ہوتی ہے۔ پس ﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ﴾ (الفاتحۃ:6-7) تو اصل مقصد اور غرض ہے۔ یہ گویا زنجبیلی شربت ہے اور ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ﴾ (الفاتحۃ:7) کافوری شربت ہے''۔

فرمایا کہ ان چھوٹی چھوٹی برائیوں کو بھی سامنے رکھنا چاہئے۔ اکثر یہ برائیاں چھپ کر حملہ کرتی ہیں اور جب ان کے قابو میں انسان ایک دفعہ آ جائے تو پھر چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے گو ﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ﴾ کی دعا ہو رہی ہوتی ہے لیکن عملاً ان چھپی ہوئی برائیوں کو دور کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔

فرمایا کہ: ''انسان موٹی موٹی بدیوں کو تو آسانی سے چھوڑ بھی دیتا ہے لیکن بعض بدیاں ایسی باریک اور مخفی ہوتی ہیں کہ اوّل تو انسان مشکل سے انہیں معلوم کرتا ہے اور پھر ان کا چھوڑنا اسے بہت ہی مشکل ہوتا ہے''۔

فرمایا کہ: ''یہ باریک اور مخفی بدیاں ہوتی ہیں جو انسان کو فضائل کے حاصل کرنے سے روکتی ہیں۔ یہ اخلاقی بدیاں ہوتی ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ میل ملاپ اور معاملات میں پیش آتی ہیں اور ذرا ذرا سی بات اور اختلاف رائے پر دلوں میں بغض، کینہ، حسد، ریا، تکبر پیدا ہو جاتا ہے اور اپنے بھائی کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔ چند روز اگر نماز سنوار کر پڑھی ہے اور لوگوں نے تعریف کی تو ریا اور نمود پیدا ہو گیا اور وہ اصل غرض جو اخلاص تھی جاتی رہی۔ اور اگر خدا تعالیٰ نے دولت دی ہے یا علم دیا ہے یا کوئی خاندانی وجاہت حاصل ہے تو اس کی وجہ سے اپنے بھائی کو جس کو یہ باتیں نہیں ملی ہیں حقیر اور ذلیل سمجھتا ہے اور اپنے بھائی کی عیب چینی کے لئے حریص ہوتا ہے۔ اور تکبر مختلف رنگوں میں ہوتا ہے کسی میں کسی رنگ میں اور کسی میں کسی طرح سے۔ علماء علم کے رنگ میں اسے ظاہر کرتے ہیں اور علمی طور پر نکتہ چینی کر کے اپنے بھائی کو گرانا چاہتے ہیں۔ غرض کسی نہ کسی طرح عیب چینی کر کے اپنے بھائی کو ذلیل کرنا اور نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ رات دن اس کے عیبوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اس قسم کی باریک بدیاں ہوتی ہیں جن کا دور کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور شریعت ان باتوں کو جائز نہیں رکھتی ہے''۔

فرماتے ہیں کہ: ''ان سے خلاصی پانا اور مرنا ایک ہی بات ہے۔'' یعنی انتہائی کوشش اور دعا سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ان بدیوں سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔'' اور جب تک ان بدیوں سے نجات حاصل نہ کر لے تزکیۂ نفس کامل طور پر نہیں ہوتا اور انسان ان کمالات اور انعامات کا وارث نہیں بنتا جو تزکیۂ نفس کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ بعض لوگ اپنی جگہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان اخلاقی بدیوں سے ہم نے خلاصی پا لی ہے''۔ کئی بزرگوں کو دیکھا ہے بظاہر نیکی کی تعلیم اور تلقین کر رہے ہوتے ہیں لیکن جب قضاء میں یا کہیں اور معاملہ ہو رہا ہو، کسی سے ناراضگی ہو تو بعض دفعہ حیرت ہوتی ہے ان لوگوں کو سن کر کہ ایسی بدزبانی کر رہے ہوتے ہیں، ایسی زبان کا استعمال کر رہے ہوتے ہیں کہ آدمی پریشان ہو جاتا ہے۔

فرمایا کہ: ''بعض لوگ اپنی جگہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان اخلاقی بدیوں سے ہم نے خلاصی پالی ہے۔ لیکن جب بھی موقع آ پڑتا ہے اور کسی سفیہ سے مقابلہ ہو جاوے تو انہیں بڑا جوش آتا ہے اور پھر وہ گند اُن سے ظاہر ہوتا ہے جس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اس وقت پتہ لگتا ہے کہ ابھی کچھ بھی حاصل نہیں کیا اور وہ تزکیۂ نفس جو کامل کرتا ہے میسر نہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تزکیہ جس کو اخلاقی تزکیہ کہتے ہیں بہت ہی مشکل ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس فضل کے جذب کرنے کے لئے بھی وہی تین پہلو ہیں۔ اوّل مجاہدہ اور تدبیر۔ دوم دعا۔ سوم صحبت صادقین''۔ تو اللہ کا فضل حاصل کرنے کیلئے اس کے آگے جھکو، دعا کرو۔ اس سے اس کا عرفان مانگو۔ جب اس کی پہچان ہو جائے گی تو اس کے فضل سے نفس کا تزکیہ بھی ہو جائے گا۔

اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''درحقیقت یہ گند جو نفس کے جذبات کا ہے اور بداخلاقی، کبر، ریا وغیرہ صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے اس پر موت نہیں آتی جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو اور یہ مواد ردّیہ جل نہیں سکتے جب تک معرفت کی آگ ان کو نہ جلائے''۔ یعنی یہ جو ردّی چیزیں ہیں، یہ گند جو انسان کے ذہن میں ہیں، سوچوں میں ہے، اس وقت تک نہیں جل سکتیں۔ اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتیں جب تک اللہ کا خوف نہ ہو، اس کی خشیت دل میں نہ ہو اور جب یہ ہوگا تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کی بھی بے انتہا بارش کرے گا اور اپنے فضل سے ان کو دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

فرمایا کہ: ''جس میں یہ معرفت کی آگ پیدا ہو جاتی ہے وہ ان اخلاقی کمزوریوں سے

پاک ہونے لگتا ہے اور بڑا ہو کر بھی اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے اور اپنی ہستی کو کچھ حقیقت نہیں پاتا۔ وہ اس نور اور روشنی کو جو انوار معرفت سے اسے ملتی ہے اپنی کسی قابلیت اور خوبی کا نتیجہ نہیں مانتا اور نہ اسے اپنے نفس کی طرف منسوب کرتا ہے بلکہ وہ اسے خدا تعالیٰ ہی کا فضل اور رحم یقین کرتا ہے''۔

آپ فرماتے ہیں کہ:'' پس میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے۔ نہ علمی، نہ خاندانی، نہ مالی۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے، نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسمان ہی سے آتی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، ایمان، عبادت، طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دور کردے''۔

پاک ہونے کا ایک طریقہ اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نظام وصیت بھی فرمایا ہے۔ آگے چل کر اس کا ذکر کروں گا۔

پھر فرمایا:'' پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشی محض سمجھے اور آستانہ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔ اور اُس نورِ معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اَور بھی ترقی ہو۔ کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشی سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اُتریں گے جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔ دنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبر ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے۔ پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اسے حقیر سمجھتا ہے''۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس قدر تڑپ تھی اپنی جماعت کو تقویٰ کے اعلیٰ معیار تک پہنچانے اور عاجزی دکھاتے ہوئے ہر فرد جماعت کی گردن خدا تعالیٰ کے آستانہ پر جھکانے اور اس کا عرفان حاصل کروانے اور اس کی مخلوق سے حقیقی ہمدردی پیدا کرنے کی کہ آپ ہمیشہ جماعت کی اس نہج پر تربیت فرماتے رہے۔ اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں:

''میں یہ سب باتیں بار بار اس لئے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قائم کرے۔ عام طور پر تکبر دنیا میں پھیلا ہوا ہے علماء اپنے علم کی شیخی اور تکبر میں گرفتار ہیں۔ فقراء کو دیکھو تو ان کی بھی حالت اور ہی قسم کی ہو رہی ہے۔ ان کو اصلاح نفس سے کوئی کام ہی نہیں رہا۔ ان کی غرض و غایت صرف جسم تک محدود ہے اس لئے ان کے مجاہدے اور ریاضتیں بھی کچھ اور ہی قسم کی ہیں جن کا چشمہ نبوت سے پتہ نہیں چلتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ دل کو پاک کرنے کی طرف ان کی توجہ ہی نہیں صرف جسم ہی جسم باقی رہا ہوا ہے جس میں روحانیت کا کوئی نام و نشان نہیں۔ یہ مجاہدے دل کو پاک نہیں کر سکتے اور نہ کوئی حقیقی نور معرفت کا بخش سکتے ہیں۔ پس یہ زمانہ اب بالکل خالی ہے۔ نبوی طریق جیسا کہ کرنے کا تھا وہ بالکل ترک کر دیا گیا ہے اور اس کو بھلا دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ عہد نبوت پھر آجاوے اور تقویٰ اور طہارت پھر قائم ہو اور اس کو اُس نے اِس جماعت کے ذریعہ چاہا ہے۔ پس فرض ہے کہ حقیقی اصلاح کی طرف تم توجہ کرو اسی طرح پر جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کا طریق بتایا ہے''۔

اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ:'' شریعت کے دو ہی بڑے حصے اور پہلو ہیں جن کی حفاظت انسان کو ضروری ہے۔ ایک حق اللہ دوسرے حق العباد۔ حق اللہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس کی اطاعت، عبادت، توحید، ذات اور صفات میں کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کرنا۔ اور حق العباد یہ ہے کہ اپنے بھائیوں سے تکبر، خیانت اور ظلم کسی نوع کا نہ کیا جاوے۔ گویا اخلاقی حصہ میں کسی قسم کا فتور نہ ہو۔ سننے میں تو یہ دو ہی فقرے ہیں لیکن عمل کرنے میں بہت ہی مشکل ہیں''۔

(تقریر حضرت مسیح موعودؑ برموقع جلسہ سالانہ 29 دسمبر 1904ء بحوالہ ملفوظات جلد چہارم صفحہ 197 تا 214 جدید ایڈیشن)

آپ فرماتے ہیں:'' دیکھو دنیا چند روزہ ہے اور آگے پیچھے سب مرنے والے ہیں قبریں منہ کھولے ہوئے آوازیں مار رہی ہیں اور ہر شخص اپنی اپنی نوبت پر جا داخل ہوتا ہے۔ عمر ایسی بے اعتبار اور زندگی ایسی ناپائیدار ہے کہ چھ ماہ اور تین ماہ تک زندہ رہنے کی امید کیسی؟ اتنی بھی امید اور یقین نہیں کہ ایک قدم کے بعد دوسرے قدم اُٹھانے تک زندہ رہیں گے یا نہیں۔ پھر جب یہ حال ہے کہ موت کی گھڑی کا علم نہیں اور یہ پکی بات ہے کہ وہ یقینی ہے، ٹلنے والی نہیں تو دانشمند انسان کا فرض ہے کہ ہر وقت اس کے لئے تیار رہے۔ اسی لئے قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے ﴿فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (البقرة: 133) ہر وقت جب تک انسان خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف نہ رکھے اور ان ہر دو حقوق کی پوری تکمیل نہ کرے بات نہیں بنتی۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ حقوق بھی دو قسم کے ہیں ایک حقوق اللہ اور دوسرے حقوق العباد۔ اور حقوق عباد بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو دینی بھائی ہو گئے ہیں خواہ وہ بھائی ہے یا باپ ہے یا بیٹا مگر ان سب میں ایک دینی اخوت ہے اور ایک عام بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اسی کی عبادت کی جاوے اور یہ عبادت کسی غرض ذاتی پر مبنی نہ ہو۔ بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں تب بھی اس کی عبادت کی جاوے اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہئے کوئی فرق نہ آوے۔ اس لئے ان حقوق میں دوزخ اور بہشت کا سوال نہیں ہونا چاہئے۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ہے''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 68، جدید ایڈیشن)

پس جیسا کہ فرمایا جماعت کا فرض ہے کہ حقیقی اصلاح کی طرف توجہ کرو وہ حقیقی اصلاح کیا ہے؟ حقیقی اصلاح وہ ہے جس کا آنحضرت ﷺ نے ہمیں طریق بتایا ہے اور اس میں ایک تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے جیسا کہ پہلے ہی بتایا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ خالص ہو کر اس کی عبادت کی جائے اس کے احکامات پر عمل کیا جائے اس کی توحید کو قائم کیا جائے یہ نہیں ہے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کہہ کر دنیا کو تو کوئی پیغام دے رہے ہوں کہ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے اور ہم بڑے زور سے پکار پکار کر دنیا کو کہتے ہیں کہ اللہ ایک ہے۔ اگر تم اپنی اور نسلوں کی بقا چاہتے ہو تو اس ایک خدا کی طرف لوٹو اس کی عبادت کرو تو تمہارا بھی رب ہے لیکن ہمارے اپنے دلوں میں کئی بُت قائم ہوئے ہوئے ہوں، ہمارے عمل اس کے اُلٹ ہوں، پانچ وقت نمازوں میں ہم سستی دکھا رہے ہوں، اس کی صفات پر ہمیں مکمل یقین نہ ہو۔ ایک طرف تو ہم یہ کہہ رہے ہوں کہ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے اور دوسری طرف ہمارے سے ایسی حرکات سرزد ہو رہی ہوں جیسے خدا تعالیٰ کو ان کا علم ہی نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی صفات پر یقین پیدا ہو جائے گا تو خدا تعالیٰ کی محبت اور حقیقی اطاعت تو خود بخود پیدا ہو جائے گی۔ پھر یاد رکھیں حقوق العباد بھی بہت اہم ہے۔ تمہارے دل میں اپنے بھائیوں کے متعلق کسی بھی قسم کا تکبر کا خیال پیدا نہیں ہونا چاہئے بلکہ آپ نے فرمایا ہے کہ تمہارا سینہ دشمن کے لئے بھی صاف ہونا چاہئے۔ کبھی ان کے حقوق غصب کرنے اور ان سے خیانت کرنے کے بارہ میں بھی تمہارے دل میں خیال پیدا نہ ہو اور کبھی تم اپنے بھائیوں پر ادنیٰ سا ظلم کرنے والے بھی نہ ٹھہرو۔

گزشتہ ایک حوالہ میں میں نے بساط کے مطابق ان بنیادی اخلاق کے بارہ میں اتنی کھل کر تفصیلاً توجہ دلانے کی کوشش کی ہے اور جس نے بھی ان خطبات کو سنا ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ اور اس کے رسول اور حقوق العباد کے کیا طریق ہیں۔ قرآن و حدیث سے بہت کھل کر طریق بتائے گئے ہیں۔ اب میں پھر کہتا ہوں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے درد دل کو محسوس کریں۔ اپنے آپ میں محبت کی فضا پیدا کریں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ کریں تا کہ آسمان میں پاکبازوں میں شمار ہوں اور خاتمہ بالخیر کیلئے کوشش کرنے والوں میں شمار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک دوسرے کی خاطر قربانیاں کرنے کی توفیق دے اور اُن لوگوں میں شمار ہونے کی توفیق دے جو منعم علیہ گروہ ہیں ورنہ ہمارا شمار اُن لوگوں میں ہوگا جو منہ سے تو ﴿صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ کہہ رہے ہوتے ہیں مگر دل سے یہ سمجھتے ہیں کہ نہ ہم ان میں شمار ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ہمیں ان میں شمار ہونے کی ضرورت ہے یا خواہش ہے۔ انسان کو موت کو بھی ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ موت کا خیال رہے تو حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بھی خیال رہے گا۔ اس لئے روزانہ اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی اُسی وقت قائم ہوں گے، اُسی وقت قابل قبول ہوں گے جب بندوں کے حقوق بھی ساتھ ادا ہو رہے ہوں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:'' ہر شخص کو ہر روز اپنا مطالعہ کرنا چاہئے کہ وہ کہاں تک ان امور کی پرواہ کرتا ہے اور کہاں تک وہ اپنے بھائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے۔ اُس کا بڑا بھاری مطالبہ انسان کے ذمہ ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ کہے گا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ میں پیاسا تھا اور تو نے مجھے پانی نہ دیا۔ میں بیمار تھا، تم نے میری عیادت نہ کی۔ جن لوگوں سے یہ سوال ہوگا وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب تو کب بھوکا تھا جو ہم نے کھانا نہ دیا۔ تو کب پیاسا تھا جو پانی نہ دیا۔ اور تو کب بیمار تھا جو تیری عیادت نہ کی۔ پھر خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ جو ہے وہ ان باتوں کا محتاج تھا مگر تم نے اُس کی کوئی ہمدردی نہ کی۔ اُس کی ہمدردی میری ہمدردی تھی۔ ایسا ہی ایک اور جماعت کو کہے گا کہ شاباش! تم نے میری ہمدردی کی۔ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا وغیرہ۔ وہ جماعت عرض کرے گی کہ اے ہمارے خدا! ہم نے کب تیرے ساتھ ایسا کیا؟ تب اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ میرے فلاں بندہ کے ساتھ جو تم نے ہمدردی کی وہ میری ہی ہمدردی تھی۔ دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر دنیا میں بھی ایسا

ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اُس کے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اُس کی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جس کا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں۔ حالانکہ اُس کو تو کوئی تکلیف اُس نے نہیں دی۔ مگر نہیں۔ اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حسن سلوک گویا مالک کے ساتھ حُسن سلوک ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چڑ ہے کہ کوئی اُس کی مخلوق سے سرد مہری برتے کیونکہ اُس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔

غرض اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہے۔ میری دانست میں یہی پہلو حقوق العباد کا ہے جو حقوق اللہ کے پہلو کو تقویت دیتا ہے۔ جو شخص نوع انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالیٰ اس کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بھائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اُس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ نمائش اور نمود کے لئے جو اخلاق برتے جائیں وہ اخلاق خدا تعالیٰ کے لئے نہیں ہوتے اور ان میں اخلاص کے نہ ہونے کی وجہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 215،216 جدید ایڈیشن)

آپ فرماتے ہیں کہ: ''مَیں نے تذکرۃ الاولیاء میں پڑھا ہے کہ ایک ولی اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بارش ہوئی اور کئی روز تک رہی۔ ان بارش کے دنوں میں مَیں نے دیکھا کہ ایک اسی برس کا بوڑھا گبر ہے'' بزرگ آدمی جو کہ آگ پرست تھا ''جو کوٹھے پر چڑیوں کے لئے دانے ڈال رہا ہے۔ مَیں نے اس خیال سے کہ کافر کے اعمال حبط ہو جاتے ہیں اُس سے کہا کہ کیا تیرے اس عمل سے تجھے کچھ ثواب ہوگا؟ تو اُس گبر نے جواب دیا کہ ہاں ضرور ہوگا۔ پھر وہی ولی اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جو مَیں حج کو گیا تو دیکھا کہ وہی گبر طواف کر رہا ہے۔ اُس گبر نے مجھے پہچان لیا اور کہا کہ دیکھو اُن دانوں کا مجھے ثواب مل گیا یا نہیں؟ یعنی وہی دانے میرے اسلام تک لانے کا موجب ہو گئے۔

حدیث میں بھی ذکر آیا ہے کہ ایک صحابیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایام جاہلیت میں مَیں نے بہت خرچ کیا تھا کیا اس کا ثواب بھی مجھے ہوگا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب دیا کہ یہ اسی صدقہ وخیرات کا ثمرہ تو ہے کہ تُو مسلمان ہو گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کے ادنیٰ فعل اخلاص کو بھی ضائع نہیں کرتا۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مخلوق کی ہمدردی اور خبر گیری حقوق اللہ کی حفاظت کا باعث ہو جاتی ہے''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 216۔ جدید ایڈیشن)

اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور اُسے ہی ہم اعلیٰ اخلاق کا انسان کہہ سکتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی کا جذبہ بہت زیادہ پایا جاتا ہو اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تو اس ہمدردی کے دائرے کو بہت وسیع کر دیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہ کرو بلکہ خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ کوئی ہو۔ جو تم سے بُرائی کرتا ہے اگر اُس کو بھی کبھی تمہاری ہمدردی اور مدد کی ضرورت ہے تو اُس سے بھی ہمدردی کرو۔ بلکہ اُس کا تمہارے ساتھ بُرائی کرنا تمہاری ہمدردی کا تقاضا کرتا ہے۔ اُس سے اُس کی یہ بُرائی دیکھ کر تمہارے دل میں تڑپ پیدا ہو، اُس کے لئے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو۔ اور اُس ہمدردی کے جذبہ کے تحت تم اُس کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرو کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے پتہ نہیں کس وجہ سے اُس کو میرے خلاف غصہ اور بغض اور کینہ ہے جس کی آگ میں یہ بیچارہ جل رہا ہے۔ اس کو اس کی اس تکلیف سے بچالے اور تسکین قلب عطا فرما۔ اس کو عقل دے اور سمجھ دے اور اس کی نسلوں کو بھی ان برائیوں سے اور ان برائیوں کے اثرات سے محفوظ رکھ۔ جب تم اس طرح دوسرے کے لئے دعا کرو گے اُس کی تکلیف کا احساس کر رہے ہوگے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تب ہی کہا جا سکتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کر رہے ہو جس پر ایک مومن کو چلنا چاہئے یعنی ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی﴾ (النحل:91) پہلی بات تو یہ ہے کہ تم ہمیشہ عدل و انصاف کو ملحوظ رکھو کیونکہ یہ نیکی ہے۔ اور جو کوئی تم سے نیکی کرے تم بھی اُس کے ساتھ نیکی کرو۔ اور پھر یہ یاد رکھو کہ مومن کا قدم ایک جگہ کھڑا نہیں ہوتا بلکہ آگے بڑھتا ہے اور جتنا جتنا تم نیکیوں میں ترقی کرتے جاؤ گے اُتنا اُتنا ایمان میں ترقی کرتے چلے جاؤ گے۔

آپ فرماتے ہیں کہ: ''پھر دوسرا درجہ یہ ہے کہ تم اُس سے بھی بڑھ کر اُس سے سلوک کرو۔ یہ احسان ہے۔ احسان کا درجہ اگرچہ عدل سے بڑھا ہوا ہے اور یہ بڑی بھاری نیکی ہے لیکن کبھی نہ کبھی ممکن ہے احسان والا اپنا احسان جتلا دے۔ مگر ان سے بڑھ کر ایک درجہ ہے کہ انسان ایسے طور پر نیکی کرے جو محبت ذاتی کے رنگ میں ہو جس میں احسان نمائی کا بھی کوئی حصہ نہیں ہوتا ہے۔ جیسے ماں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے وہ اس پرورش میں کسی اجر اور صلے کی خواستگار نہیں ہوتی بلکہ ایک طبعی جوش ہوتا ہے جو بچے کے لئے اپنے سارے سکھ اور آرام قربان کر دیتی ہے''۔

فرمایا: ''پس اس طریق پر نیکی ہو کہ اُسے طبعی مرتبہ تک پہنچایا جاوے کیونکہ جب کوئی شے ترقی کرتے کرتے اپنے طبعی کمال تک پہنچ جاتی ہے اس وقت وہ کامل ہوتی ہے۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اُس کی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے۔ اگر وہ بدی کو پسند کرتا تو بدی کی تاکید کرتا مگر اللہ تعالیٰ کی شان اس سے پاک ہے''۔

تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں توجہ دلائی ہے کہ سنو اور یاد رکھو کہ میرے آنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت قائم کروں جو صرف دنیا پر ہی نہ ٹوٹی پڑتی ہو بلکہ اُس کو آخرت کی بھی فکر ہو۔ اُس کو یہ بھی فکر ہو کہ ہم نے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے۔ اور ہمارے اعمال ایسے ہوں کہ ہم خاتمہ بالخیر کی طرف لے جانے والے ہوں۔ اور جب ہم اللہ کے حضور حاضر ہوں تو خالی ہاتھ نہ ہوں۔ فرمایا کہ اعمال کو سجانے کے لئے دو باتوں کا خیال رکھو اگر ان کے مطابق تم نے عمل کر لئے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بندوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ اور وہ باتیں کیا ہیں؟ حقوق اللہ یعنی اللہ کی عبادت کرنا، اُس کی وحدانیت کا اعلان کرنا، اُس کا خوف اور خشیت اپنے پر طاری رکھنا اور اُس کی رضا کے حصول کی کوشش کرنا۔ دوسری یہ کہ اُس کے بندوں کے حقوق ادا کرنا اور معاشرے سے فساد کو ختم کرنا۔ اُس کا بھی آخری نتیجہ یہی نکلے گا کہ تم حقوق اللہ ادا کرنے والے ہوگے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوگے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کے بارے میں تم سنتے بھی ہو جانتے بھی ہو مگر پھر بھی تم کو عمل کرنے کی اس طرح توفیق نہیں ملتی جس طرح کہ ان کو بجا لانے کا حق ہے تو فرمایا کہ اس کے تین طریق ہیں۔ ایک تو یاد رکھو کہ ہر کام کو کرنے کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے۔ دنیاوی مقاصد حاصل کرنے کے لئے بھی محنت کرنی پڑتی ہے۔ دنیاوی امتحانوں کے لئے بھی ایک لمبا عرصہ تیاری کرتے ہو تو پھر کہیں جا کر کامیاب ہوتے ہو۔ اگر پھر کسی خاص شعبہ میں جانے کے لئے مطلوبہ نمبر یا گریڈ نہ ملیں تو پھر کوشش ہوتی ہے تا کہ گریڈ امپرود (improve) ہو جائے۔ تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے بھی تمہیں کوشش کرنی ہوگی۔ پھر یہ تو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کا معاملہ ہے اس لئے صرف تمہاری تدبیروں اور کوششوں سے یہ مقام حاصل نہیں ہو جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ہی یہ معیار تمہیں حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے تمہیں خدا تعالیٰ کے سامنے جھکنا ہوگا، اُس کے حضور گڑگڑانا ہوگا، اُس سے دعائیں مانگنی ہوں گی۔ اور جب تم کوشش کے ساتھ دعاؤں میں لگو گے تو تم ان لوگوں میں شامل ہونے والوں کی طرف قدم اُٹھانے والے ہوگے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ یہاں بھی شیطان تمہارے راستے میں روڑے اٹکاتا رہے گا، تمہیں ورغلاتا رہے گا۔ تو تدبیر اور دعا کے ساتھ یہ بھی کوشش کرو کہ تم صحبت صالحین سے فائدہ اُٹھاؤ۔ نیک مجالس اور نیک لوگوں میں بیٹھنے کی کوشش کرو جو تمہیں نیکیوں کی تلقین کرنے والے ہوں اور نیک اعمال بجا لانے والے ہوں۔ تو اس طرح تم نیکیوں کے معیار قائم کرتے چلے جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوگے۔

(تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام برموقع جلسہ سالانہ 29دسمبر 1904ء، بعد نماز ظہر، بمقام مسجد اقصیٰ۔ قادیان)

یہ ارشادات جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا جن کا خلاصہ میں نے بیان کیا ہے یہ 1904ء میں آپ نے جلسہ سالانہ میں فرمائے تھے اور بڑے درد سے آپ نے جماعت کو انجام بخیر ہونے کی طرف توجہ دلائی تھی۔ لیکن ٹھیک ایک سال کے بعد جیسا کہ میں نے پہلے ضمناً ذکر کیا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ جماعت کو بتا دو کہ نیکیوں پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے اور انجام بخیر حاصل کرنے کے لئے ایک اور ذریعہ بھی ہے جو تمہیں نیکیوں پر قائم رہنے اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے میں مددگار ہوگا بلکہ انتہائی اہم نسخہ ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہونگے اور حقوق العباد ادا کرنے کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہوں گے اور وہ ہے نظامِ وصیت۔ اس کی اہمیت کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

''تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اُس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں''۔ (الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 308 مطبوعہ لندن)

پس آپ نے وصیت کا نظام جاری کرتے ہوئے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ یہ نظام خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا ایک ذریعہ ہے اور اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں خدا تعالیٰ سے خاص انعام ملے تو اس نظام میں شامل ہو جاؤ اور اس دروازے میں داخل ہو جاؤ۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ

''دنیا کے کام کسی نے نہ تو کبھی پورے کئے ہیں اور نہ ہی کرے گا۔ دنیا دار لوگ نہیں سمجھتے کہ ہم کیوں دنیا میں آئے اور کیوں جائیں گے۔ کون سمجھاوے جب کہ خدائے تعالیٰ نے نہ سمجھایا ہو۔ دنیا کے کام کرنا گناہ نہیں مگر مومن وہ ہے جو درحقیقت دین کو مقدم سمجھے اور جس طرح اس ناچیز اور پلید دنیا کی کامیابیوں کے لئے دن رات سوچتا یہاں تک کہ پلنگ پر لیٹے بھی فکر کرتا ہے اور اس کی ناکامی پر سخت رنج اُٹھاتا ہے ایسا ہی دین کی غمخواری میں بھی مشغول رہے۔ دنیا سے دل لگانا بڑا دھوکہ ہے۔ موت کا ذرا اعتبار نہیں''۔ (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم مکتوب نمبر 9 صفحہ 72,73)

بعض لوگوں کی صرف دنیا کمانے اور نفس

کی خواہشات کی طرف توجہ رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آواری اور دینی معاملات کی کوئی فکر نہیں ہوتی۔ آپ یہ فرمارہے ہیں کہ انسان یہ بھول جاتا ہے کہ موت کا بھی ایک وقت مقرر ہے۔ اس لئے انجام بخیر ہونے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی طرف کوئی توجہ نہیں رہتی۔

ایک جگہ آپ نے فرمایا:" اور چاہئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہوسکتی۔ اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اُس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں۔ اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اُس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اُس کی طرف آ جاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذات چھوڑ کر، اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے۔ اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدمِ صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے۔ اور اُس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے۔ پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔ اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو۔ تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا۔ بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں۔ اور تم میں خدا نہیں ہوگا بلکہ تمہیں ہلاک کر کے خدا خوش ہوگا۔ لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مرجاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے۔ اور اُن دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں۔ اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو مَیں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اُس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو۔ اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ"۔

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-308)

تو یہ وصیت کا جب نظام جاری فرمایا تو اُس وقت کا آپ کا یہ ارشاد ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی آخرت کے مقابلہ میں اتنی حیثیت ہے جتنی کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈبوئے اور پھر وہ اُسے نکال کر دیکھے کہ اُس پر کتنا پانی لگا ہوا ہے"۔ (ترمذی کتاب الزھد۔باب ما جاء فی ھوان الدنیا علی اللہ)

تو جب دنیا کی اتنی بھی حیثیت نہیں ہے تو ہمیں کس قدر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جس چیز کے ہم پیچھے پڑے ہوئے ہیں اُس کی تو کوئی حیثیت نہیں اور جو اصل مقصود ہونا چاہئے اُس کی طرف توجہ ہی نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہی ہے جو انجام بخیر کی طرف لے جاتی ہے۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام الوصیت میں فرماتے ہیں کہ:۔" خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے، ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم، صدق کا قدم ہے"۔

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فرمان کے مطابق، آپ کے ارشادات کو سن کر، آپ کی خواہشات کو دیکھ کر جو شخص اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتا آپ فرماتے ہیں کہ اس میں نفاق پایا جاتا ہے کہ کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ ہے۔ اور اگر کامل اطاعت گزار اور تمام باتوں کو دل سے تسلیم کرنے والا ہے تو وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف صدق سے قدم اُٹھانے والا ہے اور اس کی رضا کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے والا ہے۔

پھر اسی رسالہ میں آپ نے خدا کے ایسے پسندیدہ اور کامل الایمان لوگوں کے بارے میں خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر بتایا کہ یہ حقیقت میں بہشتی لوگ ہوں گے۔ جب وصیت کا نظام شروع کیا اُس وقت 1905ء میں آپ نے یہ رسالہ لکھا تھا اور اس کو لکھنے کی وجہ یہ فرمائی تھی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ میرا وقت قریب ہے اور اب ایک تو نظام خلافت کا سلسلہ شروع ہوگا جو میرے بعد میرے کاموں کی تکمیل کرے گا۔ اور دوسرا اس سلسلہ کو چلانے کے لئے ایسے مخلصین جماعت میں پیدا ہوتے رہیں گے جن کا پہلے ذکر آ چکا ہے جو روحانیت کے بھی اعلیٰ معیار تک پہنچنے والے ہوں گے اور مالی قربانیوں کو بھی اعلیٰ معیار تک پہنچانے والے ہوں گے۔ اور ایسے مخلصین جو ہوں گے اُن کی انفرادیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بہشتی قرار دیا ہے اور اس وجہ سے اُن کا ایک علیحدہ قبرستان بھی ہوگا جہاں اُن کی تدفین ہوگی۔ اس لئے بہشتی مقبرہ کا قیام عمل میں آیا تھا۔

پس یہ وہ نظام ہے جو اس زمانے میں خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی یقین دہانی کرانے والا نظام ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو دین کی خاطر قربانیاں دینے والی جماعت کا نظام ہے۔ اور یہ وہ جماعت ہے جو دنیا میں دکھی انسانیت کی خدمت کرتی ہے۔ پس ہر احمدی ان باتوں کے سننے کے بعد غور کرے اور دیکھے کہ کس قدر فکر سے اور کوشش سے اس نظام میں شامل ہونا چاہئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہماری نیکی کے معیار وہاں تک نہیں پہنچے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس معیار کی شرائط کو پورا کرسکیں۔ تو وہ سن لیں کہ یہ نظام ایک ایسا انقلابی نظام ہے کہ اگر نیک نیتی سے اس میں شامل ہوا جائے اور شامل ہونے کے بعد جیسا کہ آپ نے فرمایا اپنے اندر بہتری کی کوشش بھی کی جائے تو اس نظام کی برکت سے روحانی تبدیلی جو کئی سالوں کی مسافت ہے وہ دنوں میں اور دنوں کی گھنٹوں میں طے ہو جائے گی۔ پس اپنی اصلاح کی خاطر بھی اس نظام میں احمدیوں کو شامل ہونا چاہئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس نظام میں شامل ہونے والوں کے لئے جو دعائیں ہیں اُن سے حصہ لینا چاہئے۔

آپ 1905ء میں فرماتے ہیں کہ:

" مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ مَیں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر اُس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں"۔

پھر فرماتے ہیں کہ:"مَیں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے۔ اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہوگئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن۔

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اِس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن"۔

اور پھر فرمایا کہ:" میں تیسری دفعہ دُعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور و رحیم! تو صرف اُن لوگوں کو اِس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں۔ جن سے تُو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلّی

تیری محبت میں کھوئے گئے۔ اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحِ ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ اٰمِیْـن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

فرمایا: ”اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحیِ خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں۔ سو وہ تین شرطیں ہیں اور سب کو بجالانا ہوگا“۔

”پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے اُن مصارف کے لئے چندہ داخل کرے اور یہ چندہ محض اُنہی لوگوں سے طلب کیا گیا ہے، نہ دوسروں سے“ ”ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا اعلائے کلمۂ اسلام اور اشاعتِ توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں“۔

”دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیّت کرے جو اُس کی موت کے بعد دسواں حصہ اُس کے تمام ترکہ کا حسبِ ہدایت اس سلسلہ کے اشاعتِ اسلام اور تبلیغِ احکامِ قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا“۔

فرمایا: ”خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا۔ اس لئے امید کی جاتی ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہو جائیں گے۔ اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعتِ اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے۔

اب زمانہ ایسا آرہا ہے جب کہ یہ باتیں ظاہر بھی ہونا شروع ہوگئی ہیں اُن باتوں کے علاوہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے درج کی ہیں۔ پتہ لگتا ہے کہ مزید کہاں کہاں خرچ کئے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ آپ نے فرمایا اشاعت اسلام کے ساتھ ساتھ خدمت انسانیت کے لئے بھی یہ خرچ ہو سکتے ہیں۔

پھر فرمایا: ”یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دُور از قیاس باتیں ہیں۔ بلکہ یہ اُس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیونکر ہونگے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے“۔

تو آپ سے حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ توقع رکھی ہے کہ ایسی جماعت پیدا ہوگی اور ضرور پیدا ہوگی جو یہ مردانہ کام دکھائے اور اس جوش اور جذبے کے ساتھ نظام میں شامل ہو اور قربانیوں کی مثالیں قائم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنے والی ہوگی۔

پھر فرمایا: ”تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو“۔

اور پھر چوتھی شرط ہے جو اصل میں اس کا ضمنی نوٹ ہی ہے کہ: ”ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہوسکتا ہے“۔

(رسالہ الوصیت ۔روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 316تا320)

اس نظام کو قائم کئے 2005ء میں انشاء اللہ تعالیٰ ایک سَو سال ہو جائیں گے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ 1905ء میں آپ نے اسے جاری فرمایا تھا لیکن جیسا کہ متعدد جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کو خوشخبریاں دے چکے ہیں ۔ آپ نے جماعت پر حسن ظن فرمایا ہے کہ ایسے مومنین ملتے رہیں گے اور ضرور ملتے رہیں گے جو اس طرح اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی مالی قربانیاں پیش کرنے والے ہوں گے اور روحانیت میں بھی ترقی کرنے والے ہوں گے۔ لیکن جس رفتار سے جماعت کے افراد کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے تھا، نہیں ہو رہا ہے۔ جس سے مجھے فکر بھی پیدا ہوئی ہے اور میں نے سوچا ہے کہ آپ کے سامنے اعداد و شمار بھی رکھوں تو آپ بھی پریشان ہو جائیں گے۔ وہ اعداد و شمار یہ ہیں کہ آج ننانوے سال پورے ہونے کے بعد بھی تقریباً 1905ء سے لے کر آج تک صرف اڑتیس ہزار کے قریب احمدیوں نے وصیت کی ہے۔ اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ وصیت کے نظام کو قائم ہوئے سَو سال ہو جائیں گے۔ میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں۔ آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں کہ جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں۔ تو ایسے مومن نکلیں کہ کہا جا سکے کہ انہوں نے خدا کے مسیح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کئے۔

پھر بہت سے لوگوں کی طرف سے یہ تجویزیں بھی آئی ہیں کہ 2008ء میں خلافت کو بھی سَو سال پورے ہو جائیں گے اس وقت خلافت کی بھی سَو سالہ جوبلی منانی چاہئے تو بہرحال وہ تو ایک کمیٹی کام کر رہی ہے۔ وہ کیا کرتے ہیں، رپورٹس دیں گے تو پتہ لگے گا۔ لیکن میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سَو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں، جو چندہ دہند ہیں اُن میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں۔ اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں۔ اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سَو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی ۔ اور اس میں جیسا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ایسے لوگ شامل ہونے چاہئیں جو انجام بالخیر کی فکر کرنے والے اور عبادات بجالانے والے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس لئے خدام الاحمدیہ، انصار اللہ صف دوم جو ہے اور لجنہ اماء اللہ کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ کیونکہ ستر پچھتر سال کی عمر میں پہنچ کر جب قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہوں تو اُس وقت وصیت تو بچا کھچا ہی ہے جو پیش کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ احمدی نوجوان بھی اور خواتین بھی اس میں بھرپور کوشش کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کو خاص طور پر مَیں کہہ رہا ہوں کہ اپنے ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کو بھی اس عظیم انقلابی نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔ دنیاوی لحاظ سے بھی اگر اس نظام کی اہمیت کا اندازہ لگانا ہے تو آج سے ساٹھ سال پہلے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک تقریر فرمائی جلسے کے موقع پر 'نظام نو' کے نام سے چھپی ہوئی کتاب ہے۔ اُسے پڑھیں تو آپ کو اندازہ ہو کہ آج کل دنیا کے ازموں اور مختلف نظاموں کے جو نعرے لگائے جارہے ہیں وہ سب کھوکھلے ہیں ۔ اور اگر اس زمانے میں کوئی انقلابی نظام ہے جو دنیا کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے، جو روح کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے، جو انسانیت کی خدمت کرنے کا دعویٰ حقیقت میں کر سکتا ہے تو وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پیش کردہ نظام وصیت ہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نظام کی قدر نہ کرنے والوں کو انذار بھی بہت فرمایا ہے، ڈرایا بھی بہت ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ:۔ ”بلاشبہ اُس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے۔ اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پاکر بلا توقف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصہ کُل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿الٓمّٓ۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ﴾ (العنکبوت:2-3) کیا لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ میں اسی قدر پر راضی ہو جاؤں کہ وہ کہہ دیں کہ ہم ایمان لائے اور ابھی اُن کا امتحان نہ کیا جائے؟ اور یہ امتحان تو کچھ بھی چیز نہیں۔ صحابہؓ کا امتحان جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا اور انہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دئے۔ پھر ایسا گمان کہ کیوں یونہی عام اجازت ہر ایک کو نہ دی جائے کہ وہ اس قبرستان میں دفن کیا جائے کس قدر دُور از حقیقت ہے۔ اگر یہی روا ہو تو خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں امتحان کی کیوں بنیاد ڈالی؟ وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتا رہا ہے کہ خبیث اور طیّب میں فرق کر کے دکھلاوے اس لئے اب بھی اُس نے ایسا ہی کیا“۔

(الوصیت ۔روحانی خزائن جلد 20۔صفحہ 327,328)

فرمایا: ”یہ بھی یاد رہے کہ بلاؤں کے دن نزدیک ہیں اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دے گا قریب ہے۔ پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدُنیا ہونا ثابت کر دیں گے اور نیز یہ بھی ثابت کر دیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں اور اُس کے دفتر میں سابقین اوّلین لکھے جائیں گے۔ اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اِس حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش مَیں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔ یاد رکھو! کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بے سُود ہوگا اور صدقہ خیرات محض عبث۔ دیکھو! مَیں بہت قریب عذاب کی تمہیں خبر دیتا ہوں۔ اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کرلوں۔ بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے۔ تب آخری وقت میں کہیں گے ھٰذَا مَاوَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ“۔

(رسالہ الوصیت ۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 328،329)

پس غور کریں، فکر کریں ۔ جو سستیاں، کوتاہیاں ہو چکی ہیں اُن پر استغفار کرتے ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلد از جلد اس نظامِ وصیت میں شامل ہو جائیں ۔ اور اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنی نسلوں کو بھی بچائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی حصہ پائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ)

❀❀❀❀❀❀

نظامِ وصیت کی اہمیت و برکات

خلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں

(صمد احمد غوری استاذ جامعہ احمدیہ قادیان)

نظام وصیت وہ عظیم الشان اور عالمگیر نظام ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر ۱۹۰۵ء میں قائم فرمایا۔ اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی سے اس بات کا عملی نمونہ پیش کرے کہ میں درحقیقت ”دین کو دنیا پر ہمیشہ مقدم رکھوں گا“۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے افراد جماعت سے یہ مطالبہ فرمایا کہ وہ اپنے نفوس کا ہر طرح سے تزکیہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اموال اور جائیدادوں کا کم از کم ۱/۱۰ حصہ خدا کی راہ میں پیش کریں۔

حضور علیہ السلام کی اس انتہائی مبارک تحریک پر آپؑ کے صحابہ نے والہانہ لبیک کہا اور بے دریغ اپنے اموال و نفوس اشاعت اسلام کیلئے قربان کئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر ملتا ہے کہ:

”مقبرہ بہشتی کی وصایا کے ماتحت آپؓ نے اپنی زرعی زمین جو بھیرہ میں تھی اپنی زندگی میں ہی صدر انجمن احمدیہ کو ہبہ کر دی تھی“۔ (مرقات الیقین فی حیات نورالدین صفحہ ۳۱۰)

نظام وصیت کی اہمیت اور اس کی عظمت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ نہ صرف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر ہی اللہ تعالیٰ نے اس کی اہمیت و برکات کا اظہار فرمایا بلکہ خلفاء کرام کو بھی اس کے عظیم الشان فوائد سے آگاہ فرماتا رہا ہے۔ اسی کے پیش نظر بعض احباب جنہیں نظام وصیت میں شمولیت کی تحریک کی جاتی ہے تو وہ کسر نفسی سے بیان کرتے ہیں کہ ہم تقویٰ کے اس معیار پر نہیں جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے تقاضا فرمایا ہے۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد پیش نظر رکھنا چاہئے۔ آپؓ فرماتے ہیں:-

”یہ خدا نے ہمارے لئے ایک نہایت ہی اہم چیز رکھی ہے اور اس ذریعہ سے جنت کو ہمارے قریب کر دیا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے مگر وصیت کے بارہ میں سستی دکھلاتے ہیں میں انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وصیت کی طرف جلدی بڑھیں۔ انہی سستیوں کی وجہ سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض بڑے بڑے مخلص فوت ہو جاتے ہیں ان کو آج کل کرتے کرتے موت آ جاتی ہے پھر دل کڑھتا ہے اور حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش یہ بھی مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر دفن نہیں کئے جا سکتے۔ سب کے دل ان کی موت پر محسوس کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ مخلص تھے اور اس قابل تھے کہ دوسرے مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر ان کی ذرا سی غفلت اور ذرا سی سستی اس میں حائل ہو جاتی ہے۔ پھر بیسیوں ہماری جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دسویں حصہ سے زیادہ چندہ دیتے ہیں مگر وہ وصیت نہیں کرتے۔ ایسے دوستوں کو بھی چاہئے کہ وصیت کر دیں بلکہ ایسے دوستوں کیلئے تو کوئی مشکل ہے ہی نہیں۔ پھر کئی ایسے ہیں جو پانچ پیسے یا چھ پیسے فی روپیہ چندہ دے رہے ہوتے ہیں اور صرف دمڑی یا دھیلا انہیں وصیت سے محروم کر رہا ہوتا ہے۔ غرض تھوڑے تھوڑے پیسوں کے فرق کی وجہ سے ہماری جماعت کے ہزاروں ہزار آدمی وصیت سے محروم ہیں اور جنت کے قریب ہوتے ہوئے بھی اس میں داخل نہیں ہوتے“۔
(الفضل یکم ستمبر ۱۹۳۲ء)

نیز فرمایا:

”دوستوں کو چاہئے کہ جو وصیت کے برابر چندہ دیتے ہیں اور ایسے سینکڑوں آدمی ہیں وہ حساب لگا کر وصیت کر دیں۔ بعض اگر غور کریں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ صرف ایک پیسہ زیادہ چندہ دینے سے ان کیلئے جنت کا وعدہ ہو جاتا ہے۔ پس جس قدر ہو سکے دوستوں کو چاہئے کہ وہ وصیت کریں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وصیت کرنے سے ایمانی ترقی ضرور ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس زمین میں متقی کو دفن کرے گا تو جو شخص وصیت کرتا ہے اسے متقی بنا بھی دیتا ہے“۔ (الفضل یکم ستمبر ۱۹۳۲ء)

عالمگیر اسلامی اقتصادی نظام کا نفاذ نظام وصیت کے ذریعہ ہی ہوگا

اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ دراصل نظام وصیت ہی آگے چل کر عالمگیر اسلامی اقتصادی نظام کی شکل اختیار کرنے والا ہے۔ جس کے عظیم الشان مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ ہر فرد بشر کی ضرورت کو پورا کیا جائے۔ آپؓ فرماتے ہیں:-

”جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا انشاء اللہ۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا۔ بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی۔ بے سامان پریشان نہ پھرے گا۔ کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی، جوانوں کی باپ ہوگی، عورتوں کا سہاگ ہوگی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ سے مدد کرے گا۔ اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب، نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا“۔ (نظام نو صفحہ ۱۳۰)

نظام وصیت اور قرآنی معارف کے حصول کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ایک کشف

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ پر اللہ تعالیٰ نے کشفاً یہ ظاہر فرمایا کہ موصیان کے ذریعہ ہی اب قرآنی انوار تمام عالم میں پھیلیں گے۔ آپؒ اپنے ایک خطبہ جمعہ میں اس کشف کا ذکر فرماتے ہیں کہ:

”ایک دن جب میری آنکھ کھلی تو میں بہت دعاؤں میں مصروف تھا۔ اس وقت عالم بیداری میں مَیں نے دیکھا کہ جس طرح بجلی چمکتی ہے اور زمین کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک روشن کر دیتی ہے اسی طرح ایک نُور ظاہر ہوا اور اُس نے زمین کو ایک کنارے سے لیکر دوسرے کنارے تک ڈھانپ لیا۔ پھر مَیں نے دیکھا کہ اُس نور کا ایک حصہ جیسے جمع ہو رہا ہے۔ پھر اُس نے الفاظ کا جامہ پہنا اور ایک پُر شوکت آواز فضا میں گونجی جو اس نور سے ہی بنی ہوئی تھی اور وہ یہ تھی:

”بُشْرٰی لَکُمْ“

(یعنی تمہارے لئے خوشخبری ہے)

یہ ایک بڑی بشارت تھی، لیکن اس کا ظاہر کرنا ضروری نہ تھا۔ ہاں دل میں ایک خلش تھی اور خواہش تھی کہ جس نُور کو مَیں نے زمین کو ڈھانپتے ہوئے دیکھا ہے جس نے ایک سرے سے دوسرے سرے تک زمین کو منور کر دیا ہے اس کی تعبیر بھی اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے مجھے سمجھائے۔ چنانچہ وہ ہمارا خدا جو بڑا ہی فضل کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے اُس نے خود اس کی تعبیر اس طرح سمجھائی کہ گزشتہ پیر کے دن مَیں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا اور تیسری رکعت کے قیام میں تھا تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کسی غیبی طاقت نے مجھے اپنے تصرف میں لے لیا ہے اور اس وقت مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ جو نُور مَیں نے اُس دن دیکھا تھا وہ قرآن کا نور ہے جو تعلیم القرآن کی سکیم اور عارضی وقف کی سکیم کے ماتحت دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے“۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۵/اگست ۱۹۶۶ء)

آگے حضورؒ فرماتے ہیں:

”پھر مَیں اس طرف بھی متوجہ ہوا کہ عارضی وقف کی تحریک جو قرآن کریم سیکھنے سکھانے کے متعلق جاری کی گئی ہے، اس کا تعلق نظام وصیت کے ساتھ بڑا گہرا ہے۔ چنانچہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ ”الوصیت“ کو مزید غور سے پڑھا تو مجھے معلوم ہوا کہ واقع میں اس تحریک کا موصی صاحبان کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ اس وقت میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ صرف ایک بات آپ دوستوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ ”الوصیۃ“ کے شروع میں ہی ایک عبارت لکھی ہے اور حقیقتاً وہ عبارت اس نظام میں منسلک ہونے والے موصی صاحبان ہی کی کیفیت بتا رہی ہے کہ تمہیں وصیت کر کے اس قسم کا انسان بننا پڑے گا۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

”خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے، جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذات چھوڑ کر، اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھالو گے (یعنی اس نظام وصیت میں شامل ہو جاؤ گے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہو گے) تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے، لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں“۔ (الوصیۃ)

”ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے“ دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام کا ترجمہ ہی ہے جو بہشتی مقبرہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل کیا تھا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”چونکہ اس قبرستان کیلئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں“۔

(الوصیۃ) (خطبہ جمعہ فرمودہ ۵/اگست ۱۹۶۶ء)

باقی صفحہ (37) پر ملاحظہ فرمائیں

تقریر بر موقع سالانہ مرکزی اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت 2 اکتوبر 2004ء

نظام خلافت اور نظام وصیّت

محمد انعام غوری ناظر اصلاح وارشاد قادیان

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ.

(سورۃ النور آیات 56-57)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنادے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا۔ اور جو دین اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے وہ اُن کیلئے اُسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کیلئے امن کی حالت تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

اور تم سب نمازوں کو قائم کرو اور زکوتیں دو اور اس رسولؐ کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے (تفسیر صغیر)

دین کے دو ہی بڑے ستون ہیں ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت۔ دوسرا اُس کی مخلوق کی خدمت۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ کہ نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کیا کرو۔ اور مومنوں کی یہ شان بتائی گئی ہے کہ یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون کہ وہ نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔

ایک زکوۃ تو وہ ہے جو اسلامی اصطلاح میں ہر صاحب نصاب پر واجب ہوتی ہے لیکن دراصل زکوۃ کا لفظ جو تزکیہ سے نکلا ہے اس کے معنے نفس کی پاکیزگی کے ہیں پس اللہ کے راستے میں اموال خرچ کرنے سے پاکیزگی نفس حاصل ہوتی ہے اس لحاظ سے زکوۃ میں ہر قسم کی مالی قربانی شامل ہے خواہ وہ فریضہ زکوۃ کی صورت میں ہو یا صدقات کی صورت میں ہو یا دیگر ملی اور قومی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے جو کچھ فی سبیل اللہ خرچ کیا جاتا ہے وہ سب اس حکم میں شامل ہے۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلام کے مذکورہ دو بنیادی ارکان میں سے اقام الصلوٰۃ زیادہ مشکل کام معلوم نہیں ہوتا۔ ذرا سی توجہ اور کوشش سے انسان پنجگانہ نمازوں کا عادی بن سکتا ہے لیکن مال خرچ کرنا نسبتاً زیادہ مشکل معلوم ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واحضرت الانفس الشح کہ انسان کے اندر بخل کا مادہ پایا جاتا ہے۔ اسلئے خدا کی محبت حاصل کرنے کیلئے یہ شرط رکھدی کہ پہلے مال کی محبت کو دل سے نکال دو۔ اور فرمایا لن تنالوا البرّ حتی تنفقوا مما تحبون کہ تم حقیقی نیکی کو حاصل نہیں کرسکو گے اور ابرار میں شامل نہ ہوسکو گے جب تک کہ اپنی محبوب ترین چیزوں کو راہِ خدا میں نہ خرچ کرو۔ نیز فرمایا ومن یوق شُحّ نفسه فاولئک هم المفلحون (حشر۱۰)

پس یہی فلسفہ ہے انفاق فی سبیل اللہ کا کہ دُنیا کے مال و متاع کی محبت سرد ہوگی تو اللہ کی محبت کی گرمی محسوس ہوگی۔ اور انسان کی پیدائش کا مقصد وحید یہی ہے کہ اللہ کی محبت اور اُسکی رضا کی جنت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں نے یہی درس دیا بالآخر سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پاک انقلاب برپا کیا اسکی شان یہ تھی کہ گویا گوبر سونے میں تبدیل ہوگیا ہے۔ راتوں کو راگ ورنگ اور رقص و سرور کی محفلوں میں مست رہنے والے ذکر الٰہی میں محو ہوگئے۔ شراب و شباب کے متوالے نمازی اور روزہ دار بن گئے۔ اپنے اموال اور جائیدادوں کو بے دریغ راہ خدا میں خرچ کردیا۔ حتیٰ کہ اپنے خون اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے اس رنگ میں خدا کی محبت پروان چڑھائی کہ عرش الٰہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جاں نثار صحابہ کے حق میں یہ سند رضائے باری تعالیٰ جاری ہوئی کہ رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ کہ خدا ان سے راضی ہوگیا اور وہ خدا سے راضی ہوگئے۔

لیکن افسوس کہ مرور زمانہ کے ساتھ مسلمانوں نے اللہ کے ذکر کو بھلا دیا قرآنی تعلیمات کو فراموش کردیا اور اموال کی محبت میں کھوئے گئے اور دنیا کی آلائشوں میں مبتلا ہوگئے۔ تب خدا نے اپنی سنت اور بشارت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند جلیل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود اور مہدی معہود کے منصب پر فائز کر کے مبعوث فرمایا۔ آپؑ کی بعثت کا مقصد یہی تھا یحی الدین ویقیم الشریعۃ کہ دین اسلام کو پھر سے زندہ کیا جائے اور شریعت قرآنیہ کو قائم کیا جائے اس غرض کیلئے آپ نے ایک پاک جماعت قائم فرمائی اور تقویٰ شعار دین کو دُنیا پر مقدم کرنے والے پاک نفوس کا ایک گروہ تیار فرمایا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں ؎

مسیح وقت اب دُنیا میں آیا خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے اُن کو ساقی نے پلادی فسبحان الذی اخزی الاعادی

پھر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کے قرب وصال کی اطلاعات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنی شروع ہوئیں تو آپ نے اپنی پاک جماعت کو نصائح فرماتے ہوئے "الوصیت" کے نام سے ایک رسالہ 1905ء میں تصنیف فرمایا جس میں دو عظیم الشان بشارتیں عطا فرمائیں ایک تو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی بشارت دی کہ جو سلسلہ خلفائے راشدین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس سال تک جاری رہ کر حضرت علیؓ کی شہادت پر منقطع ہوگیا تھا اُس کو خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد دائمی طور پر جاری فرمادے گا اور دوسرے خلافت راشدہ کے قیام کے اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لئے باذن الٰہی نظامِ وصیت کو جاری فرمایا۔

تفصیل اس اجمال کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ الوصیت سے بعض اقتباسات کے ذریعہ پیش کرتا ہوں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے ...... اور جس راستبازی کو وہ دُنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہیں کے ہاتھ سے کردیتا ہے لیکن اُس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کردیتا ہے جن کے ذریعے سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں ......

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے ...... تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہوگئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا ...... ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا اور ...... ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔

سو اے عزیزو جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کردیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے غمگین مت ہو۔ (یعنی اپنی وفات کے قرب کی جو اطلاع دی ہے) اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی ......

میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے"

پس اس عبارت میں حضور علیہ السلام نے اپنے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قیام کی نہایت وضاحت اور صراحت کے ساتھ بشارت عطا فرمادی ہے اور یہ بھی وضاحت فرمادی کہ وہ شخصی خلافت ہوگی جسطرح کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ذریعے خدا تعالیٰ نے خلافت راشدہ کا سلسلہ شروع فرمایا تھا۔

آگے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی بعثت اور پھر آپ کے بعد خلافت کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دُنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے"۔

ظاہر ہے اس عظیم مقصد کے حصول کیلئے اموال کی بھی ضرورت تھی اور صرف صاحب نصاب لوگوں کی زکوۃ اور عشر کے ٹیکسوں سے یہ عظیم مقاصد حاصل نہیں ہوسکتے تھے اس کے لئے زائد مالی قربانیوں کی ضرورت تھی۔ جیسا کہ سیدنا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں زائد مالی قربانی کی تحریکات فرمائی تھیں اور پھر خلفائے راشدین کے زمانہ میں بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں نظام بیت المال کو اس قدر مستحکم کیا گیا کہ غرباء و مساکین حتیٰ کہ پیدا ہونے والے بچوں تک کیلئے وظائف مقرر کئے

گئیں۔

پس اس لحاظ سے نظامِ خلافت اور نظام بیت المال دونوں لازم وملزوم ہیں اشاعت اسلام کے، موجودہ تقاضوں اور غرباء ومساکین اور یتامیٰ و بیوگان اور مسافر ومصیبت زدگان اور نئے داخل ہونے والوں کی تالیف قلوب کے اغراض ومقاصد کے پیش نظر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زکوٰۃ اور وقتی صدقہ و خیرات کے علاوہ مستقل ماہوار چندہ کی ادائیگی کو لازم قرار دیا تھا پھر حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس چندہ عام کی باقاعدہ شرح مقرر کرکے ہر احمدی کیلئے اپنی آمد کا سولہواں حصہ ادا کرنا لازم قرار دیا۔

لیکن تمام بنی نوع انسان کو توحید کی طرف کھینچنے اور ان کو دین واحد پر جمع کرنے اور اس کے ساتھ ساتھ اُن کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کیلئے غیر معمولی مالی قربانی کرنے والے ایک ایسے پاک گروہ کی ضرورت تھی جو مال کی محبت سے دستبردار ہوکر خدا کی محبت کے حصول میں ترقی کرے۔ چنانچہ اس غرض کیلئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے سو سال قبل 1905ء میں خدا تعالیٰ کے اذن سے نظام وصیت کو جاری فرمایا اور اس میں شامل ہونے والوں کے لئے دو بنیادی شرائط مقرر فرمائیں۔ ایک یہ کہ وہ اپنی جائیداد اور آمدنی کے کم از کم دسویں حصے کی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے حق میں وصیت کردے تا کہ اشاعت اسلام اور تبلیغ احکامِ قرآن اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے ایسے تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں۔ اور دوسری شرط یہ مقرر فرمائی کہ ایسی وصیت کرنے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرنے والا ہو اور کوئی شرک و بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو۔

ان دو شرائط کی پابندی کرنے والے کی میت کو ایک ایسے قبرستان میں دفن کرنے یا اُس کے نام کا یادگاری کتبہ لگانے کی ہدایت فرمائی جس کا نام حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق بہشتی مقبرہ رکھا۔ اور قادیان میں اپنی ملکیتی زمین کا ایک رقبہ اس قبرستان کے لئے وقف کرکے اس بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھ دی۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس قبرستان کیلئے مندرجہ ذیل دعائیں کیں جو رسالہ الوصیت میں مندرج ہیں: حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنادے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرلیا اور دُنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کیلئے ہوگئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا ربّ العالمین۔

پھر میں دُعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دُنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یا رب العالمین۔

پھر میں تیسری دفعہ دُعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور و رحیم تو صرف اُن لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں آمین یا رب العلمین۔

نیز فرماتے ہیں:۔

"اور چونکہ اس قبرستان کیلئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیھا کل رحمۃ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اُس سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کیلئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہوسکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے اُن شرائط کے پابند ہوں"۔

بعض ناواقف اور کم فہم لوگ اس قبرستان کے قیام اور غیر معمولی مالی قربانی پیش کرنے والوں کو جنت کی بشارت دینے کو بدعت قرار دیتے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے مخلصین کو جو صحیح ایمان اور اعمال صالحہ کے مطابق زندگی گزارتے ہیں اور اپنے اموال اور اپنی جانوں کو راہ خدا میں قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے اُن کو جنت کی بشارت عطا فرمائی ہے جیسا کہ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ

پس جو مومنین اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلی پیدا کرتے اور معمول سے بڑھ کر غیر معمولی مالی قربانیاں پیش کرتے ہیں اُن کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر اُمید رکھتے ہوئے بہشتی کیوں قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ضرور قرار دیا جاسکتا ہے جبکہ خدا کا ایک مامور خدا کی بشارت کے مطابق اس طرح کی بشارت دے رہا ہے۔ اور اسی بناء پر بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والے خوش نصیب اصحاب کو بہشتی قرار دینا ہرگز بدعت نہیں ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"کوئی نادان اس قبرستان اور اس انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے۔ انسان کا اس میں دخل نہیں اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہوسکتا ہے کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کردے گی بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا۔

(رسالہ الوصیت صفحہ 24-25 حاشیہ)

اسی طرح بعض معترضین یہ سمجھتے ہیں کہ محض اموال اور جائیدادیں جمع کرنے کی ایک ترکیب نکالی گئی ہے۔ اوّل تو جیسا کہ حضور علیہ السلام نے وضاحت فرمادی ہے کہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے اور انسان کا اس میں دخل نہیں۔ دوسرے یہ اموال اور جائیدادیں کسی کے ذاتی تصرف کیلئے جمع نہیں کی جارہی ہیں بلکہ اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن اور ہر وہ امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے وہ تمام اُمور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے۔

تیسرے یہ کہ صرف مال خرچ کرنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ وہی موصی اس بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کا اہل قرار دیا جائے گا جس کے متعلق ایک جماعت گواہی دے کہ ہاں یہ وہ شخص تھا جس نے تقویٰ کی راہوں پر اپنی زندگی گزاری ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کیلئے ممکن ہے پابند احکام اسلام ہو اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اُس کے رسولؐ پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو"۔

ابتداء میں خاکسار نے جو آیت استخلاف کی تلاوت کی تھی اس میں یہی بشارت دی گئی ہے کہ خلافت حقہ ہی کے ذریعے دین کو مضبوطی حاصل ہوگی اور انفرادی اور اجتماعی خوف کے حالات کو امن میں تبدیل کیا جائے گا۔ خواہ وہ دشمن کا خوف ہو خواہ بھوک اور افلاس کا خوف ہو۔ خواہ یتامیٰ اور بیوگان کا خوف ہو یا آفات ارضی وسماوی کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والے خوف ہوں ہر قسم کے انفرادی اور اجتماعی خوف کو امن میں تبدیل کرنے کی ضمانت دی گئی ہے اور یہی برکات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظام وصیت کی بیان فرمائی ہیں کہ اس نظام میں شامل ہونے والے خلافت کے زیر سایہ جہاں تقویٰ کی زندگی بسر کرنے والے ہوں گے وہاں اُن کے پاک اموال دین اسلام کی اشاعت میں صرف ہوں گے اور لوگوں کے خوفوں کو امن میں تبدیل کرنے کا ذریعہ ہوں گے۔

لہٰذا نظامِ خلافت اور نظامِ وصیت دونوں ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم ہیں۔ نظام خلافت کی کامل برکات اُسی وقت پورے زور کے ساتھ ظہور پذیر ہوں گی جب نظام بیت المال مستحکم ہوگا اور دوسری طرف نظام بیت المال اُس وقت تک صحیح رنگ میں نافع الناس نہیں ہوسکتا جب تک نظام خلافت کی نگرانی میں کام نہ کرے۔

چنانچہ آج دیکھ لیں باوجود یہ کہ دُنیا کی آبادی کا چوتھا حصہ مسلمانوں کی آبادی پر مشتمل ہے اور 50 سے زائد مسلمانوں کی حکومتیں ہیں اور بعض حکومتیں مادّی وسائل کی فراوانی سے بھی متمتع ہیں اس کے باوجود نہ دین کو استحکام حاصل ہے اور نہ مسلمانوں کے انفرادی اور اجتماعی خوف دور ہو پا رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی یہی وجہ ہے کہ یہ سب خلافت حقہ اسلامیہ کی قیادت سے محروم ہیں اور اس کے نتیجہ میں نظام بیت المال کی برکات سے بھی محروم ہیں۔

آخر پر میں نظام وصیت کی عظمت و اہمیت اور برکات کے متعلق سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے چند اقتباسات پیش کرتا ہوں جو آپ کے لیکچر نظام نو سے لئے گئے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ سورہ بقرہ کی آیت نمبر 24 وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ واحسنوا ان اللہ یحب المحسنین کی تشریح کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

"اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو ہوئی لفظی تعلیم۔ تم کہتے تھے کہ اسلام غرباء کے کھانے کا بھی انتظام کرتا ہے۔ ان کے کپڑے کا بھی انتظام کرتا ہے ان کے مکان کا بھی انتظام کرتا ہے اور ان کے علاج اور تعلیم کا بھی انتظام کرتا ہے مگر تم نے یہ نہیں بتایا کہ اسلام اس میں کامیاب ہوا ہے یا نہیں اگر کامیاب ہو چکا ہے تو ہمیں اس کا کوئی نمونہ دکھاؤ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تعلیم وہی کامیاب اور اعلیٰ ہوتی ہے جو ہر زمانہ کے مطابق سامان پیدا کرے۔ یعنی وہ لچکدار ہو اور اپنے مقصد کو زمانہ کی ضرورت کے مطابق پورا کرے۔...... اسلام کے ابتدائی دور میں اس کی ضرورت کے مطابق یہ تعلیم کلی طور پر کامیاب رہی ہے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں علاوہ زکوٰۃ کے غرباء کی سب ضرورتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چندوں سے پوری فرمایا کرتے تھے۔ اور اس ضمن میں بعض صحابہؓ بڑی بڑی قربانیاں کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک وقت اپنا سارا مال دے دیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک وقت قریباً اپنا سارا مال دے دیا۔ اور یہ زکوٰۃ نہ تھی پس جس قدر ضرورت تھی اس کے مطابق اس تعلیم نے کام دے دیا اور یہ طریق اُس زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے بالکل کافی تھا جب حکومت زیادہ پھیلی اور خلفاء کا زمانہ آیا تو اُس وقت منظم رنگ میں غرباء کی ضروریات کو پورا کرنے کی جدوجہد کی جاتی تھی چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایسے رجسٹر بنائے گئے جس میں سب لوگوں کے نام ہوتے تھے اور ہر فرد کے لئے روٹی اور کپڑا مہیا کیا جاتا تھا..... غرض خلفاء نے اپنے اپنے زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے اسلام کے احکام کی تعبیر کی مگر موجودہ زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے کسی اور نظام کی ضرورت تھی اور اس نظام کے قیام کیلئے ضروری تھا کہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے اور وہ ان تمام دکھوں اور دردوں کو مٹانے کیلئے ایسا نظام

پیش کرے جو زمینی نہ ہو بلکہ آسمانی ہو اور ایسا ڈھانچہ پیش کرے جو اُن تمام ضرورتوں کو پورا کرے جو غرباء کو لاحق ہیں اور دُنیا کی بے چینی کو دور کردے ہر شخص جو تسلیم کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی موعود کی بعثت کی خبر دی ہے ہر شخص جو تسلیم کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسیح اور مہدی کے آنے کی خوشخبری دی ہے لازماً اُسے یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس زمانہ میں جو فتنہ وفساد اور دُکھ نظر آرہا ہے اُس کو دور کرنے کا کام بھی اسی مامور کے سپرد ہونا چاہیے تاکہ وہ نقائص بھی پیدا نہ ہوں جو بولشوزم کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں وہ نقائص بھی پیدا نہ ہوں جو سوشلزم کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں اور وہ نقائص بھی پیدا نہ ہوں جو نیشنلسٹ سوشلزم کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں دُنیا کو کھانا بھی مل جائے دُنیا کو کپڑا بھی مل جائے دُنیا کو مکان بھی مل جائے۔ دُنیا کو دوا بھی مل جائے اور دُنیا کو تعلیم بھی میسر آجائے ....

پس موجودہ زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے خاتم الخلفاء کا فرض تھا کہ وہ اسلامی اُصول کے مطابق کوئی سکیم تیار کرتا اور دُنیا سے اس مصیبت کا خاتمہ کردیتا ...... اب میں بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس زمانہ کے مامور نائب رسول اللہ نے کس طرح اسلامی تعلیم کے عین مطابق دُنیا کے لئے ایک نئے نظام کی بنیاد رکھ دی۔ یہ بوشوزم۔ سوشلزم اور نیشنلسٹ سوشلزم کی تحریکیں سب جنگ کے بعد کی پیدائش ہیں۔ ہٹلر جنگ کے بعد کی پیدائش ہے مسولینی جنگ کے بعد کی پیدائش ہے اور سٹالین جنگ کے بعد کی پیدائش ہے۔ غرض یہ ساری تحریکیں جو دُنیا میں ایک نیا نظام قائم کرنے کی دعویدار ہیں 1919ء اور 1921ء کے گرد چکر لگا رہی ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے مامور نے نئے نظام کی بنیاد 1905 میں رکھ دی تھی اور الوصیت کے ذریعہ رکھی تھی"۔

نیز فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اعلان فرمایا کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے اُن لوگوں کیلئے جو حقیقی جنت حاصل کرنا چاہتے ہیں یہ انتظام فرمایا ہے کہ وہ اپنی خوشی سے اپنے مال کے کم سے کم دسویں حصہ کی وصیت کردیں۔ اور آپؑ فرماتے ہیں ان وصایا سے جو آمد ہوگی وہ ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کیلئے خرچ ہوگی۔

(شرط نمبر۲)

اسی طرح "ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام اُمور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے"

(شرط نمبر 2)

.... اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ ایسے اُمور بھی ہیں جن کو ابھی بیان نہیں کیا جاسکتا اور یہ کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب دُنیا چلا چلا کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے تب چاروں طرف سے آوازیں اُٹھنی شروع ہوجائیں گی کہ آؤ ہم تمہارے سامنے ایک نیا نظام پیش کرتے ہیں روس کہے گا آؤ میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں انگلستان کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں جرمنی اور اٹلی کہے گا آؤ میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں۔ امریکہ کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں اُس وقت میرا قائم مقام قادیان سے کہے گا کہ نیا نظام الوصیت میں موجود ہے اگر دُنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اُس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ الوصیت کے پیش کردہ نظام کو دُنیا میں جاری کیا جائے"۔

حضرت مصلح موعودؓ رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں:۔

"جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا۔ اور دُکھ اور تنگی کو دُنیا سے مٹا دیا جائے گا انشاء اللہ یتیم بھیک نہ مانگے گا بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی بے سامان پریشان نہ پھرے گا۔ کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی جوانوں کی باپ ہوگی عورتوں کا سہاگ ہوگی۔ اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ سے مدد کرے گا۔

.... پس اے دوستو! دُنیا کا نیا نظام نہ مسٹر چرچل بنا سکتے ہیں نہ مسٹر روز ویلٹ بنا سکتے ہیں۔ یہ اٹلانٹک چارٹر کے دعوے سب ڈھکو سلے ہیں اور اس میں کئی نقائص ہیں کئی عیوب اور کئی خامیاں ہیں۔

نئے نظام وہی لاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دُنیا میں مبعوث کئے جاتے ہیں جن کے دلوں میں نہ امیر کی دُشمنی ہوتی ہے نہ غریب کی بے جا محبت ہوتی ہے جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی وہ خدا تعالیٰ کے پیغامبر ہوتے ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو امن قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے۔ پس آج وہی تعلیم امن قائم کرے گی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آئی ہے اور جس کی بنیاد الوصیت کے ذریعہ 1905ء میں رکھ دی گئی ہے۔

آج پورے ایک سو سال بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم مقام ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ آپ نے اس سال یکم اگست کو جلسہ سالانہ برطانیہ کے اختتامی خطاب میں احباب جماعت کو نظام وصیت کی طرف پرزور توجہ دلائی ہے۔

پس آج جو احباب اس بابرکت نظام وصیت میں شامل ہوں گے وہ دہرے اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے ایک تو مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جاری کردہ نظام وصیت میں شامل ہورہے ہوں گے اور اپنے لئے جنت کی راہ ہموار کررہے ہوں گے اور دوسرے ہمارے موجودہ امام کی تحریک پر لبیک کہنے کا اجر بھی حاصل کررہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے توفیق بخشے آمین۔

☆☆☆

(30)

اور نظام وصیت کی بنیاد پر نظام نو کے کام ہو رہے ہیں۔ تحریک جدید نظامِ نو کی ضروریات ایک چھوٹے پیمانے پر پورا کررہی ہے۔

انشاء اللہ خدا تعالیٰ نے چاہا تو احمدیت کی تیسری صدی میں نظام وصیت اور نظام تحریک جدید کے باہمی تعاون سے دنیائے نظامِ نو کی جملہ ضروریات پوری ہوں گی وصیت کے اس نئے نئے نظام میں محتاج یتامیٰ مساکین بے گھر بے زر محتاج بیوگان اپنا حصہ پائیں گے۔

غربا فقرا درویش اور بے سروسامان لوگ جو کوئی ذریعہ معاش نہیں رکھتے۔ اور احمدیہ سماج کا حصہ ہیں۔ وہ اُن اموال سے بقدر حاجت حصہ پایا کریں گے۔

ان اموال میں سے اسلام کے مبلغین معلمین، واعظین واقفان زندگی، پرچارک، مصنفین، طلباء اور ہر علم کے محققین ماہر سائنس دان ماہر فلکیات موجدان الکشافات، وانکشافات اپنے گذارے پایا کریں گے۔

اشاعت وترویج اسلام اشاعتِ علوم جدیدہ، علوم لدنیہ۔ علوم دینیہ۔ تصانیف ودیگر ذرائع نشر واشاعت اُن اموال سے تکمیل پذیر ہوا کریں گے۔

بے زر ہنر مند پیشہ وروں کو اس کے پاؤں پر کھڑا کرنے کیلئے حسب ضرورت اس کی حریت ووقار نفس کو قائم رکھتے ہوئے ان اموال سے رقوم دی جایا کریں گی۔

غرضیکہ ان اموال سے ہر فرد بشر کی روٹی روزی اور باعزت روزگار کا انتظام کیا جائے گا دکھ تنگی اور بے چینی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا۔ یہ سارا کاروبار بغیر تشدد وجبر واکراہ کے محض محبت واخوت رضائے الٰہی وحصول وصل الٰہی کے جذبات مودت پر منحصر ہوگا۔

موازنہ دنیا کے تمام دیگر نظام جن میں سے چند کا پہلے ذکر ہوچکا ہے۔ ان سب کی بنیاد جبر وتشدد اور ظلم وستم پر تھی وہ آئے اور ناکام ہوکر نابود ہوگئے۔

نظام وصیت اور نظام تحریک جدید محبت اخوتِ انسانی ہمدردی فلاح و بہبود پر تعمیر ہورہا ہے آئندہ یہی نظام احمدیت دنیا کا مذہب اور دنیا کا مالی و اقتصادی نظام ہوگا۔ انشاء اللہ۔

سیدنا حضرت کالکی اوتار احمد علیہ السلام کی تحریرات الوصیت اور کشتی نوح وغیرہ سے تو یہی امر سامنے آتا ہے کہ جو احمدی نظام وصیت سے باہر ہیں اور آپؑ کے حکم سے آناکانی اور ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں وہ سخت ابتلاء میں پڑے ہوئے ہیں۔

وصیت جلد کرنے کی تاکید

نظامِ وصیت کی بنیاد 20 دسمبر 1905 کو رکھی گئی آج دسمبر 2004 یکصدی تک پانچ ذی شان خلفائے عظام ہوئے ہیں سبھی نے احباب جماعت کو جلد سے جلد نظام وصیت میں شامل ہونے کی بار بار تاکید کی ہے نمونہ کے طور پر

"تم تحریک جدید اور وصیت کے ذریعہ اس (بولشزم وکمیونزم) سے بہتر نظام دین کو قائم رکھتے ہوئے تیار کرو۔ مگر جلدی کرو کہ دوڑ میں جو آگے نکل جائے وہی جیتتا ہے پس تم جلد سے جلد وصیتیں کرو تاکہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو۔ جس نے اپنی اپنی جگہ وصیت کی ہوئی ہے اس نے نظام نو کی بنیاد رکھ دی۔ اس نظام نو کی جو اس کی اور اس کے خاندان کی حفاظت کا بنیادی پتھر ہے" (نظام نو صفحہ ۱۱۴ ماخوذ تقریر جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1942ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے عظام کے تاکیدی ارشادات کے بعد ٹال مٹول اور تاویل کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ

"بلاشبہ اس (خدا) نے ارادہ کیا ہے کہ اس نظام (وصیت) کے ذریعے سے منافق اور مؤمن (خبیث اور طیب) میں تمیز کرے"

نظام وصیت ابھی کشور اوستھا نوخیز دوشیزگی کے عالم میں پنپ رہا ہے جس کی بنیاد پر دنیا کے نظامِ نو کی بلند عمارت تعمیر کی جارہی ہے جب تک یہ نظام پروڑ اوستھا عالم شباب کو پہنچے گا اور دنیا کی تمام دولتیں و اموال نظام وصیت کے زیر نگین آجائیں گے اور یہ نظام دنیا کی تمام روحانی اخلاقی مذہبی اور مالی واقتصادی ضروریات کا متکفل ومتحمل ہوجائے گا، تب تک عبوری عرصہ کیلئے تحریک جدید بطور ارہاص کے کام کررہی ہے

☆☆☆

قرآن مجید واحادیث سے نظام وصیت کا استنباط

محمد حمید کوثر (ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی)

مخبر صادق سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے بارے میں فرمایا: فِیْہِ نَبَأُ مَا قَبْلَکُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَکُمْ (اتقان الجزء الثانی صفحہ ۱۲۶) یعنی قرآن مجید پر خوب غور کرنا اس میں تم سے پہلوں کی بھی خبریں ہیں اور تمہارے بعد میں آنے والوں کے متعلق بھی خبریں ہیں اس ضمن میں علامہ الشیخ سلمان ابن ابراھیمؒ نے فرمایا۔

’’وقد بین اللہ فی کتابہ ماجری للاولین وما یجری للآخرین اذ ما من سرمن الاسرار الا وھومخبوء فیہ قال تعالیٰ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین، وقال عزوجل ما فرطنا فی الکتاب من شئ قال الامام علی رضی اللہ عنہ ما من شَیْءٍ الا وعلمہ فی القران ولکن عقول الرجال تعجزعنہ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما لوضاع لاحدکم عقال بعیر لوجدہ فی القران (ینابیع المودۃ الجزء الثالث ص ۶۴)

ترجمۂ اور جو کچھ پہلوں کے ساتھ گزر چکا ہے اور جو کچھ بعد میں آنے والوں کو پیش آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنی کتاب پاک قرآن مجید میں کھول کھول کر بیان فرمادیا ہے۔ کیوں کہ اسرار الٰہیہ میں کوئی بھید ایسا نہیں ہے جو اس میں پوشیدہ نہ ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ لا رطب ولا یابس الا فی کِتٰب مبین یعنی نہ تو کوئی تر چیز ہے اور نہ کوئی خشک چیز مگر وہ ایک کھلی کھلی کتاب میں موجود ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مافرطنا فی الکِتٰب من شَیْءٍ یعنی ہم نے اس کتاب میں کچھ بھی کمی نہیں کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جس کا علم قرآن مجید میں موجود نہ ہو لیکن لوگوں کی عقلیں اور فہم اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی شخص کی اونٹ باندھنے کی رسی گم ہو جائے تو وہ ضرور اُسے قرآن مجید میں پالے گا۔

مذکورہ بالا اصول کے مطابق یہ کیسے ممکن ہے کہ الوصیت کے نظام کی طرف قرآن مجید میں اشارہ نہ ہو۔ جبکہ الوصیت کا نظام بذات خود ایک ایسا نظام ہے جس کا قیام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرمایا تھا۔ اور اس نظام نے مستقبل میں اسلام کی ترقی اور غلبہ کے لئے اہم کردار ادا کرنا ہے (انشاء اللہ تعالیٰ) اگر قرآن مجید کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس نظام کا ذکر بہت سی آیات میں مل جاتا ہے مثلاً سورۃ التکویر میں آخری زمانے کی علامات بیان کی گئی ہیں۔ انہی میں یہ علامت بھی بتائی گئی ہے واذا الجحیم سعرت اور جب جہنم بھڑکائی جائے گی واذا الجنۃ ازلفت اور جب جنت قریب کردی جائے گی۔ ان دونوں آیات کا تعلق قیامت کے علاوہ اس دنیا سے بھی ہے بلکہ آیت واذا الجنۃ ازلفت کا زیادہ تعلق اس دنیا سے ہی بنتا ہے کیوں کہ روز حشر میں تو اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو حکم دے گا وادخلی فی جنتی (الفجر ۳۱۔۸۹) (میری جنت میں داخل ہوجا) ان دو آیات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جب کہ اس دنیا میں جہنم کی طرف لے جانے والے گناہ اور محرکات بہت زیادہ ہوجائیں گے۔ موجودہ دور میں اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظام وصیت جاری فرمایا تھا اس وقت بھی اور آج بھی دنیا میں جہنم کی طرف لے جانے والے گناہوں کی کثرت تھی اور ہے۔ شرک و الحاد دہریت، بدکاری، شراب نوشی ڈرگس ومنشیات رشوت و سود، حرام خوری۔ جھوٹ ظلم۔ قتل وغارت جس کثرت سے آجکل موجود ہیں پچھلے کئی سو سالوں میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اور یہی بد اعمالیاں اور گناہ جہنم کو بھڑکانے کا موجب بن رہے ہیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے انہی گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا تھا۔

’’بیشک کنچیاں پہلے زمانوں میں بھی ہوتی تھیں۔ مگر یہ کس کے ذہن میں آسکتا تھا کہ کسی وقت حکومت عورتوں کو بڑی بڑی تنخواہیں دیکر فوجوں کے ساتھ رکھے گی۔ تا فوجی سپاہیوں کی ضروریات پوری ہوں اور ان کو چھاؤنیوں سے باہر جانے کی تکلیف نہ ہو۔ کون یہ خیال کرسکتا تھا کہ عورت اور مرد کے تعلقات ایسے ہوجائیں گے کہ عورت کا مرد کے گھر پر جانا ایک اخلاقی گناہ نہیں سمجھا جائے گا۔ بلکہ انسانی حریت کا ایک جزء قرار دیا جائے گا اور نکاح کو اس کی ذہنی غلامی کی علامت سمجھا جائے گا جیسا کہ آج فرانس اور امریکہ کے لاکھوں آدمیوں کا خیال ہے اور یہ بات کس کے ذہن میں آسکتی تھی کہ کسی وقت نہایت سنجیدگی سے اس پر بحثیں ہوں گی کہ نکاح ایک دقیانوسی خیال ہے۔ ہر مرد اس عورت سے جسے وہ پسند کرے تعلق قائم کرکے اولاد پیدا کرسکتا ہے اور عورت ایک قیمتی مشین سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی جس سے پورا کام لیکر ملک کو فائدہ پہنچانا چاہئے جیسا کہ آج کل سوشلسٹ حلقوں کا خیال ہے‘‘ (دعوۃ الامیر صفحہ ۷۶)

عصر حاضر میں دجالی اقوام کی مساعی سے بھڑکائی ہوئی جہنم ہر صاحب بصیرت انسان بچشم خود دیکھ رہا ہے بے حیائی فسق وفجور پر مشتمل فلمیں ٹیلی ویژن چینلوں اور انٹرنیٹ کے ذریعہ تقریباً ہر گھر میں داخل ہوچکی ہیں۔ بہت کم گھرانے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس جہنم کی آگ سے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ ایک نیک فطرت انسان برملا کہہ اٹھتا ہے کہ حقیقت میں یہ دنیا جہنم کدہ بن گئی ہے اور’’ واذا الجحیم سعرت کی پیشگوئی پوری ہورہی ہے۔

واذا الجنۃ ازلفت (اور جب جنت قریب کردی جائے گی) وازلفت الجنۃ للمتقین غیر بعید (ق ۳۲۔۵۰ اور جب جنت متقیوں کی خاطر قریب کردی جائیگی کچھ دور نہ ہوگی) کے الٰہی وعدہ کے مطابق یہ ضروری تھا کہ جنت بھی متقیوں کے قریب کردی جاتی۔ جماعت احمدیہ کے قیام اور اُس میں جاری نظام وصیت کے ذریعہ جنت کا حصول اللہ تعالیٰ نے آسان بنادیا ہے۔ اب یہ جنت دور نہیں بلکہ قریب ہوگئی ہے۔

چنانچہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

(الف) ’’تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے‘‘ (الوصیت صفحہ ۱۱)

(ب) اس قبرستان کیلئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیھا کل رحمۃ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اُس سے حصہ نہیں‘‘ (الوصیت صفحہ ۲۱)

دوسری آیت جس میں نظام وصیت کی طرف واضح اشارہ ملتا ہے وہ سورہ الرحمٰن کی آیت نمبر ۴۷ ہے فرمان الٰہی ہے۔ ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن اور جو شخص اپنے رب کے مقام سے ڈرتا ہے اُس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ یہ آیت مزید کسی تفسیر و تشریح کی محتاج نہیں ہے۔ مطلب واضح ہے کہ آخری زمانہ میں ایک ایسا نظام جاری ہوگا جو کہ جنت کے مترادف ہوگا۔ اور اپنے ربّ کے مقام سے ڈرنے والا یعنی متقی اُسے اس دنیا میں ہی پالے گا۔ اور دوسری جنت اُسے آخرت میں مل جائے گی انشاء اللہ چنانچہ، سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

’’ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن یعنی جو شخص تقویٰ کے سچے مقام پر ہوتا ہے اُسے دو جنتیں ملتی ہیں۔ ایک اس دنیا میں اور ایک اگلے جہاں میں اور ایک دوسری جگہ فرماتا ہے۔ من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ یعنی جو شخص اس دنیا میں اندھا ہو یعنی اُسے دیدار الٰہی نصیب نہ ہو وہ اگلے جہاں میں بھی اندھا ہی ہوگا اور دیدار الٰہی یا دوسرے الفاظ میں جنت سے محروم رہے گا‘‘
(تفسیر کبیر سورۃ البقرہ ج ا ص ۹۴)

بلاشبہ رسالہ الوصیت میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو نصائح تحریر فرمائی ہیں اُن پر عمل کرکے انسان دو جنتوں کو آسانی سے پاسکتا ہے۔ چنانچہ حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

’’ہر ایک قوم دنیا سے پیار کررہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اُس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کیلئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں‘‘ (الوصیت صفحہ ۱۱)

اگر ہم احادیث کا مطالعہ کریں تو اس میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نظام وصیت کے قیام کے متعلق اشارہ فرمایا ہے۔ نواس بن سمعان کی ایک حدیث صحیح مسلم میں مذکور ہے۔ جس میں دجال کے متعلق پیشگوئیوں کا ذکر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’یاتی القوم فیدعوھم فیردون علیہ قولہ فینصرف عنھم فیصبحون ممحلین لیس بایدیھم شئی من اموالھم ویمر بالخربۃ فیقول لھا اخرجی کنوزك فتتبع کنوزھا کیعاسیب النحل (صحیح مسلم کتاب الفتن)

دجال دوسری قوم کے پاس آئے گا اور انہیں کفر کی دعوت دے گا وہ اس کی دعوت کو رڈ کردے گی اور وہ اُن کو اکیلا چھوڑ کر چلا جائے گا۔ وہ قحط میں بتلاء ہوں گے اور خالی ہاتھ رہ جائیں گے ان کے مال ان کے پاس نہیں رہیں گے پھر دجال ایک ویرانہ پر گزرے گا اور اُسے حکم دے گا کہ وہ اپنے خزانے نکال دے پس خزانے اس کے پیچھے ایسے چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنے یعسوب (شہد کی مکھیوں کے سردار کے پیچھے چلتی ہیں)

پھر اسی حدیث میں ذکر ہے کہ ثم یاتی عیسیٰ قوم قد عصمھم اللہ منہ فیمسح عن وجوھھم ویحدثھم بدرجاتھم فی الجنۃ (صحیح مسلم کتاب الفتن)

عیسیٰ (مسیح موعود) کے پاس ایک قوم آئے گی جسے خدا تعالیٰ نے دجال کے شر سے محفوظ رکھا ہوگا۔ وہ ان کے چہروں سے غم پونچھ ڈالیں گے اور ان کو جنت میں ان کے درجات کی خبر دیں گے۔

حدیث کے پہلے اقتباس سے ثابت ہے کہ جو قوم دجال کی دعوت ردّ کر دے گی۔ وہ اُسے شدید اقتصادی بحران اور مصائب میں مبتلاء کر دے گا۔ اور جو قوم اُس کی دعوت کو قبول کرے گی اُس کے ویرانے بھی آباد کر دیئے جائیں گے اور اُسے ہر طرح کے اقتصادی فوائد پہنچائے جائیں گے یعنی دجال دنیا کا اقتصادی نظام اپنی مرضی ومنشاء کے مطابق چلائے گا۔ پھر ایک ایسی قوم جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال سے محفوظ رکھا ہوگا وہ مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آئے گی وہ اُن کو اُن درجات کے بارے میں بتائیں گے جو انہیں جنت میں عطا کئے جائیں گے۔

ان دو اقتباسات میں نظام وصیت کے دو پہلوؤں کا ذکر ہے۔

اوّل: حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) ایسا نظام (وصیت) قائم فرمائیں گے جس کے ذریعہ وہ اپنی جماعت کے ان افراد کو جنت کی بشارت دیں گے جو نظام وصیت میں شامل ہوں گے۔

دوم: سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی بعثت کا ایک اہم مقصد قتل دجال بتایا تھا۔ چنانچہ نظام وصیت کے قیام کے ذریعہ سے دجالی اقتصادی نظام کی بیخ کنی اور خاتمے کی بھی بنیاد رکھ دی گئی ہے چنانچہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''وصیت حادی ہے اس تمام نظام پر جو اسلام نے قائم کیا ہے بعض لوگ غلطی سے یہ خیال کرتے ہیں کہ وصیت کا مال صرف لفظی اشاعت اسلام کیلئے ہے مگر یہ بات درست نہیں وصیت لفظی اشاعت اور عملی اشاعت دونوں کیلئے ہے جس طرح اس میں تبلیغ شامل ہے اُسی طرح اس میں اُس نئے نظام کی تکمیل بھی شامل ہے جس کے ماتحت ہر فرد بشر کی باعزت روٹی کا سامان مہیا کیا جائیگا۔ جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دُکھ درد اور تنگی کو دنیا سے انشاء اللہ مٹا دیا جائے گا۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا۔ بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی بے سامان پریشان نہ پھرے گا کیوں کہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی جوانوں کی باپ ہوگی۔ عورتوں کا سہاگ ہوگی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ سے مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا۔ بس اے دوستو دنیا کا نیا نظام نہ مسٹر چرچل بنا سکتے ہیں نہ مسٹر روز ویلٹ بنا سکتے ہیں یہ اٹلانٹک چارٹر کے دعوے سب ڈھکوسلے ہیں اور اس میں کئی نقائص کئی عیوب اور کئی خامیاں ہیں نئے نظام وہی لاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف مبعوث کئے جاتے ہیں جن کے دلوں میں نہ امیر کی دشمنی ہوتی ہے نہ غریب کی۔ بیجا محبت ہوتی ہے جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی وہ خدا تعالیٰ کے پیغامبر ہوتے ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو امن قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے۔ پس آج وہی تعلیم امن قائم کرے گی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ آئی ہے اور جس کی بنیاد الوصیت کے ذریعہ ۱۹۰۵ میں رکھ دی گئی ہے۔ (نظام نو صفحہ ۱۱۰)

احادیث میں ذکر ہے کہ دجال کے فتنے سے محفوظ وسلامت رہنے کیلئے سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو نصیحت فرمائی تھی فمن ادرکہ منکم فلیقرء علیہ فواتح سورۃ الکھف فانھا جوارکم من فتنتہ (مسلم۔ کتاب الفتن۔ باب ذکر الدجال) یعنی جو شخص تم میں سے اُسے (یعنی مسیح دجال کو) پالے تو اس پر سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے وہ یقیناً اس کے فتنہ سے اُسے محفوظ رکھیں گی۔

یہ ابتدائی آیات کوئی جنتر منتر تو نہیں ہیں جس کو رٹنے اور ازبر کرنے سے انسان محفوظ رہے گا بلکہ حقیقی مقصد یہ ہے کہ ان میں مذکور تعلیمات وہدایات پر عمل کیا جائے اور ان پر عمل سے ہی انسان دجالی فتنوں اور آزمائشوں سے محفوظ رہ سکے گا۔ اس سورہ کی آیت نمبر آٹھ میں ذکر ہے: انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لھا لنبلوھم ایھم احسن عملاً (الکھف ۸۔۱۸) یقیناً ہم نے جو کچھ زمین پر ہے اس کے لئے زینت کے طور پر بنایا ہے تا کہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں سے کون بہترین عمل کرنے والا ہے اس آیت کا ایک تقاضا یہ بھی تھا کہ جب آخری زمانہ میں دنیا کی آبادی کی اکثریت دنیوی و دجالی جاذبیتوں اور زینتوں کی گرویدہ ہو کر خدا کی طرف سے مقرر کردہ آزمائش میں ناکام ہو جائے تب ایھم احسن عملا کے مصداق کامیاب ہونے والے لوگوں کو الگ کرلیا جائے اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے اُن کو ممتاز اور ممیز کر کے پیش کیا جائے۔ یہ تقاضا نظام وصیت کے ذریعہ اس دنیا میں بھی پورا ہوا اور ان شاء اللہ آخرت میں بھی پورا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل واحسان ہے کہ ایک طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے فتنے سے محفوظ رہنے کیلئے مذکورہ بالا آیات کی نشاندہی فرمائی دوسری طرف احسن عملاً کی توفیق پانے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ نظام وصیت جاری فرما دیا۔ احسن عملا کی توفیق پانے والوں کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے درج ذیل دعا کی۔

''اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور ورحیم تو صرف اُن لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں آمین یارب العالمین۔ (الوصیت صفحہ ۲۰)

عربی کی مشہور اور ضخیم لغت تاج العروس میں دجال کے متعلق لکھا ہے الدجال من الدجالۃ طائفۃ عظیمۃ تحمل المتاع للتجارۃ (تاج العروس طبع مصر ص ۱۳۰۷ زیر لفظ دجل) یعنی لفظ دجال دجالۃ سے ہے۔ جس کے معنے ہیں ایک عظیم گروہ جو سامان تجارت کیلئے پھرتا ہو۔

یعنی دجال کے خواص میں سے ایک خاصیت یہ ہوگی کہ وہ اپنی تجارت کے ذریعہ لوگوں کو دھوکا اور فریب دے گا اور اُن کو طرح طرح کی اقتصادی اور سماجی مشکلات میں مبتلاء کر دے گا جیسا کہ قبل ازیں ذکر کیا جاچکا ہے کہ مسیح موعود (علیہ السلام) نے دجال کے حربوں کو ناکام بنانا تھا۔ چنانچہ اس حربے کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظام وصیت کے ذریعہ ناکام بنایا۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ عصر حاضر میں ایسٹ انڈیا کمپنی سے لیکر آج تک یورپین اور امریکن کمپنیوں نے دنیا کی اقتصادیات پر اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے سودی تجارت اور قرضوں کا ایسا جالا ہے کہ جو ملک اور قوم اس میں پھنس جاتا ہے وہ نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ اس دجالی اقتصادیات کا سب سے بڑا منفی پہلو اور مقصد یہ ہے کہ انسان میں مال و دولت جمع کرنے کی لالچ وطمع وحرص اس حد تک بڑھا دی ہے کہ اُسے حلال وحرام کی تمیز ہی نہ رہے ایسے انسان کا صرف اور صرف ایک ہی مقصد ہوتا ہے کہ کسی طرح مال جمع کیا جائے۔ وہ دنیا کا کیڑا بن جاتا ہے اُس کی روحانیت اور دینی حالت بالکل تباہ ہو جاتی ہے۔ اور یہی دجالی تجارت کے انتشار کا اہم مقصد ہے۔ قرآن مجید کی سورہ الصف میں آخری زمانے کے متعلق اور احمدؐ رسول کے بارے میں پیشگوئیاں ہیں اسی میں آخری زمانہ کے مومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے دجالی تجارت کے بالمقابل ایک اور تجارت میں شرکت کی تحریک فرمائی ہے۔ جو انسان کو عذاب الیم سے نجات دلادے گی۔

فرمان الٰہی ہے: یایھا الذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ (الصف)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت پر مطلع کروں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے نجات دے گی تم جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو اور اللہ کے راستے میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔ بہتر ہوتا اگر تم اس کا علم رکھتے۔

اس تجارت سے فائدہ یہ ہوگا کہ ایک طرف آگ سے نجات پاؤ گے تو دوسری طرف یدخلکم جنّٰت (الصف ۱۳) تمہیں جنتوں میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہاں لفظ جنت جمع استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی کئی جنتیں یہ یقینی امر ہے کہ ان جنتوں میں سے ایک وہ نظام وصیت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم کیا گیا ہے اور اس میں داخل ہونے کیلئے مال کے ذریعہ جہاد ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اسی لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''جس نے دنیا سے محبت کر کے اس حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش میں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دے دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا یاد رکھو کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بے سود ہوگا اور صدقہ خیرات محض عبث دیکھو میں بہت قریب عذاب کی تمہیں خبر دیتا ہوں اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کرلوں بلکہ تم اشاعتِ دین کیلئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے بہترے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے تب آخری وقت میں کہیں گے ھذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون (الوصیت صفحہ ۳۳)

سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات میں سے آیت نمبر پانچ سے بھی نظام وصیت کے قیام کا استنباط ہوتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے: وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا (الکھف ۵۔۱۸) اور وہ ان لوگوں کو ڈرائے جنہوں نے کہا اللہ نے بیٹا بنایا ہے۔ سورہ المائدہ میں فرمایا لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم (آیت ۱۸) لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ (آیت ۷۴) یقیناً کفر کیا اُن لوگوں نے بھی جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں سے ایک ہے۔

جیسا کہ قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے فتنے سے محفوظ رہنے کیلئے سورہ الکہف کی ابتدائی آیات پڑھنے اور غور کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جس اہم خطرہ سے مسلمانوں کو آگاہ اور باخبر کیا ہے وہ یہ کہ آخری زمانہ میں دجالی طاقتیں مسیح کی الوہیت اور ابن اللہ کے عقیدہ کو دنیا میں پھیلانے اور دنیا والوں کو توحید حقیقی سے دور کرنے کی انتہائی کوششیں کریں گی۔ قدرتی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس عقیدہ کا پھیلاؤ گوارہ نہیں۔ جیسا کہ فرمایا۔ وقالوا اتخذ الرحمٰن ولداً لقد جئتم شیئاً ادا تکاد السمٰوت

باقی صفحہ (37) پر ملاحظہ فرمائیں

نظام وصیت کے بارہ میں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مبارک ارشاد

اور احباب جماعت ہندوستان کا فرض

جاوید اقبال اختر چیمہ سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ 1905ء میں قائم فرمودہ الٰہی بشارت کے تحت نظام وصیت ایک انسان کو آسمانی رفعتوں تک پہنچانے والا اور حقیقی رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والوں کی پہچان کرانے والا آسمانی نظام ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نظام وصیت کی طرف احباب جماعت کو متوجہ کرتے ہوئے اپنے خطاب فرمودہ یکم اگست ۲۰۰۴ میں ارشاد فرمایا کہ

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات کے متعلق اطلاع دی تھی تو آپ نے ۱۹۰۵ء میں رسالہ الوصیت تحریر فرمایا جس میں ایک تو اپنے بعد جماعت میں خلافت کی بشارت دی دوسرے فرمایا کہ اس سلسلہ میں چندے کیلئے ایسے مخلصین پیدا ہوتے رہیں گے جو قربانیوں کے اعلیٰ معیار پر فائز ہوں گے اور مالی قربانی کے اعلیٰ معیار پر ہوں گے حضور علیہ السلام نے ایسے لوگوں کی تدفین کیلئے علیحدہ قبرستان کے انتظام فرمائے اور ان کیلئے تقویٰ وطہارت کی شرط کے ساتھ ساتھ اپنی آمدنیوں اور جائیدادوں کا کم از کم دسواں حصہ خدا کی راہ میں دینے کا ارشاد فرمایا اور یہ وہ عظیم الشان نظام ہے جس کے ذریعے دُکھی انسانیت کی خدمت ہو رہی ہے پس ہر احمدی ان باتوں کے سن لینے کے بعد دیکھ لے کہ اس کو کس قدر کوشش سے اس نظام میں شامل ہونا چاہئے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا معیار اتنا اُونچا نہیں کہ ہم اس نظام میں شامل ہوسکیں لیکن یاد رکھیں کہ اس نظام میں شمولیت کی برکت سے کئی سالوں کی مسافت دنوں اور گھنٹوں میں طے کی جاسکتی ہے پس اپنی اصلاح کی خاطر اس نظام میں احمدیوں کو شامل ہونا چاہئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نظام میں شامل ہونے والوں کیلئے جو دعائیں کی ہیں اُن سے حصہ لینا چاہئے'' آپ نے فرمایا کہ:۔

''اس نظام وصیت پر 2005 میں پورے سو سال ہو جائیں گے لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نظام میں شامل ہونے والوں کو نصیحت فرمائی تھی اور جس رفتار سے احمدیوں کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے تھا وہ نہیں ہو رہے'' فرمایا کہ

''اگر میں اعداد و شمار رکھوں کہ کس رفتار سے احمدی گزشتہ سو سال میں اس نظام میں شامل ہوئے ہیں تو آپ بھی پریشان ہو جائیں گے ۹۹ سال پورے ہونے کے بعد بھی ۱۹۰۵ء سے لیکر آج تک صرف ۳۸۰۰۰ احمدیوں نے وصیت کی ہے اور اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ اس نظام کو پورے سو سال ہو جائیں گے تو میری یہ خواہش ہے کہ اور میں یہ تحریک کرنی چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کیلئے آگے آئیں اور آئندہ ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار وصایا ہو جائیں تا کہ ہم کہہ سکیں کہ ایک سو سال میں کم از کم پچاس ہزار وصایا ہو گئی ہیں اور پھر یہ بھی ایک میری خواہش ہے کہ 2008 میں خلافت کو پورے سو سال ہو جائیں گے تو اس وقت جماعت کو خلافت جوبلی منانی چاہئے میری خواہش ہے کہ جب ۲۰۰۸ میں خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے سو سال ہو جائیں تو دنیا کے ہر ملک میں ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس پاک نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور یہ بھی جماعت کی طرف سے خلافت کے سو سال پورے ہونے پر ایک حقیر نذرانہ ہوگا جو جماعت اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی اس لئے خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کی صف دوم اور لجنہ اماء اللہ کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ کیونکہ ۷۵،۷۰ سال کی عمر میں جب قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہوں تو اس وقت تو صرف بچا کھچا ہی ہے جو پیش ہوسکتا ہے عورتوں کو میں خاص طور پر کہتا ہوں کہ اپنے ساتھ ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کو بھی اس پاک نظام میں شامل کریں''۔

فرمایا کہ'' دنیوی لحاظ سے بھی اگر اس نظام کی اہمیت کا اندازہ لگائیں تو آج سے ساٹھ سال پہلے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جو نظام نو کے عنوان سے تقریر فرمائی تھی اس میں حضور نے دنیا کے تمام دعووں کو کھول کھلے بتا کر اصل نظام ''نظام وصیت'' کو ہی قرار دیا تھا'' آخر میں فرمایا کہ

''غور کریں فکر کریں اب تک جو سستیاں اور کوتاہیاں ہو چکی ہیں ان پر استغفار کریں اور آگے بڑھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنی اولادوں کو بھی بچائیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے یکم اگست ۲۰۰۴ کے نہایت اہم خطاب میں نظام وصیت کی اہمیت اور اس میں شمولیت کی طرف احباب جماعت عالمگیر کو خصوصی توجہ دلائی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں نظام وصیت اور مقبرہ بہشتی کے ضمن میں بیان فرمایا کہ'' مجھے ایک جگہ دکھلائی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھائی گئی وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اسکی تمام مٹی چاندی کی تھی تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی کہ اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کے لئے ایک قطع زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے لیکن چونکہ موقع کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں اس لئے یہ غرض مدت دراز تک معرض التوا میں رہی اب اخویم مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جبکہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپے سے کم نہیں اس کام کیلئے تجویز کی اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اس کو بہشتی مقبرہ بنادے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرلیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کیلئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احباب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا آمین۔ یارب العالمین۔

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں آمین یارب العالمین۔

پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور و رحیم تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہوں اور کوئی نفاق اور کوئی غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں آمین یاربّ العالمین اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ ''انزل فیھا کل رحمۃ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں''۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بہشتی مقبرہ کیلئے درج ذیل چند شرائط مقرر فرمائیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

''سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک صاحب جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے اور یہ چندہ محض انہیں لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے''۔

دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسب ہدایت مذکورہ بالا خرچ کریں گے اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا۔

۳۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو۔

۴ ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کرسکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور وہ صالح تھا وہ اس قبرستان میں دفن ہوسکتا ہے۔

آخر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ

''واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور تا اُن کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کیلئے قوم پر ظاہر ہوں'' نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

''مناسب ہے کہ ہر ایک صاحب ہماری جماعت میں سے جن کو یہ تحریر ملے وہ اپنے دوستوں میں اس کو مشتہر کریں اور جہاں تک ممکن ہو اسکی اشاعت کریں اور اپنی آئندہ نسل کے لئے اس کو محفوظ رکھیں اور مخالفوں کو بھی مہذب طریق پر اسکی اطلاع دیں اور ہر ایک بدگو کی بدگوئی پر صبر کریں اور دعائیں کریں

قارئین کرام کی خدمت میں نظام وصیت اور وصیت

کرنے کی اہمیت کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت ارشادات نیز سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے اس بابرکت نظام میں زیادہ سے زیادہ شامل ہونے کے بارے میں ضروری ارشادات و ہدایات پیش کی گئی ہیں۔ ایک الٰہی بشارت کی روشنی میں قائم فرمودہ نہایت بابرکت نظام وصیت یقیناً ہر موصی موصیہ کیلئے نہایت خوش قسمتی والی بات ہے اس بابرکت نظام میں شامل ہونے کے نتیجہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بارہ میں جو دعائیں فرمائی ہیں ہر موصی رموصیہ ان دعاؤں کا وارث ہوتا ہے ان دعاؤں سے حصہ پاتا ہے۔ اور فلاح دارین حاصل کرتا ہے۔

ہندوستان میں موصی رموصیات حضرات کی تعداد بھی جماعت کی تعداد کے لحاظ سے بہت کم ہے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ یکم اگست ۲۰۰۴ کو جب وصایا کے بارے میں اہم ارشادات فرمائے تو اُس وقت ہندوستان میں وصایا کی تعداد ۱۴۰۰ کے قریب تھی۔ اب اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جماعت ہندوستان کی تعداد کے مقابل پر یہ تعداد کتنی کم تھی۔ خاکسار نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں آئندہ ایک سال یعنی اگست ۲۰۰۴ تا جولائی ۲۰۰۵ کیلئے درخواست کر کے ایک ہزار وصایا کروانے کی منظوری حاصل کی تھی۔ اگست ۲۰۰۴ سے لیکر نومبر ۲۰۰۴ تک چار ماہ میں دفتر مجلس کار پرداز بہشتی مقبرہ میں ۲۴۴ فارم وصیت بغرض کارروائی موصول ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے روزانہ دفتر میں ہندوستان کی جماعتوں کی طرف سے فارم وصیت موصول ہو رہے ہیں قادیان میں بھی بہت سے احباب و مستورات و طلباء نے فارم وصیت پر کر کے اس روحانی بابرکت نظام میں شمولیت اختیار کی ہے۔ لیکن یہ رفتار بہت کم ہے۔

احباب جماعت ہندوستان کی خدمت میں خاکسار کی عاجزانہ درخواست ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے جاری فرمودہ بابرکت نظام وصیت میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہو کر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر لبیک کہیں۔ خلیفہ وقت کے بابرکت ارشادات کے مطابق عمل کرنا آپ کے قدموں کے ساتھ قدم ملا کر چلنا یقیناً ایک مومن مومنہ کی یہی شان ہے وفا کا رنگ اسی سے نمایاں ہوتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے حکم میں یہی امر بیان کیا گیا اور دین کو دنیا پر مقدم کرنا اس بابرکت نظام میں شامل ہونا ہے جماعت احمدیہ کے دوسرے امام سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس آسمانی نظام کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''کئی لوگ اس اقرار کو (جو وہ کرتے ہیں) پورا کرنے کیلئے بڑی بڑی قربانیاں کرتے اور کئی یہ اقرار کر کے خاموش ہو جاتے ہیں اور پھر کئی ایسے ہوتے ہیں جو چاہتے ہیں دین کو دنیا پر مقدم کریں مگر اس کے لئے راہ نہیں پاتے اور انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ کیا کریں پھر بیسیوں تھے جنہوں نے اس اقرار کو پورا کیا۔ اور بیسیوں ایسے تھے جو حیران تھے کہ کیا کریں اور پھر بعض اس اقرار کو پورا کرنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کا اقرار پورا ہوتا ہے یا نہیں ...... تو بہت سے لوگ حیران تھے کہ انہوں نے جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو اقرار کیا ہے وہ پورا ہوا ہے یا نہیں تب خدا کی رحمت جوش میں آئی اور اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ بتایا کہ جو لوگ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان کا اقرار پورا ہوا ہے یا نہیں ان کے لئے وصیت کا طریق ہے۔ اس پر عمل کرنے سے وہ اپنے اقرار کو پورا کر سکتے ہیں کیونکہ وصیت میں یہ شرط ہے کہ ''خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک جگہ دفن ہوں تا آئندہ نسلیں ایک ہی جگہ انکو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں''۔

ایک دوسری جگہ نظام نو میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ

''جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دُکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا انشاء اللہ۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی بے سامان پریشان نہ پھرے گا کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی جوانوں کی باپ ہوگی عورتوں کا سہاگ ہوگی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا''

پھر فرمایا کہ:۔

''عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب دنیا چلا چلا کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے تب چاروں طرف سے آوازیں اُٹھنی شروع ہو جائیں گی کہ آؤ ہم تمہارے سامنے ایک نیا نظام پیش کرتے ہیں روس کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں ہندوستان کہے گا کہ آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں جرمنی اور اٹلی کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں امریکہ کہے گا کہ آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں اس وقت میرا قائم مقام قادیان سے کہے گا کہ نیا نظام الوصیت میں موجود ہے اگر دنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ الوصیت کے پیش کردہ نظام کو دنیا میں جاری کیا جائے۔

پس دنیا کی فلاح و بہبود کیلئے عالمگیر انسانیت کی روحانی بقاء کیلئے آج سے قریب ایک سو سال قبل حضرت امام مہدی علیہ السلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ایک الٰہی نظام وصیت کی بنیاد رکھی تھی جس کی اہمیت کے بارہ میں مختلف خلفائے کرام نے بابرکت ارشادات فرمائے ہیں جن کو ایک جگہ بیان کرنا ممکن نہیں صرف چند امور ہی پیش کئے گئے ہیں اس سے ہندوستان کے احمدی حضرات کی خدمت میں نظام وصیت کی عظمت و اہمیت بخوبی واضح ہوگئی ہوگی۔

یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ احباب جماعت جو اس بابرکت نظام میں شامل نہیں ہوئے وہ فارم وصیت پر کر کے اس میں ضرور شامل ہو رہے ہوں گے۔ فارم وصیت دفتر مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ سے دستیاب ہے اور حسب فرمائش بھجوائے جا رہے ہیں۔ فارم وصیت پر کرتے وقت جس کاغذ پر نشان انگوٹھا بھی لگائے جاتے ہیں بالخصوص اس کاغذ پر ایک ہی قلم و تحریر کا استعمال کریں۔ جائیداد کا ذکر کرتے ہوئے زمین وغیرہ کے ساتھ خسرہ نمبر ضرور درج کریں۔ عورتوں کی جائیداد میں حق مہر کے علاوہ زیورات کے ساتھ وزن مع کیرٹ زیور و اندازاً قیمت کا ضرور اندراج کیا جائے۔

اگر کوئی شخص اپنے ذہن میں یہ خیال کرتا ہے کہ وہ اس عظیم روحانی نظام میں شامل ہونے کے لائق نہیں ہے تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ اس الٰہی نظام وصیت میں شامل ہونے کی برکات کے نتیجہ میں وہ یقیناً اس نظام کے قابل ہو جائے گا اور اس کی کوتاہیاں اور کمزوریاں محض اور محض اس روحانی نظام میں شمولیت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دُور ہو جائیں گی۔

اس آسمانی نظام میں شمولیت کے لئے ہمارے موجودہ پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک مرتبہ پھر ہمیں آواز دی ہے اور اس ضمن میں نہایت بابرکت تحریک فرمائی ہے آج تک ہر تحریک پر جس طرح افراد جماعت نے لبیک کہا اس بابرکت تحریک پر بھی اسی طرح والہانہ طور پر لبیک کہنے کی ضرورت ہے۔

وصیت کرتے وقت فارم وصیت پر اپنی موجودہ جائیداد کی تفصیل مع اندازاً قیمت و آمد کی تعیین (مردوں کے لئے الگ ان کی تفصیل و مستورات کیلئے الگ ان کی تفصیل) کی جانی ضروری ہے۔ اسی طرح وصیت کب سے نافذ العمل ہوگی اس کا ذکر بھی کیا جائے اور اگر ۶۰ سال کی عمر سے زائد عمر میں فارم وصیت پر کیا جا رہا ہے تو ذکر کیا جائے کہ آج تک اس نظام میں شامل کیوں نہیں ہوئے نیز وصیت کرنے کے بعد جب بھی مرکز سلسلہ قادیان تشریف لائیں تو دفتر میں حاضر ہو کر اپنی فائل و کھاتہ جات اور بجٹ وغیرہ کا ضرور جائزہ لے لیں اور کوشش کریں کہ ہر سال فارم اصل آمد کے ذریعہ ہر سال کا بجٹ اپنی اصل آمد کے مطابق ضرور دفتر مجلس کارپرداز قادیان میں بھجوایا جائے بعض لوگ وصیت کرنے کے بعد پیروی نہیں کرتے ہر سال فارم اصل آمد کے ذریعہ اپنا سالانہ بجٹ اصل آمد نہیں بھجواتے۔ جس سے ان کی وصیت کا معاملہ نامکمل رہتا ہے۔

لہذا ساری عمر تقویٰ کے مطابق زندگی گذارنا غیر معمولی مالی قربانی پیش کرنا دین کو دنیا پر مقدم کرنا اور ایک سچے اور پکے مسلمان کی سی کامل الایمان اور صادق القول ہو کر زندگی گذارنا وصیت کی روح انہی امور کا تقاضہ کرتی ہے اور نظام وصیت ہم سے ایسی ہی قربانیاں پیش کرنے کی امید رکھتا ہے۔

پس ہر پانچ سال کے بعد اپنی موجودہ جائیدادوں کی اطلاع دیتے رہیں اور ہر سال اپنا بجٹ اصل آمد دفتر مجلس کارپرداز میں دیتے رہنے سے وصیت محفوظ رہتی ہے نظام وصیت جتنا عظیم الشان بابرکت نظام ہے اسی قدر وصیت کرنے کے بعد اس کی پیروی بھی کرنے کی ضرورت رہتی ہے بعض لوگ چونکہ وصیت کرنے کے بعد کئی کئی سال اپنا بجٹ اصل آمد نہیں بھجواتے اور ادائیگی حصہ آمد میں کوتاہی کر جاتے ہیں اور بروقت اپنی جائیدادوں کی تفصیل بھی نہیں بھجواتے تو ایسی صورت میں ان کی وصیت خطرہ میں پڑ سکتی ہے اور بوجہ عدم پیروی وصیت داخل دفتر ہو سکتی ہے۔

پس وصیت کرنے کے بعد تا عمر نیکی اور تقویٰ کے ساتھ زندگی گزارنا تا عمر اپنی آمد کے مطابق حصہ آمد کی ادائیگی کرنا زندگی کے ہر حصہ میں اپنی جائیدادوں کی اطلاع دیتے رہنا اور ہر سال بجٹ اصل آمد بھجواتے رہنا وصیت سے متعلق ضروری امور ہیں جن کی پاسبانی کرنا ہر موصی رموصیہ کیلئے ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے جاری فرمودہ بابرکت الٰہی تحریک نظام وصیت میں شامل ہونے اور موجودہ امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر لبیک کہنے کی ہر طرح توفیق عطا فرمائے۔ اور تا عمر سب موصی موصیات کرام کو نظام وصیت کے تقاضے پورا کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور محض اپنے فضل سے اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو آمین۔ ☆☆☆

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

بَجِّلُوا الْمَشَائِخَ

بزرگوں کی تعظیم کرو

طالب دُعا یکے از اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

نظام وصیت

بنی نوع انسان کی روحانی اخلاقی اور مادی ترقیات کا ذریعہ

(محمد ایوب ساجد استاذ جامعہ احمدیہ قادیان)

دنیا میں دو نظام جاری ہیں ایک روحانی دوسرا جسمانی یا مادی ان دونوں نظاموں کے مقابل پر اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو دو محبتیں ودیعت کی ہیں ایک طرف اگر اسے محبت الٰہی اور عشق خدا کا بحر بے کنار عطا ہوا ہے تو دوسری طرف بنی نوع انسان کے دل میں انسانیت کی نہایت گہری محبت عطاء ہوئی اور ان دونوں محبتوں کی وجہ سے اس کا نام انسان رکھا۔ اور ان دونوں محبتوں کے تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی حد لگادی محبت اور عشق کے ان واجبات کو ادا کرنے پر وہ شیریں ثمرات حاصل کرتا ہے۔ اور ان حقوق کی ادائیگی کے بغیر انسان انسان کہلانے کا ہی مستحق نہیں ہے۔ کیونکہ انسان کے معنی ہی ہیں دو محبتوں کا مجموعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”کامل شریعت پر قائم ہونے والا حق اللہ اور حق العباد کو کمال کے نقطہ تک پہنچا دیتا ہے۔ خدا میں وہ محو ہو جاتا ہے اور مخلوق کا سچا خادم بن جاتا ہے۔ ...“

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 160)

ان دونوں محبتوں کے تعلق سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ابتداء آفرینش سے مناسب حال تعلیم دی اور روحانی تربیت کا انتظام ہر زمانہ اور ہر قوم میں فرمایا۔ بتدریج انسان کو اپنی ربوبیت کے سایہ میں لیتا رہا حتیٰ کہ اس کا ارتقاء کامل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کے سردار دین و دنیا کے شاہنشاہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل شریعت کے ساتھ رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ کو قرآن پاک جیسی عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا جو کہ ایک مکمل اور مستقل ضابطۂ حیات ہے۔ جس میں انسان کی سب ضرورتوں کو پورا کر دیا گیا ہے۔ تمام انسانی امراض کا علاج اور جملہ احتیاجوں کا مداوا اس میں پیش کیا گیا ہے اور قرآن پاک میں حقوق اللہ کی مکمل تفصیل بیان کر دی گئی ہے اور خدا تعالیٰ کو پانے کی سب راہیں واضح کر دی گئی ہیں اس کے قرب کے حصول کے تمام ذرائع بے نظیر انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔

نیز اس میں بنی نوع انسان کیلئے متوازن اور خوشحال معاشی و معاشرتی زندگی گذارنے کا ایسا بے نظیر نظام پیش کیا گیا ہے جو نہ صرف تمام دنیا کی تمام اقوام کیلئے قابل عمل ہے بلکہ قیامت تک کے زمانہ کی انسانی ضروریات کو پورا کرنے کا اہل ہے ؂

یاالٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
(درثمین)

قرآن پاک کے مطالعہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں حقوق اللہ کا ذکر فرمایا ہے وہاں حقوق العباد کا ذکر بھی نہایت وضاحت سے ہمیں ملتا ہے یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ سے اگر حقوق اللہ کی تعبیر کریں تو مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ حقوق العباد کی نشان دہی کرتا ہے۔

موجودہ دور میں جبکہ مادّی اور روحانی دونوں طرح سے انسان نے اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے پر کھڑا کر دیا ہے اور اسفل السافلین کے قریب پہنچ چکا ہے ایک طرف تہذیبی برائیاں عروج پر تھیں تو دوسری طرف انسانی ذہن حقیقی مذہب یعنی اسلامی اصولوں کی حقیقت سے ناآشنا ہو رہے تھے۔ مذہبی دنیا اپنا تمام بھرم کھو چکی تھی اللہ تعالیٰ نے اس بڑے بحران کے زمانہ میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد القادیانی علیہ السلام کو اس ڈوبتی کشتی کو کنارے لگانے کیلئے مسیح موعود و مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا۔

آپ فرماتے ہیں ؂

میں وہ پانی ہوں جو آیا آسماں سے وقت پر
میں ہوں وہ نور خدا جس سے ہوا دن آشکار
(درثمین)

اسباب معیشت جن کا ہر فرد بشر کو ملنا ضروری ہے اصولی طور پر قرآن مجید نے یوں بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان لک الا تجوع فیھا ولا تعری وانک لا تظمؤا فیھا ولا تضحیٰ (طه ع۸)

کہ اے انسان تو اس جنت میں بھوکا اور ننگا نہ ہوگا تو پیاسا نہ ہوگا اور نہ تو تمازتِ آفتاب محسوس کرے گا۔

گویا کہ خوراک، پوشاک اور مکان کی تمام سہولتیں ہر شخص کو حاصل ہوں گی۔ جبکہ قرآن پاک کی تعلیم کی رو سے ان اسباب معیشت کا ملنا ہر انسان کا عمومی حق ہے کیونکہ پیدائشی طور پر سب انسان اپنی انسانیت میں یکساں اور مساوی ہیں۔ انسانی ذہن نے ان انسانی حقوق کو جن کی وجہ سے یہ زمین فتنہ و فساد کی آماجگاہ بنی ہے تقسیم کرنے کی ازحد کوشش کی اور کئی نظام پیدا ہوئے اور ناکام و نامراد ہو گئے۔

دنیا میں دو نظاموں نے بڑی اہمیت حاصل کی ایک سرمایہ داری کا نظام اور دوسرا اشتراکیت کا نظام لیکن یہ بھی اپنی ساکھ کو بچا نہ پائے کیونکہ سرمایہ داری نظام میں اگرچہ انفرادی آزادی کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن دوسری طرف دولت کی صحیح تقسیم کی طرف توجہ نہیں دی گئی اور نہ ہی ناجائز ذرائع سے روپے کے حصول کا سدباب کیا گیا۔ تمام کاروبار کی بنیاد سود پر رکھی گئی ہے۔

دوسری طرف اشتراکیت کا نظام ہے اس نظام میں سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ اقتصادی امور میں کسی شخص کو انفرادی آزادی حاصل نہیں ہے۔ جسکی وجہ سے پیداوار اور جائز کمائی میں شدید کمی واقع ہونے کے امکانات موجود ہیں۔ گویا کہ یہ دونوں نظام افراط تفریط کی دو راہیں ہیں باوجودیکہ ایک کے پیچھے برطانیہ اور امریکہ ہے اور دوسرا روس کے سایہ میں ہے لیکن ناقص اصولوں کی وجہ سے پوری انسانیت کو ابتلاء میں ڈال رکھا ہے۔ کہیں حقوق کے حصول کیلئے انفرادی فساد ہو رہے ہیں کہیں علاقائی فتنہ اور ملکی فساد ہو رہے ہیں۔ اور انسانیت روز بروز ظلم و ستم کا شکار ہوتی جا رہی ہے روحانیت نام کی کوئی چیز باقی نہیں ہے اور مادیت طرح طرح کے ہتھیار تیار کر کے ایک دوسرے کے خون کی پیاسی نظر آ رہی ہے۔

ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے مظلوم انسانیت پر رحم فرما کر سیدنا حضرت میرزا غلام احمد المسیح الموعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔

اسلام میں ابتدائی طور پر زکوۃ اور عشر وغیرہ ضروری قرار دیئے گئے اور طوعی طور پر بھی غرباء اور مسکینوں محتاجوں کی ضروریات پوری کرنے کی تعلیم دی فرمایا انفقوا فی سبیل الله (البقرہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سادگی سے زندگی گذارنے کی تعلیم دی اور اس پر عمل کرایا زکوۃ اور دوسرے طوعی چندوں سے ضرورت مندوں کی ضرورتوں کو پورا کیا جاتا رہا۔ لیکن اس زمانے میں جبکہ ساری دنیا ایک ہو چکی اور دوریاں ختم ہو گئی ہیں۔ ساری دنیا ایک ہو گئی ہے دنیا کی روحانی اور مادی حالت کو سدھارنے کیلئے بہتر سے بہتر بنانے کیلئے ایک نظام نوع کی ضرورت تھی۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی عمر کے آخری دور 24 دسمبر 1905ء کو رسالہ الوصیت شائع فرمایا۔ اس رسالہ میں اللہ تعالیٰ کے اذن اور منشاء سے انسان کی روحانی اور مادی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے ایک اسکیم جماعت مومنین کے سامنے رکھی۔

چونکہ روحانی اور مادی دونوں کائنات ساتھ ساتھ چلتی ہیں اس لئے آپ نے روحانیت کے استحکام فروغ اور اشاعت کیلئے نظام خلافت کی بشارت دی اور فرمایا

”میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے“

(رسالہ الوصیت صفحہ ۸)

جماعت صالحین کی دعاؤں نے اللہ تعالیٰ کے اس فضل کو کھینچ لیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد جماعت مومنین میں خلافت کے مبارک نظام کو جاری فرمایا بمطابق وعدہ الٰہی اس دوسری قدرت کا سایۂ عاطفت و رحمت ہمیشہ جماعت مومنین پر قائم رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

انسان کی جسمانی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے آپ نے اللہ تعالیٰ کے منشاء مبارکہ کے مطابق ایک اسکیم تیار کی اور بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھی۔ فرمایا

”ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اُس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ اُن جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں“۔ (رسالہ الوصیت صفحہ 19)

نیز فرمایا:۔

”اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اُس کی موت کے بعد دسواں حصہ اُس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن پر خرچ ہوگا“

نیز فرمایا:۔

”ان اموال میں سے اُن یتیموں اور مسکینوں اور نَومسلموں کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں“

(رسالہ الوصیت صفحہ 22)

اس طرح اس نظام نوع کے ذریعہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے واجبات کی ادائیگی کا ایک نیا نظام جاری فرمایا جس کی برکت سے دنیا میں ایک شور برپا ہے اور ملکوں کے ملک اور قوموں کی قومیں احمدیت کی طرف رخ کر رہی ہیں کیونکہ اس عظیم اور عالمگیر اسکیم کے تحت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے روحانیت اور مادیت کے تمام مسائل حل فرما دئے۔

دنیا میں انسانیت کیلئے اقتصادیات کے مسائل جو کہ ہماری مادی دنیا کی اہم کڑی ہیں ہمیشہ ہی فتنہ و فساد کا موضوع بنے رہے۔

کہیں دولت چھیننے کی تعلیم ملتی ہے تو کہیں دولت پر قبضہ کرنے کا درس دیا جاتا ہے دولت چند ہاتھوں میں چلی گئی ہے اس سے محروم لوگ اس کو اپنا حق سمجھتے ہیں۔ امیری اور غریبی کا تفاوت انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ 15 اکتوبر 1963 کو بھارت کے مشہور ماہر اقتصادیات ”ڈاکٹر اشوک مہتہ“ نے یو این او کی

اقتصادی کمیٹی میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا ”دنیا کی کل آمدنی کی صرف 17 فیصدی آبادی کی دو تہائی پر خرچ ہوتی ہے اور 83 فیصدی صرف ایک تہائی پر“۔

یواین او جیسا بااثر ادارہ بھی اس فرق کو کم نہیں کر سکا جبکہ اسلام کے نزدیک تقسیم دولت ہی کا نظریہ تھا جس کے تحت اس نے وراثت۔ زکوۃ۔ عشر۔ خمس۔ جزیہ اور صدقات کے احکام جاری کئے ہیں۔ اور اب اس زمانے میں خاتم الخلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے اسی تقسیم دولت کے نظریئے کو اعلیٰ معیار اور کارکردگی پر لانے کیلئے ”الوصیت“ کا نیا نظام جاری فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا

”پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور و رحیم تو صرف اُن لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق و غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے“ (الوصیت صفحہ 20)

پس ظاہر ہے کہ ہر مومن ہر ممکن طریق سے خدا کے فضل کو حاصل کرنے کی جستجو کرے گا اور منافق ہی اس نظام سے باہر رہے گا۔

چونکہ جنت کی قدر و قیمت ایک مومن سے کون زیادہ جانتا ہے جنت کے لئے مال کیا جانیں قربان کرنے سے دریغ نہیں رہا ہے اور انشاء اللہ نہ رہے گا۔

نظام وصیت کا سو سالہ دور بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشاق جماعت مومنین نے بڑے والہانہ انداز میں لبیک کہتے ہوئے کروڑوں کی جائیدادیں نظام وصیت میں پیش کیں

جو کام کمیونزم اور اشتراکیت تیر و تفنگ سے نہ کرپائے مسیح موعود علیہ السلام نے پیار اور محبت سے اس مقصد کو پورا فرمایا قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

هو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعا یعنی زمین کی تمام چیزیں تمام انسانوں کیلئے پیدا کی گئی ہیں۔ اسلام نے حیات اجتماعی اور قومی ملکیت یعنی ”نیشنلائزیشن“ کی تعلیم دی ہے۔ اس تعلیم پر نظام وصیت کے ذریعہ ہی عمل پیرا ہونا ممکن ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”نظام نو“ میں تحریر فرماتے ہیں

”پھر یاد رکھو کہ وصیت صرف پہلی نسل کیلئے نہیں ہے بلکہ دوسری نسل کیلئے بھی ہے اور اس سے بھی انہی قربانیوں کا مطالبہ ہے۔ اور چونکہ وصیت سے دنیا کے سامنے جنت پیش کی جارہی ہے۔ اگلی نسل اس کو لینے سے کس طرح انکار کرے گی پس دوسری نسل پھر اپنی خوشی سے بقیہ جائیداد کا 1/10 سے 1/3 حصہ قومی ضرورتوں کیلئے دے دیگی اور پھر تیسری اور پھر چوتھی نسل ایسا ہی کرے گی اور اس طرح چند نسلوں میں ہی احمدیوں کی جائیدادیں نظام احمدیت کے قبضہ میں آجائیں گی۔ فرض کرو سب دنیا احمدی ہو جائے تو اس کا نتیجہ جانتے ہو کیا نکلے گا۔ یہی کہ چند نسلوں میں اپنی خوشی سے ساری دنیا اپنی جائیدادیں قومی کاموں کیلئے دے دے گی اور اسکی انفرادیت بھی تباہ نہ ہوگی۔ عائلی نظام بھی تباہ نہ ہوگا۔ اور پھر لوگ اپنے لئے اور اپنی اولادوں کیلئے اور دولت پیدا کریں گے اور پھر اپنی خوشی سے اس کا 1/10 سے 1/3 حصہ قومی ضرورتوں کیلئے دے دیں گے پھر یہ نیا مال چند نسلوں میں قومی فنڈ میں منتقل ہو جائے گا اور اس طرح یہ سلسلہ چلتا چلا جائے گا“ (نظام نو صفحہ 104)

غور کریں کہ جماعت مومنین میں سے امراء نظام وصیت میں اپنے اموالوں کو پیش کریں گے تو غرباء بھی باوجودیکہ کم مایہ ہیں اس میں شامل ہونے کی خواہش کریں گے۔ باپ وصیت کرے گا تو بیٹا بھی پیچھے نہیں رہے گا ماں بھی کوئی ذریعہ نکال کر موصیہ بنے گی تو یہ ایک اتنا بڑا عظیم عالمی نظام ہوگا جسکو نہ کوئی یواین او چلا سکتی ہے نہ کوئی حکومت نہ کوئی روابط عالم اسلام نہ کوئی عسکری تنظیم ہاں اسکو صرف اور صرف وہی ذات چلا سکتی ہے جو آسمان سے خدا کی طرف سے اس کو چلانے کیلئے نازل ہوگی اور وہ ظہور قدرت ثانی یعنی خلافت علی منہاج النبوۃ ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں پہلے خلافت علی منہاج النبوۃ کی بشارت دی اور پھر جماعت مومنین کے سامنے نظام وصیت بسلسلہ اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن اور خدمت غرباء و مساکین و یتیم پیش فرمایا۔

آج قدرت ثانیہ کے پانچویں مظہر سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زیر سایہ دنیا بھر کے 178 ملکوں میں جہاں جماعت احمدیہ اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن کا فریضہ انجام دے رہی ہے وہاں انسانیت کی خدمت میں شب و روز مصروف عمل ہے۔

اگر کہیں مشن ہاؤس قائم کئے جارہے ہیں تو کہیں ہسپتال کھولے جارہے ہیں کہیں اسکولوں اور کالجوں کا اجرا ہو رہا ہے۔ کہیں خدا تعالیٰ کا خلیفہ اپنے دست مبارک سے غرباء و یتمیٰ و مساکین میں وظائف و سامان کسب زیست تقسیم فرما رہے ہیں۔

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ افریقہ کے موقعہ پر دنیا نے عظیم روح پرور نظارہ دیکھا جبکہ حضور انور اسکولوں کالجوں مشن ہاؤسز کا جائزہ فرمارہے تھے اور احمدی مسلمان نہایت ہی چاہت فدایت اور عقیدت سے اپنے دل و جان سے پیارے آقا کی دست بوسی فرمارہے تھے۔ گھنٹوں لمبی لمبی قطاروں میں کھڑے آپ کے حضور حاضر رہے۔

وہ نظارہ بھی عجیب تھا جبکہ آپ اپنے دست مبارک سے احمدی خواتین میں سلائی مشین تقسیم فرما رہے تھے۔ سبحان اللہ یہ سارے دولتوں کے سوالی نہیں تھے بلکہ اپنی چاہتوں اور عقیدتوں کے پھول نچھاور کرنے آئے تھے اور ہر ایک کی زبان سے یہ نعرہ بلند تھا

”انی معک یا مسرور“

کہ اے قدرت ثانیہ کے مظہر کامل ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ یہ منظر اخلاقی روحانی اور اقتصادی ترقی کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آرہا تھا۔

قرآن پاک کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام نے بنیادی طور پر جو چیز مسلمانوں کے ذہن نشین کرائی ہے کہ خدا اور بندوں کے درمیان مالک و مملوک کا تعلق ہے۔ جو بھی جائیداد انسان حاصل کرتا ہے اس کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ وہ ہی مالک ہے اور ہم اس کے مملوک ہیں لہٰذا ہماری ہر چیز کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے سورہ نور 4/10 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اتوهم من مال الله الذی اتاکم۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا وہ مال جو اس نے تم کو دیا ہے۔ جنگی قیدیوں کو تاوان جنگ ادا کرنے کیلئے دیدو۔

پس اللہ تعالیٰ ذاتی ملکیت سے لیکر بادشاہت تک کو امانت الٰہی قرار دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے مقبول بندوں کو دی جاتی ہے۔

قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے سرمایہ داری کا دعویٰ پیش کیا تھا جس کا ذکر یوں آتا ہے۔

انما اوتیته علی علم کہ یہ جو ہمارے پاس دولت ہے یہ تو ہم نے اپنے علم سے حاصل کی ہے اپنے علم سے کمائی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے قارون کا یہ دعویٰ رد فرمایا۔

انبیاء علیہم السلام کی یہی تعلیم رہی ہے کہ آسمانوں اور زمینوں سمیت ان کے درمیان جو بھی کچھ ہے اس کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ان پر بہت افروختہ ہوئی جبکہ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کے سامنے یہ تعلیم پیش کی تو قوم نے کہا اچھا اب تم ہمارے مالی معاملات میں بھی مداخلت کرنے لگے اور اس بات سے روکنے لگے کہ ہم اپنے اموال کو اپنی مرضی سے خرچ کریں کیا تمہاری نماز تمہیں ہماری عبادت، مالیات ہر چیز میں دخل دینے کا حکم دیتی ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سرمایہ داروں کا دعویٰ کبھی بھی تسلیم نہیں فرمایا بلکہ فرمایا

الله یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر یعنی رزق کی تنگی اور فراخی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اسلام کی اس عظیم تعلیم پر روئے زمین میں صرف جماعت احمدیہ خلافت کے زیر سایہ نظام وصیت کی روشنی میں عمل پیرا ہے۔

انسان اپنی پیدائش کے لحاظ سے یکساں پیدا ہوتے ہیں ادنیٰ و اعلیٰ کا کوئی فرق نہیں ہوتا نہ کالے اور گورے کا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فطرة الله التی فطر الناس علیها (الروم ع4) ہاں پیدائش کے بعد اپنے اعمال سے اپنی زندگی پر اچھے یا برے نقوش نقش کرتا ہے۔

اسلام نے برے کاموں سے بچنے اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنے کی تعلیم دی ہے۔ احترام آدمیت کو قائم کیا ہے اور انسانوں کے بہ حیثیت انسان مساوی حقوق مقرر فرمائے ہیں قرآن شریف نے جہاں قریبی رشتہ داروں پڑوسیوں کے حقوق کی نشاندہی فرمائی ہے وہاں یہ فرما کر کہ وفی اموالهم حق للسائل والمحروم (الذاریات ع1)

کہ مومنوں کے مالوں میں سائل اور محروم لوگوں کا بھی حق ہے اس طرح معاشرہ کے کمزور اور ضعیف طبقات کے حقوق کو بھی محفوظ فرمایا۔

قرآن کا یہ بہت ہی پیارا اور دلکش انداز ہے کہ مالداروں کو مستحقین پر خرچ کرنے کی تحریک کرتا ہے اور تحریک یوں کرتا ہے کہ یہ ان لوگوں کا حق ہے تم اسے ان کا حق سمجھ کر ادا کرو احسان مت سمجھو۔

آج نظام وصیت کی برکت سے جماعت مومنین نے اس نقطہ نظر کو سمجھ لیا ہے اور اسکو اپنا لیا ہے اس سے جہاں غرباء کے دل مطمئن ہو رہے ہیں وہاں خود صاحب اموال لوگوں میں غرباء کی خدمت کا جذبہ دن بہ دن بڑھتا جارہا ہے صاحب اموال کسی مرحلہ پر احسان جتا کر معاشرہ کو نہیں بگاڑ رہے ہیں بلکہ اخلاقی طور پر ان کا ذاتی کردار بلند سے بلند تر ہوتا جارہا ہے اور یہ دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جبکہ مسیحائے زمان کا یہ مژدہ جانفزا پورا ہوگا آپ فرماتے ہیں :-

”دیکھو! وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا یہ اُس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں“۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۷)

لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ ہم نظام وصیت کے حقائق کو سمجھیں اور اُن کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں اپنے اندر ایک انقلاب پیدا کریں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا“ (کشتی نوح صفحہ 11-12)

اللہ تعالیٰ جماعت مومنین کے تمام افراد کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس روحانی نظام میں شامل ہو کر اپنی قربانیوں کے ذریعہ سے اسلام کی سربلندی کا باعث ہوں۔ (آمین) ☆☆☆

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

نظام وصیت کے لئے

صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قربانیاں

(عطاء المجیب لون استاذ جامعہ احمدیہ قادیان)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کرام علیہم السلام کو جو کام تفویض ہوتا رہا ہے اس کو پورا کرنے کیلئے انہوں نے اپنے متبعین سے مختلف قسم کی قربانیوں کے مطالبے کئے ہیں۔ ان مطالبوں میں سے ایک مطالبہ مالی قربانیوں کا مطالبہ ہے۔ چنانچہ متبعین جہاں دوسرے مطالبوں کو پورا کرتے رہے وہاں وہ بصد شوق اس مطالبہ پر بھی لبیک کہتے رہے۔ اور اس میدان میں بھی انہوں نے قابل عمل اور قابل رشک نمونے قائم کئے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تو اپنے آقا و مطاع کی آواز پر لبیک کہنے کے ایسے واقعات پیش کئے ہیں کہ نہ صرف مذاہب کی تاریخ میں بلکہ تاریخ عالم میں انکی مثالیں ملنا مشکل ہے مالی قربانیوں کے مطالبہ پر بھی انہوں نے عظیم الشان نمونے پیچھے چھوڑے ہیں ایسا بھی ہوا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا سارا مال پیش کرنے والے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو تو جواب ملا کہ اللہ اور اس کے رسول کا نام۔

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام غلبہ اسلام کے لئے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مبعوث ہوئے تو اس مفوضہ مشن کو پورا کرنے کیلئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عظیم الشان لائحہ عمل کی داغ بیل ڈالی اس عظیم الشان مشن کو پورا کرنے کیلئے آپ علیہ السلام نے بھی اپنے صحابہ کے سامنے مختلف قسم کی تحریکات پیش کیں اور مختلف مطالبے کئے۔ کبھی آپ نے صحابہ کو اسلام کی خدمت کیلئے وقف کرنے کے بارے میں تو کبھی مالی قربانیاں کرنے کے بارے میں، کبھی اپنے وطن کو چھوڑ کر قادیان آنے کے بارے میں تو کبھی قادیان سے باہر جانے کے بارے میں تحریک فرمائی۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے متعلق فرمایا تھا کہ ما انا علیہ واصحابی۔ پھر بھلا یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ آپ علیہ السلام کے صحابہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے نمونوں پر عمل کرنے سے چوک جاتے چنانچہ آپ علیہ السلام کے صحابہ نے عین وہی نمونہ دکھایا اور تمام مطالبات کو قبول کیا اور ان کو پورا کرنے کیلئے عظیم الشان قربانیاں کیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے متعلق فرمایا۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلادی
فسبحان الذی اخذی الاعادی

نظام وصیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف مواقع پر اپنے صحابہ کے سامنے مالی قربانیوں کے مطالبے رکھے جن پر لبیک کہتے ہوئے صحابہ نے مالی قربانیوں کے اعلیٰ اور عظیم کارنامے سرانجام دیئے۔ 1905 میں آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے عظیم الشان بابرکت روحانی نظام نظام وصیت جاری فرمایا اور اس کے مطابق یہ طے فرمایا کہ جو شخص اپنے مال و اسباب و جائیداد کا کم از کم دسواں حصہ دے گا وہ اللہ کے ارادہ سے مجوزہ قبرستان بہشتی مقبرہ میں دفن ہوگا۔ اس طرح گویا ایک شخص ہمیشہ کیلئے اس بات کی علامت بن جاتا ہےکہ اسلام کی اشاعت اور دینی کاموں میں وہ کیسا عظیم قربانی کرنے والا وجود تھا اور ابدی نیند سوتے ہوئے بھی ایک انسان کے سامنے خاموش لیکن موثر ترغیب اس امر کی کرتا رہتا ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے کیسی قربانی کرنی چاہئے جیسا کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''میں نے پسند کیا ہے کہ ایسے لوگ جو اشاعت اسلام کا جوش دل میں رکھتے ہیں اور جو اپنے صدق اور اخلاص کا نمونہ دکھا کر فوت ہوں اور اس مقبرہ میں دفن ہوں اُن کی قبروں پر ایک کتبہ لگا دیا جاوے جس میں ان کے مختصر سوانح ہوں اور اس اخلاص و وفا کا بھی کچھ ذکر ہو جو اُس نے اپنی زندگی میں دکھایا تا جو لوگ اس قبرستان میں آویں اور ان کتبوں کو پڑھیں اُن پر ایک اثر ہو اور مخالف قوموں پر بھی ایسے صادقوں اور راستبازوں کے نمونے دیکھ کر ایک خاص اثر پیدا ہو''

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۱۷ مطبوعہ ۲۰۰۳ قادیان)

وصیت کی تلقین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ نظام محض اشاعت اسلام کیلئے قائم فرمایا۔ اور پھر اپنے اصحاب کو اس میں شامل ہونے کی تلقین بھی فرمائی اور اس کو دنیا پر دین کو مقدم کرنے کا ایک عمدہ موقعہ قرار دیا۔ حضور فرماتے ہیں۔

''عرصہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا تھا کہ ایک بہشتی مقبرہ ہوگا گویا اس میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں جنتی ہوں گے۔ پھر اس کے متعلق الہام ہوا۔ انزل فیھا کل رحمة'' اس سے کوئی نعمت اور رحمت باہر نہیں رہتی۔ اب جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ایسی رحمت کے نزول کی جگہ میں دفن ہو کیا عمدہ موقعہ ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم کرے۔ یہ صدی جس کے تیئیس سال گزرنے کو ہیں گذر جائے گی اور اس کے آخر تک موجودہ نسل میں سے کوئی نہ رہے گا۔ اور اگر نکما ہو کر رہا تو کیا فائدہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنا صدقہ پہلے بھیجو۔ یہ لفظ صدقہ صدق سے لیا گیا ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں کامل نمونہ اپنے صدق اور اخلاص کا نہیں دکھاتا لاف زنی سے کچھ بن نہیں سکتا۔

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۱۶) مطبوعہ ۲۰۰۳ قادیان

صحابہ رض کا نمونہ

اُوپر اس بات کا ذکر آچکا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ظل اور مثیل تھے۔ یہ ناممکن تھا کہ وہ اس بابرکت نظام میں شامل نہ ہوتے۔ چنانچہ اُنہوں نے اپنے ایمان و اخلاص کے نمونے دکھائے اور عظیم قربانیاں کر کے بعض نے 1/10 حصہ کی بعض نے 1/6 حصہ کی بعض نے 1/3 کی وصیت کی اور اس نظام میں شامل ہوگئے۔ ایک موقع پر 1/6 کی وصیت کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے حضورؑ نے فرمایا۔

''الوصیت اشتہار میں جو میں نے حصہ جائیداد کی اشاعتِ اسلام کے وصیت کرنے کی قید لگائی ہے میں نے دیکھا کہ کل بعض نے 1/6 کی وصیت کردی ہے یہ صدق ہے جو ان سے کراتا ہے اور جب تک صدق ظاہر نہ ہو کوئی مومن نہیں کہلا سکتا۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۶۱۶ مطبوعہ ۲۰۰۳ قادیان)

اس کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا اور شاید ہی کوئی ایسا صحابی باقی رہا ہو جس نے وصیت نہ کی ہو اور اس بابرکت نظام میں شامل نہ ہوا ہو۔ وہ تو پہلے سے عظیم مالی قربانیاں کرتے آرہے تھے اب بھلا اس نظام میں جو کہ خاص اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اور اُس کے ایماء پر شروع کیا گیا تھا کیسے شامل نہ ہوتے۔ ان میں سے بعض کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت مولانا حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

آپ ایسے وجود تھے جنہوں نے اپنا سارا مال و متاع اشاعت اسلام کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دینے کی پیشکش کی تھی چنانچہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفیٰ دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں۔ یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں۔ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں۔

میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا''

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین صفحہ ۱۴ مطبوعہ ۱۹۷۹)

آپ رضی اللہ عنہ کی اس پیشکش کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ نظام وصیت میں اس کے شروع ہونے سے پہلے ہی داخل تھے۔ جو شخص پوری دولت اشاعت اسلام کیلئے دینے کیلئے تیار تھا وہ نظام وصیت میں شامل ہونے سے کیسے پیچھے رہ سکتا تھا۔ ''مرقاۃ الیقین کے مصنف مکرم اکبر شاہ خان نجیب آبادی آپ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

بہشتی مقبرہ کی وصایا کے ماتحت آپ نے اپنی زرعی زمین جو بھیرہ میں تھی اپنی زندگی میں ہی صدر انجمن احمدیہ کو ہبہ کردی تھی'' (مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نور الدین صفحہ ۳۱۰ مطبوعہ فروری ۲۰۰۲ از قادیان)

حضرت حافظ نور محمد فیض اللہ چکوی رضؓ

یہ حضرت اُن لوگوں میں سے ہیں جو شروع سے ہی سلسلہ کے لئے امتیازی رنگ میں مالی قربانی کرتے تھے اور ۱۹۱۳ء میں جبکہ سلسلہ احمدیہ کی مالی حالت اتنی پختہ نہیں تھی اور صیغہ بہشتی مقبرہ میں تین صد روپے وصول ہونے کا ذکر ہے اس میں ان کی زمین کی آمد سولہ روپے ہے جو کہ اس زمانے کے لحاظ سے اور بقیہ ادائیگی کرنے والوں کے لحاظ سے بہت بڑی رقم ہے۔ اس تعلق سے محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے مرحوم نے اصحاب احمد جلد سیز دہم صفحہ ۲۲۹ میں ان کے متعلق ان الفاظ میں ذکر کیا ہے

'' آپ اپنی بساط کے مطابق امتیازی رنگ میں مالی خدمت سلسلہ کرتے تھے ۱۹۱۳ء تک سلسلہ احمدیہ کی حالت کے ابتدائی مرحلہ پر ہونے کا علم ایک روئیداد سے ہوتا ہے جس میں صیغہ بہشتی مقبرہ میں وصول ہونے والی بڑی بڑی رقوم میں دس دس روپے کا اور تیرہ افراد کی طرف سے مجموعہ تین صد بانوے روپے آمد ہونے کا ذکر ہے اس میں حافظ صاحب کی زمین کی آمد سولہ روپے بھی شامل ہے۔ ریکارڈ بہشتی مقبرہ کی رو سے سولہ کنال سات مرلہ اراضی کا انتقال صدر انجمن احمدیہ کے نام کرادیا تھا جس کی براہ راست فروخت سے ۱۳ نومبر ۱۹۱۷ کو انجمن کو تین صد روپے آٹھ آنے

وصول ہوئے تھے۔۔

حضرت مولوی عبداللہ بوتالویؓ

حضرت مولوی صاحب موصوف نے ۱۹۰۱ء میں بیعت کی تھی اور ۱۹۱۳ء میں نظام وصیت میں شامل ہوئے تھے ان کے نزدیک وصیت کی کیا اہمیت تھی اس کا اندازہ ان کے اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ یہ ہمیشہ وصیت کی سرٹیفکیٹ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ چنانچہ اصحاب احمد میں ان کے متعلق اس تعلق سے یہ ذکر موجود ہے۔

''۱۹۱۳ء میں وصیت کی تھی وصیت کا نمبر ۶۵۶ تھا اور آپ کی اہلیہ صاحبہ کی وصیت کا نمبر ۶۵۷ تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی عجیب حکمت ہے کہ باوجودیکہ مکرم مولوی صاحب اوران کی اہلیہ مکرمہ کی وفات میں تقریباً پونے دوسال کا فرق ہے لیکن پھر بھی قبریں ساتھ ساتھ ہیں اور وصیت کی اہمیت کی وجہ سے وصیت کی سرٹیفکیٹ کو نہایت حفاظت سے رکھا۔ حتی کہ ۴۷ء میں قادیان آتے وقت جو چند کاغذ ساتھ لائے تھے ان میں سے ایک کاغذ اپنی وصیت کا سرٹیفکیٹ تھا اور ایک مکرمہ اہلیہ صاحبہ کی وصیت کا سرٹیفکیٹ تھا۔ اس سرٹیفکیٹ پر بطور میر مجلس صدر انجمن احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستخط ہیں اور بطور افسر بہشتی مقبرہ حضرت مفتی محمد صادق کے دستخط ہیں''

(اصحاب احمد جلد ہفتم صفحہ ۱۹۲)

محترمہ کریم بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم منشی امام الدین صاحب پٹواریؓ

آپ بھی موصیہ تھیں اور انہوں نے اپنی زندگی میں ہی حصہ جائیداد کی رقم نہ صرف ایک مرتبہ بلکہ دو مرتبہ ادا کردی تھی تفصیل اس اجمال کی اسطرح ہے۔

'' آپ موصیہ تھیں اور وصیت کے تمام چندوں کا حساب بہت اہتمام سے کر کے اپنی زندگی میں ہی ادا کردیا تھا۔ حصہ جائیداد کی رقم ایک دفعہ ادا کی لیکن دفتر کی غلطی سے ساری رقم کسی اور مد میں داخل ہوگئی۔ ایک عرصہ کے بعد غلطی کا پتہ چلا۔ اس کا ازالہ کاغذات میں درستی کے ذریعہ بآسانی ہوسکتا تھا لیکن آپ نے اسے پسند نہ کیا کہ اگر غلطی سے بھی دوسرے چندہ میں رقم داخل ہوگئی ہے تو وہاں سے اُسے کیوں دوسری مد میں تبدیل کیا جائے چنانچہ پھر دوبارہ وصیت کا چندہ داخل کردیا''

(اصحاب احمد جلد نمبر ۱ حصہ نمبر ۱ صفحہ ۱۶۲-۱۶۳)

حضرت ملک مولیٰ بخش صاحب امرتسریؓ

ان کی طبیعت شروع میں وصیت کرنے کی طرف مائل نہیں تھی لیکن اللہ تعالیٰ ان کو اس روحانی نظام سے باہر نہیں رکھنا چاہتا تھا چنانچہ بالآخر انہوں نے شرح صدر کے ساتھ وصیت کی اور اس بابرکت نظام میں شامل ہوگئے۔ ''اصحاب احمد'' میں ان کی وصیت کے تعلق سے دلچسپ واقعہ درج ہے۔

جس کو یہاں نقل کیا جاتا ہے:۔

''آپ کی زندگی کا ایک قابل ذکر واقعہ آپ کا وصیت کرنا ہے۔ اگرچہ کتاب الوصیت آپ کے سامنے شائع ہوئی دوسروں نے وصیتیں بھی کیں اور آپ کو بھی بعض دوستوں نے تحریک کی۔ مگر آپ کی طبیعت ادھر نہیں آتی تھی۔ عادت پڑی ہوئی تھی کہ ہر چیز کے عقلی دلائل ہوں اور وہ آپ کو اس بارے میں اپنے مقرر کردہ معیار کے مطابق سمجھ نہ آتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کی راہنمائی فرمائی۔

تفصیل یہ ہے کہ جب قادیان سے قرآن مجید کا پہلا پارہ انگریزی میں شائع ہوا تو جماعت کی طرف سے آپ نے اس کی ایک کاپی ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو کانگرس لیڈر کے پاس فروخت کی۔ یہ صاحب کچھ عرصہ احمدی بھی رہے تھے اور خوب نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ اور کانگریس لیڈر بن کر انہوں نے نماز ترک کردی اور کہتے تھے کہ یہ پروپیگنڈہ کا کام جو ہم قوم کی خاطر کرتے ہیں نماز سے مقدم ہے اس روز آپ نے ڈاکٹر صاحب کو پھر نماز کی تلقین کی تو انہوں نے یہی جواب دیا۔ ملک صاحبؓ نے پوچھا کہ آپ مسلمان ہیں کیا قرآن مجید کو الہامی مانتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں ملک صاحب نے کہا پھر اگر قرآن مجید نماز پڑھنے کو کہے تو کیوں نہ پڑھو ڈاکٹر صاحب نے کہا کسی کتاب کو الہامی ماننے کے یہ معنی نہیں کہ اسکی ہر بات مان لی جائے۔ وہی بات مان لی جائے گی جو عقل کے مطابق ہوگی آپ کو یہ بات بری معلوم ہوئی اور آپ نے چند دوستوں کے پاس شکایت بھی کی کہ عجیب مسلمان ہیں۔ آپ چاہتے تھے کہ ڈاکٹر صاحب کو قرآن مجید کے کسی حکم کو ماننے سے عقل کی بناء پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ اس بات کا خود آپ پر ردعمل ہوا۔ اور آپ نے اپنے تئیں مخاطب کر کے کہا کہ تم ڈاکٹر کچلو کو تو الزام دیتے ہو مگر خود تمہارا کیا حال ہے؟ حضرت اقدس علیہ السلام کو صادق مانتے ہو مگر آپ کے فرمودہ وصیت کے نظام میں شامل ہونے کو تیار نہیں۔

اسی ضمن میں دوسری بات یہ ہوئی کہ آپ ہوشیار پور میں تھے ایک سب جج صاحب آپ کے مکان پر آئے ان کے دریافت کرنے پر آپ نے اپنے لڑکے ملک سعید احمد صاحب کے متعلق بتایا کہ انہوں نے بی اے کا امتحان دیا ہے اور اب ان کا خاص مشغلہ تبلیغ احمدیت ہے۔ انہوں نے اس بات کا ثبوت طلب کیا کہ بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والا بہشتی ہی ہوتا ہے ملک سعید احمد صاحب نے کچھ جواب دیا مگر وہ اعتراض کرتے رہے۔ اس وقت باپ بیٹا دونوں کو ایسا کوئی جواب نہیں آتا تھا جس سے معترض کو خاموش کرا سکتے۔ فوراً ایک بات اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈالی آپ نے سب جج صاحب سے پوچھا آپ مسلمان ہیں بھلا یہ بتلائیں کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ بہشت ہے بھی؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ ایک ڈھکوسلہ ہے یہ سن کر وہ سٹھیا گئے کہ یہ کیا لینے کے دینے پڑ گئے۔ آپ نے ان کی مدد کی اور کہا کہ ثبوت یہی ہے نا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے انسان نے جسے ہم صادق سمجھتے ہیں ایسا کہا ہے۔ انہیں یہ دلیل معقول نظر آئی اور جھٹ کہا ہاں۔ ملک صاحب نے کہا پھر بہشتی مقبرہ والی بات کی بھی یہی دلیل ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جنہیں ہم صادق سمجھتے ہیں ایسا کہا ہے۔ پس ہم سے بحث اس امر پر کرو کہ حضرت مرزا صاحب صادق ہیں یا نہیں۔ اگر حضورؑ صادق ثابت ہوں تو آپ کا یہ فرمان بھی جس کا تعلق حیات بعد الموت سے ہے سچ ماننا پڑے گا۔ سب جج صاحب کو اس کا کوئی جواب نہ آیا اور خاموش ہوگئے۔

اس بحث نے ملک صاحب کیلئے تربیت کی ایک بڑی منزل طے کردی اور آپ کو وصیت کے ضروری ہونے پر دلیل مل گئی۔ اور آپ نے دل میں کہا کہ اگر میری اس دلیل سے غیر احمدی کا منہ بند ہوسکتا ہے تو مجھے اور کیا دلیل درکار ہے۔ الغرض آپ کو بالکل تسلی ہوگئی اور آپ نے پورے انشراح صدر سے وصیت کردی''

(اصحاب احمد جلد ا حصہ ا صفحہ ۱۰۸تا۱۱۰)

اس واقعہ میں اُن حضرات کیلئے بھی سبق ہے جو اپنے خود ساختہ عقلی بہکاوؤں کی وجہ سے اس بابرکت نظام میں شامل ہونے سے قاصر ہیں۔ اُن کو چاہئے کہ ان شیطانی پردوں اور وسوسوں کو دور کر کے اس نظام میں شامل ہوں اور اللہ کے عظیم اجر وثواب کے وارث ہوں۔ اللہ سب کو اس کی توفیق دے۔ (آمین)

آخر میں دو ایسے اشخاص کے ذکر پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں جو صحابی تو نہیں تھے لیکن انہوں نے ایسی قربانی کا مظاہرہ کیا ہے کہ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بھی صحابہ کرام کے گروہ میں ہی شامل ہوں اور اُسی اجر وثواب کے مستحق قرار پائے ہوں جو اجر و ثواب اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کیلئے مقرر فرمایا ہے یہ تابعین اصحاب احمد ہیں ایک ہیں حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب اور دوسرے ہیں حضرت شمس الدین صاحب درویش قادیان۔

حضرت سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب

انہوں نے ۱۹۱۵ء میں بیعت کی تھی۔ ابتداء سے انہوں نے عظیم الشان مالی خدمات کی توفیق پائی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو ان پر فخر تھا اور آپ نے ان کو خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت قرار دیا ہے۔ منارۃ المسیح، تبلیغ ولایت، تعمیر مساجد و شفاخانہ۔ رسائل و جرائد۔ یتامیٰ فنڈ۔ تحریک جدید۔ جلسہ سالانہ تعمیر دفاتر وغیرہ وغیرہ غرض شاید ہی کوئی تحریک ایسی ہو جس کیلئے انہوں نے مالی خدمات نہ کی ہوں۔ چنانچہ تابعین اصحاب احمد جلد ۹ کے صفحہ ۱۴۶ سے لیکر ۱۷۵ تک ۳۰ صفحات صرف ان کی مالی خدمات کے ذکر پر مشتمل ہیں اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے کس قدر عظیم مالی قربانیوں کی توفیق پائی ہے۔ جہاں تک آپ کی وصیت کا تعلق ہے اس کے متعلق لکھا ہے:۔

'' آپ نے ۵ مئی ۱۹۱۸ء کو اپنی مشترکہ جائیداد میں سے اپنے چوتھے حصہ کی جو مالیتی تیس ہزار روپے تھا صدر انجمن احمدیہ کے نام چھٹے حصہ کی وصیت کر کے پانچ ہزار روپے ادا کردیا (مسل وصیت)

صیغہ بہشتی مقبرہ کی سالانہ رپورٹ بابت ۱۹-۱۹۱۸ء میں مرقوم ہے کہ:۔

اس سال کی آمد میں مندرجہ ذیل رقوم قابل تذکرہ ہیں معطیوں کو خداوند کریم جزائے خیر عطاء فرمائے آمین۔ یہ رقوم حصہ جائیداد کے طور پر آئی ہیں:۔

سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندر آباد دکن۔ ۴۳۱۵ روپے۔ اہلیہ صاحبہ ۵۰۰ روپے۔ اس سال کی وصیت کی ہر قسم کی آمد (یعنی حصہ آمد اور حصہ جائیداد) بقدر پندرہ ہزار تین سو چھیاسی روپے تھی۔ (حاشیہ صفحہ ۱۴۷ ناقل)

سیٹھ صاحب ان پندرہ افراد میں سے تھے۔ جنہوں نے مرکز کی تحریک کے مطابق اپنی زندگی میں حصہ جائیداد ادا کرنے کی کوشش کی۔ پھر ایک اور تحریک کے نتیجہ میں آپ نے ۱۹۳۱ء میں وصیت میں اضافہ کر کے اسے ایک تہائی کردیا۔ اس وقت آپ کی جائیداد کی مالیت بڑھ کر اسی ہزار روپے ہوگئی تھی۔ اس مزید حصہ کے عوض احمدیہ جوبلی بلڈنگ واقع شہر حیدرآباد دکن آپ نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ہبہ کردی۔ یہ عمارت تبلیغ اور جلسوں کے انعقاد اور ادائیگی نماز کیلئے استعمال ہوتی ہے۔

(۱۹۸۲ء کی بات ہے۔

اس بلڈنگ کی تعمیر پر چونتیس ہزار روپے صرف ہوئے پھر آپ نے اٹھارہ ہزار روپے میں ملحقہ قطعہ زمین خرید کر شامل کردیا۔ اس طرح یہ دو منزلہ عمارت والی ساری جائیداد باون ہزار روپے کی ہوگئی۔ اس وقت کی آپکی ذاتی جائیداد ایک لاکھ ۴۴ ہزار روپے کی مالیت کی ہو چکی تھی۔ لیکن آپ نے ایک لاکھ چھپن ہزار روپے کا ایک تہائی ادا کردیا تھا''۔

(تابعین اصحاب احمد جلد ۹ صفحہ ۱۴۷-۱۴۶)

محترم شمس الدین صاحب درویش

موصوف غریب اور معذور تھے۔ ان کا گذارہ لوگوں کی عطاء پر ہوتا تھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے وصیت کی جو کچھ ملتا تھا اس کو جمع کر کے چندہ وصیت ادا کرتے تھے۔ اور نہ صرف یہ کہ اپنی زندگی میں ہی چندہ ادا کرتے رہے بلکہ انہوں نے اپنی پیدائش سے کئی سال پہلے سے اپنی وفات کے کئی سال بعد تک کا چندہ ادا کردیا۔ سبحان اللہ نظام وصیت ۱۹۰۵ء میں

باقی صفحہ (37) پر ملاحظہ فرمائیں

بہشتی مقبرہ اور اس کے تاریخی اور مقدس مقامات

محمد یوسف انور استاد جامعہ احمدیہ قادیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور خدا تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق اس آخری زمانہ میں جس کو بعثت ثانیہ کا دور کہا گیا ہے خدا کا مسیح و مہدی (علیہ السلام) مامور من اللہ کے رنگ میں عین وقت مقررہ پر ہندوستان کی سرزمین قادیان کی پاک اور گمنام بستی میں آج سے ایک صدی سے زائد عرصہ قبل ایسے وقت میں مبعوث ہوا جبکہ اسلام پر چوطرفہ حملے ہو رہے تھے اور اندرونی طور پر مسلمان خود خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوتے جارہے تھے قرآن مجید کی تعلیم کو چھوڑ رہے تھے اور غیر اسلامی رسم و رواج میں ڈھل چکے تھے گویا اسلام کا صرف نام اور قرآن مجید کی رسم باقی رہ گئی تھی مسلمان بے شمار اختلافات میں بٹے ہوئے تھے اور ہزاروں مسلمان عیسائیوں کی تبلیغ وعظ و نصیحت سے عیسائی مذہب قبول کر چکے تھے پس بے پناہ درود و سلام ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس ادنیٰ حقیقی عاشق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر جنہوں نے خدا کے اذن سے مسیح موعودؑ کا دعویٰ فرما کر اسلام کی باگ ڈور سنبھالی اور مذہب اسلام کا ایسا دفاع کیا کہ دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیئے ایسے ایسے روشن قاطع دلائل قرآن مجید سے بیان کئے کہ کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ وہ آپ کے مقابلہ میں آکے اسلام پر اعتراض کرے قارئین کرام آج کے اس خصوصی نمبر میں اسی عظیم وجود کے قائم کردہ "بہشتی مقبرہ" "شہ نشین" جنازہ گاہ وغیرہ کا تعارف اور مختصر تاریخ پیش خدمت ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا باغ

وصیت اور بہشتی مقبرہ کا قیام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اس باغ میں جو بہشتی مقبرہ سے متصل تھا اپنے اصحاب کے ساتھ اکثر تشریف لے جایا کرتے تھے باغ کے پھلوں شہتوت وغیرہ سے اصحاب کی تواضع فرماتے خود بھی ان کے درمیان بے تکلفی سے تشریف فرما ہو کر پھل کھاتے۔ اصحاب کو اکٹھا کر کے روحانی۔ علمی و تربیتی مجالس منعقد فرمایا کرتے تھے۔

حضرت اقدسؑ کا باغ میں قیام

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیا اس جہاں سے کوچ کر جانے کے دن
(مسیح موعودؑ)

اپریل ۱۹۰۵ء کو وہ ہیبت ناک زلزلہ آیا جس نے دنیا کے سامنے ایک قیامت کا نمونہ پیش کردیا۔ چونکہ آپ کو بار بار زلزلوں کے متعلق الہامات ہو رہے تھے اس لئے ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے معاً بعد اس روز آپ نے حکم دیا کہ کچھ عرصہ کے لئے احباب بہشتی مقبرہ کے متصل جو حضور کا باغ تھا اس میں قیام کریں۔ چنانچہ حضور کے اس ارشاد کی فوراً تعمیل کی گئی۔ اور اس باغ میں ایک چھوٹی سی بستی آباد ہوگئی۔ حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحبؓ حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ اور دیگر احباب باغ میں رہنے لگے۔ اخبارات اور بعض دفاتر بھی باغ میں منتقل ہوگئے اور متواتر تین ماہ تک آپ نے احباب سمیت اسی باغ میں قیام فرمایا اور ۲ جولائی ۱۹۰۵ء کو واپس مکانوں میں تشریف لے گئے اس کے بعد بھی آپ نے متعدد اشتہاروں کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ بدیوں کو ترک کر کے نیکی اور تقویٰ کی راہوں پر گامزن ہوں کہ خدا تعالیٰ کے غضب سے بچنے کا یہی ایک ذریعہ ہے۔

اس موقعہ پر حضور علیہ السلام اپنے اہل بیت کے ہمراہ باغ میں فروکش ہوئے تھے اور باغ میں ہی پانچوں نمازیں ادا کی جاتی تھیں۔ بعض تصانیف اور براہین احمدیہ حصہ پنجم بھی حضور باغ میں تصنیف فرماتے رہے ہیں باغ میں بہت بڑا حصہ حضور کا دعاؤں میں گزرتا تھا۔ اہل بیت کے لئے باغ کے ایک حصہ میں بعد میں ایک مکان بھی حضور نے تعمیر کروایا تھا تا کہ ام المومنینؓ جب حضور کے ساتھ باغ میں فروکش ہوا کریں تو انہیں اور دیگر مستورات کو رہائش کی سہولت رہے۔

شہ نشین۔ بہشتی مقبرہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مقدس باغ میں جس جگہ نشست فرمایا کرتے تھے وہ پختہ چبوترے کی شکل میں بنی ہوئی تھی۔ اور چبوترے کے اندر کی طرف ڈیڑھ فٹ اونچی نشستیں بنی ہوئی تھیں۔ چبوترے کے جانب مشرق دیوار کے درمیان میں حضور کی نشست گاہ تھی۔ یہ چبوترہ گھنے درختوں کے سایہ میں بنا ہوا تھا اور اسے شہ نشین حضرت مسیح موعودؑ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس جگہ دعائیں کرنے اور برکت حاصل کرنے کی غرض سے جماعت کے بزرگ اور دوست کثرت سے آتے ہیں۔

کچھ سال قبل شہ نشین کی پختہ تعمیر کا کام مکمل ہوا۔ چنانچہ ۹ نومبر ۱۹۷۰ء کو بروز پیر ساڑھے چار بجے شام حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت و حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب و ممبران صدر انجمن احمدیہ و تحریک جدید و دیگر بزرگان نے علی الترتیب بنیادی اینٹیں رکھتے ہوئے شہ نشین کی تعمیر کا کام پرسوز دعاؤں کے ساتھ شروع فرمایا پہلے اس کا رقبہ 13x13 تھا اب رقبہ 16x16 فٹ کر کے اس میں قدرے توسیع کردی گئی ہے۔ حضور علیہ السلام کے وقت کے شہ نشین کا ملبہ موجودہ شہ نشین کے اندر محفوظ کردیا گیا ہے۔ لیکن جانب مشرق دیوار کو اصلی بنیاد پر ہی قائم رکھا گیا ہے۔ اور حضور کی نشست گاہ کو بھی شہ نشین میں اسی مقام پر قائم رکھا گیا ہے۔ جس جگہ حضور علیہ السلام تشریف فرما ہوتے تھے۔

(اخبار بدر ۱۹ دسمبر ۱۹۷۰ء)

الہامات قرب وصال

۱۹۰۵ کے آخر میں حضرت اقدس کو بذریعہ رؤیا الہامات یہ بتایا گیا کہ اب آپ کی وفات کا وقت قریب ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ نے دیکھا کہ آپ کے سامنے ایک مصفّٰی اور ٹھنڈا پانی پیش کیا گیا ہے جو بقدر دو یا تین گھونٹ کے تھا اور اس کے ساتھ ہی آپ کو الہام ہوا۔ "آب زندگی" یعنی یہ تیری بقیہ زندگی کا پانی ہے۔ اس کے بعد الہام ہوا۔ قَلَّ مِيعَادُ رَبِّكَ۔ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اس دن سب پر اداسی چھا جائے گی۔ قَرُبَ اَجَلُكَ الْمُقَدَّرُ وَلَا نُبْقِي لَكَ مِنَ الْمُخْزِيَاتِ ذِكْرًا۔ یعنی تیری مقدر وفات کا وقت قریب آگیا ہے اور ہم تیرے پیچھے کوئی رسوا کرنے والی بات نہیں رہنے دیں گے۔ پھر الہام ہوا جَاءَ وَقْتُكَ وَنُبْقِي لَكَ الْآيَاتِ بَاهِرَاتٍ یعنی تیرا وقت آن پہنچا ہے اور ہم تیرے پیچھے تیری تائید میں روشن نشانات قائم رکھیں گے اور الہام ہوا کہ تَمُوتُ وَاَنَا رَاضٍ مِنْكَ یعنی تو اس حالت میں فوت ہوگا کہ میں تجھ سے راضی ہوں اس طرح اور بھی الہامات ہوئے جن سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اب آپ کی وفات کا وقت بالکل قریب آگیا ہے۔

بہشتی مقبرہ کے قیام کا خیال

حضرت مسیح موعودؑ نے ۶ اگست ۱۸۹۸ء کو ایک مکتوب کے ذریعہ سے بہشتی مقبرہ کے قیام کا خیال فرمایا تھا لیکن اس وقت زمین کافی مہنگی تھی۔ اور پیسہ کی اتنی آمد نہیں تھی۔ کہ کوئی جگہ خریدی جائے آخر اس کام کا التواء ہوگیا۔ آخر ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء کو خدا تعالیٰ کی مصلحت سے اس کا قیام اس رنگ میں عمل میں آیا کہ حضور نے اپنے باغ کی زمین میں سے ایک حصہ اس کیلئے وقف فرمادیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جبکہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی۔ میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلد انتظام کیا جائے۔ اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جسکی قیمت ایک ہزار روپے سے کم نہیں اس کام کیلئے تجویز کی اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے۔ اور اس کو بہشتی مقبرہ بنادے۔ اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرلیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کیلئے ہوگئے۔ اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی۔ اور رسول اللہ صلعم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا رب العالمین۔ پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا تو اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یا رب العالمین۔ (الوصیت صفحہ ۱۹۔ ۲۱)

بہشتی مقبرہ کا قیام

قارئین کرام جہاں متعدد نشانیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے تعلق سے بیان فرمائی ہیں ان کے ساتھ یہ بھی ایک نشانی بتائی ہے جو کہ ایک پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہے۔

يُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ۔ یعنی آنے والا مسیح و مہدی اپنی جماعت کے لوگوں کو ان کے جنت میں درجات کے بارہ میں اطلاع دے گا۔
(صحیح مسلم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"مجھے ایک جگہ دکھائی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تو ایک مقام پر پہنچ کر اس نے مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ (الوصیت صفحہ ۱۶)

اور اگر وہ شخص جو فوت ہونے والا ہے۔ وہ بہشتی نہیں تو ایسے شخص کو یہ زمین قبول نہیں کرے گی۔

اس جگہ یہ وضاحت ضروری ہے کہ بہشتی مقبرہ کی زمین کی یہ تاثیر بالکل نہیں ہے کہ یہ کسی کو جنتی بنانے کی طاقت رکھتی ہے، یا پھر جو شخص بھی اس میں دفن ہوگا اگر چہ وہ کیسا ہی بدہو یہ زمین اُس کو جنتی بنادے گی بلکہ بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ بات مقدر کردی ہے کہ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کے نزدیک جنتی نہیں اور لوگوں کے نزدیک وہ کتنا بھی نیک ہو وہ اس زمین میں دفن نہیں ہوسکے گا اس کے اس زمین میں دفن ہونے میں کوئی نہ کوئی روک پیدا ہو جائے گی۔ اس طرح یہ زمین خالصتاً اللہ تعالیٰ کی مصلحت سے جنتی لوگوں کی آخری آرام گاہ بنے گی اور اسی وجہ سے ہی اس مقبرہ کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔

بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے شرائط

اس مقبرہ میں دفن ہونے کیلئے حضور نے وحی خفی کے ماتحت چند شرطیں بھی لگائیں پہلی شرط یہ ہے کہ ہر

ایک شخص جو اس قبرستان میں دفن ہونا چاہتا ہے اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کیلئے چندہ داخل کرے۔

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے کہ جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اُس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا

۳۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا ہو اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو۔

ان شرائط کے علاوہ حضور نے آخر میں ایک امر کا اضافہ ان الفاظ میں بھی کیا ہے کہ:۔

"ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں. اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کیلئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے" (الوصیت)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہشتی مقبرہ کے تعلق سے جو ہدایات دی تھیں اُن پر عمل کیا گیا۔ سب سے پہلے حضرت مولوی عبدالکریمؓ صاحب سیالکوٹی کی وفات ہوگئی اور آپ کو سب سے پہلے اس بہشتی مقبرہ میں ۲۷ دسمبر ۱۹۰۵ء کو دفن کیا گیا اور یہ پہلی قبر تھی اس کے بعد قبرستان کے شمال میں جہاں پانی کھڑا رہتا تھا پل تعمیر کیا گیا ایک کنواں بنایا گیا خوبصورتی کیلئے اس میں درخت لگائے گئے۔

بہشتی مقبرہ کی الٰہی حفاظت

۲۳ مارچ ۱۹۹۲ء کو قادیان میں جلسہ گاہ میں ایک جلسہ ہوا۔ جس میں بہت تعداد میں سکھ دوست بھی شامل ہوئے ایک عمر رسیدہ سکھ دوست نے مصنف 'میری پسندیدہ بستی قادیان'' کو بتایا کہ ۱۹۴۷ میں تقسیم ہند کے فوراً بعد انہوں نے بہت کوشش کی کہ بہشتی مقبرہ کی جگہ اور باغ پر قبضہ کرلیا جائے لیکن جب بھی وہ حملہ کرنے کیلئے آتے تھے ان کو سامنے بھاری فوج گھوڑوں پر سوار اس کی حفاظت کرتی نظر آتی تھی۔ اور پھر وہ واپس چلے جاتے تھے۔ اسی طرح سیلاب جو جولائی ۱۹۹۳ء کو آیا اس وقت محلہ ناصر آباد میں تقریباً ۶ فٹ اونچا پانی تھا بہشتی مقبرہ میں قطعہ خاص اور دوسری قبروں کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ سیلاب کا پانی بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص کے دونوں طرف سے گزر گیا۔

(میری پسندیدہ بستی قادیان دارالامان صفحہ ۲۱۵)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

جنازہ گاہ ومقام ظہور قدرت ثانیہ

احمدیت کی تاریخ میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کا دن نہایت صدمے کا تھا جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح الہام الٰہی کے تحت خدا کے حضور حاضر ہوگئی اور آپ کا وصال لاہور میں ہوا اُس وقت بھی دشمنان احمدیت نے ایک شور قیامت برپا کیا اور اُمید لگائی کہ اب یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا ایسے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ وصیت موجود تھی کہ 'سوائے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھاوے سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے (یعنی خبر وفات) غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا...... میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ (الوصیت)

خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اس الٰہی اور روحانی جماعت کو بے سہارا نہیں چھوڑا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جنازہ لاہور سے قادیان لایا گیا بہشتی مقبرہ کے ساتھ جو آپؑ کا آبائی باغ تھا اس میں آپ کا جنازہ رکھا گیا۔

جنازہ گاہ

جنازہ گاہ وہ مقام ہے جہاں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ پوری ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی بھی جو اُوپر درج ہوئی

خلافت اولیٰ کا قیام

اور خلافت اولیٰ کا قیام عمل میں آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نعش مبارک جب لاہور سے قادیان لائی گئی تو دوستوں نے اکٹھے ہو کر مشورہ کیا اور سب کی نظریں حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیرویؓ کی طرف خلافت کیلئے اُٹھیں بعدہ آپ کا انتخاب عمل میں آیا اس تعلق سے تاریخ احمدیت میں درج ہے۔

"چنانچہ جب متفقہ فیصلہ ہو چکا تو اکابر سلسلہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کے مکان پر حاضر ہوئے اور مناسب رنگ میں بیعت خلافت کے لئے درخواست پیش کی آپ نے کچھ تردد کے بعد فرمایا" میں دعا کے بعد جواب دوں گا'' وہیں پانی منگوایا گیا آپ نے وضوء کیا اور غربی کوچہ کے متصل دالان میں نماز نفل ادا کی اس عرصہ میں یہ وفد باہر صحن میں انتظار کرتا رہا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا کہ چلو ہم سب وہیں چلیں جہاں ہمارے آقا کا جسد اطہر ہے اور ہمارے بھائی انتظار میں ہیں۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحبؓ کی معیت میں تمام حاضرین باغ میں پہنچے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ نے سب دوستوں کے سامنے جو باغ میں اپنے محبوب آقا کی نعش کے پاس جمع تھے کھڑے ہوئے اور حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کی خدمت میں بطور نمائندہ مندرجہ ذیل تحریر پڑھ کر سنائی......

اما بعد مطابق فرمان حضرت مسیح موعودؑ مندرجہ رسالہ ''الوصیت'' ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اس امر پر صدق دل سے مطمئن ہیں کہ اول المہاجرین حضرت حاجی نور الدین صاحب" جو ہم سب میں اعلیٰ اور اتقیٰ ہیں اور حضرت امام صاحب کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اُسوۂ حسنہ قرار فرما چکے ہیں جیسا کہ آپ کے شعر

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہریک پراز نور یقیں بودے

سے ظاہر ہے کہ ہاتھ پر احمدؑ کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے ایسا ہی ہو۔

جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا تھا۔ (اس درخواست پر بہت سے احباب کے دستخط تھے جن کے نام بدر ۲/جون ۱۹۰۸ صفحہ ۶ کالم ۲ میں لکھے ہیں)۔

مثلاً شیخ رحمت اللہ مرزا محمود احمد صاحب سید محمد حسن صاحب امروہی اور محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب وغیرہ

اس کے بعد حضرت مولوی صاحب نے تقریر فرمائی۔ حضرت مولوی صاحب حکیم نور الدین خلیفہ اوّل کی اس تقریر کے بعد تمام حاضرین نے یک زبان ہو کر کہا ہم آپ کے احکام مانیں گے آپ ہمارے امیر ہیں اور ہمارے مسیح کے جانشین ہیں چنانچہ وہیں باغ میں قریباً بارہ صد افراد نے آپ کی بیعت کی اور اس طرح سے یہ بیعت جماعت کے کامل اتحاد کا باعث ہوئی حضرت اقدس کے سارے خاندان نے بھی آپ کی خلافت کو تسلیم کر لیا اور قادیان اور بیرون جات سے آمدہ احباب نے بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

بیعت خلافت کے بعد جو حضرت اقدس کے باغ میں ایک آم کے درخت کے نیچے ہوئی حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے تمام حاضر الوقت احمدیوں کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی نماز جنازہ ادا کی۔ نماز کے بعد ۶ بجے شام کے قریب جنازہ بہشتی مقبرہ میں لے جا کر دفن کر دیا گیا۔

تعیین مقام بیعت اولیٰ

شروع شروع میں اس بات کی تعیین نہیں تھی کہ بیعت اولیٰ کس مقام پر ہوئی روایات کا کچھ اختلاف تھا۔ لیکن بعد میں اس کی تعیین ہوگئی اور اب وہاں مقام ظہور قدرت ثانیہ ...... سنگ مرمر کی پلیٹ پر لکھ کر لگا دیا گیا ہے اس تعلق میں روایت ہے۔

''تقسیم ملک کے بعد بڑے باغ کے اندر ایک نئی چیز وجود میں آئی جو اپنی ذات میں تو پرانی ہے اور ایک مقدس تاریخی یادگار ہے لیکن اس اعتبار سے نئی ہے کہ اس کی تشکیل پارٹیشن کے بعد ایک مبارک انسان اور سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ایک جلیل القدر صحابی کے ہاتھوں ہوئی۔ یعنی حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانیؓ نے دن رات ایک کر کے اپنے بوڑھے ہاتھوں اپنی بوڑھی کمر مگر عزم جواں کے ساتھ اسے تعمیر کرایا۔

یہ مقدس تاریخی یادگار ''جنازہ گاہ'' کے نام موسوم ہے۔

جہاں یہ نشان دہی کر دی گئی ہے کہ کس جگہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا جسد مبارک لاہور سے لا کر رکھا گیا تھا۔ اور کس جگہ خلافت اولیٰ کی بیعت ہوئی تھی۔ یعنی قدرت ثانیہ کی حقیقت اور ضرورت کو ساری جماعت نے متفقہ طور پر تسلیم کر لیا تھا وہ جماعت جس میں بچھڑ جانے والے ہمارے لاہوری بھائی بھی شامل تھے۔ (الفرقان درویشان قادیان نمبر)

بہشتی مقبرہ کی چاردیواری

جیسا کہ پہلے یہ ذکر کر دیا گیا ہے کہ قبرستان بہشتی مقبرہ کا قیام تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے عہد سعادت میں اواخر ۱۹۰۵ء میں عمل میں آگیا تھا لیکن اس کے ارد گرد دیوار نہ حضرت اقدسؑ کی زندگی میں اور نہ ہی ایک لمبا عرصہ بعد تک بن سکی۔ یہاں تک کہ تقسیم ملک کے فوراً بعد حفاظتی نقطہ نگاہ سے ایک معمولی کچی دیوار بہشتی مقبرہ کے مغربی جنوبی اور مشرقی جانب بنائی گی جو وقتی ضرورت کیلئے تھی۔ لیکن اس سے حضور کی منشاء کی پوری طور پر تعمیل نہ ہوتی تھی چنانچہ زمانہ درویشی میں خدا نے توفیق دی کہ بعض مخلص اصحاب سلسلہ کے تعاون سے قریباً ۳۵ ہزار روپے کے خرچ سے یہ چاردیواری حسب منشاء سیدنا حضرت مسیح موعودؑ پختہ اور دیدہ زیب تیار ہوگئی یہ دیوار باغ کے ارد گرد بھی بنائی گئی اور باغ بھی اس میں شامل کر دیا گیا اور ایک خوبصورت گیٹ بھی لگوایا گیا۔

اس وقت بہشتی مقبرہ کے ناصر آباد کے گیٹ سے لیکر جنازہ گاہ تک بھی سڑک بنائی گئی تھی اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی ہدایت پر دونوں اطراف میں پھولوں کی کیاریاں لگائی گئی تھیں اور پھولوں کے مستقل پودے بھی لگائے گئے اور پھولوں کے گملے بھی رکھے گئے سلسلہ کے بعض مخلصین نے اس وقت بہشتی مقبرہ کی تزئین کیلئے طوعی تعاون بھی کیا۔

کئی پھل دار درخت بھی لگائے گئے پرانے کنویں کے قریب ایک ٹیوب ویل بھی بجلی سے چلنے والا لگایا گیا ہے اس سے بہشتی مقبرہ کے پودوں اور فصلوں کو

پانی دیا جاتا ہے اور آمد بھی پیدا کی جاتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ اللہ کے فضل سے خلافت رابعہ کے دور میں بہشتی مقبرہ کی مزید توسیع مغربی جانب کی گئی نیز پرانے حصے میں جو درخت تھے اُن کو کاٹا گیا نیز کچھ حصہ سڑک کا مزید پختہ سیمنٹ والا بنایا گیا اور ہر سال بہشتی مقبرہ کی خصوصی صفائی کی جاتی ہے اس وقت اس باغ میں آم اور دیگر پھلدار درخت ہیں مختلف قسم کے پودے اور پھول وغیرہ کھلے ہوئے نظر آتے ہیں۔

با قاعدہ ایک مالی اس کے لئے رکھا گیا ہے ایک بہت بڑی رقم اس کے لئے خرچ کی جا چکی ہے اور خرچ ہو رہی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاص طور پر بہشتی مقبرہ کی حفاظت کیلئے رات کی ڈیوٹی کی بھی ہدایت فرمائی ہے اگرچہ ڈیوٹی دینے والا پہلے سے موجود تھا لیکن حضور کے ارشاد پر اب رات کو خدام باری باری ڈیوٹی دیتے ہیں جبکہ شام کو انصار دو گھنٹے ڈیوٹی دیتے ہیں۔

''بہشتی مقبرہ'' شعائر اللہ کی حیثیت رکھتا ہے اس کو نہایت احسن رنگ میں بنایا گیا ہے الگ الگ قطعہ جات ہیں اور کتبے لگے ہوئے ہیں با آسانی لوگ مدت دراز کے بعد بھی اپنے رشتے داروں یا بزرگان کی قبروں کو تلاش کر سکتے ہیں تمام قطعات تک کار وغیرہ جا سکتی ہے بہشتی مقبرہ غیر از جماعت لوگوں میں بھی بہت شہرت رکھتا ہے کثرت سے ہندو سکھ اور دیگر لوگ جو منارۃ المسیح مساجد وغیرہ دیکھنے آتے ہیں وہ ضرور بہشتی مقبرہ کی بھی زیارت کرتے ہیں۔ صبح کے وقت روزانہ احمدی افراد دُعا کے لئے بہشتی مقبرہ جاتے ہیں ماہ رمضان میں مرد و زن دُعا کی غرض سے وہاں پہنچتے جاتے

جلسہ سالانہ کے موقع پر احمدی احباب جو دنیا کے کونے کونے سے آتے ہیں وہ بہشتی مقبرہ کے مزار مبارک پر دُعا کرتے ہیں اس کے ساتھ شہ نشین جہاں حضرت مسیح موعودؑ اکثر بیٹھا کرتے اور دُعا کرتے تھے جا کر دُعا کرتے ہیں اور جنازہ گاہ باغ وغیرہ سے بھی برکت حاصل کرنے کیلئے جاتے ہیں۔

بہشتی مقبرہ کا مقام مرتبہ رسالہ ''الوصیت'' میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے بخوبی واضح ہے خدا نے واقعی اس مقبرہ کو ایک بلند اور عظیم رتبہ عطا کیا ہے روحانی مقام کے علاوہ ظاہری طور پر بھی بہشتی مقبرہ جس کے اندر باغ جنازہ گاہ۔ شہ نشین ہے دیدہ زیب اور خوبصورت ہے اور دور دور سے غیر از جماعت لوگ اس کو دیکھنے کیلئے آتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی بیان کرنی ضروری سمجھتا ہوں کہ غیر احمدی ملاؤں نے یہ پروپیگنڈہ بھی کیا ہوا ہے کہ قادیان میں جنت دوزخ قادیانیوں نے بنا کے رکھا ہے اور وہاں حوریں بھی نظر آتی ہیں لیکن اب تک لاکھوں لوگ بہشتی مقبرہ کی زیارت کر کے گئے ہیں اور آئے دن مسلمان اور غیر مسلم دوست زیارت کیلئے آتے رہتے ہیں لیکن آج تک کسی نے بھی کسی حور کو نہیں دیکھا نہ کسی نے اس بات کا ذکر کیا کہ قادیان میں جنت دوزخ بنا ہوا ہے بلکہ اُن کا شک دور ہو جاتا ہے البتہ وہ یہ اقرار ضرور کرتے ہیں کہ ہندوستان میں قادیان کا مزار بہت صاف ستھرا اور خوبصورت ہے اکثر لوگ ہندوستان میں قبرستان جانے سے ڈرتے ہیں اور بہت کم لوگ دُعا کی غرض سے قبرستان میں جاتے ہیں لیکن اس کے برعکس قادیان میں یہ حال ہے کہ صبح سے لیکر شام تک لوگ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اس بہشتی مقبرہ کی زیارت کرتے ہیں۔

موصیان کرام توجہ فرمائیں

(۱) یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ وصیت کی توفیق ملنا اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فضل ہے۔ وصیت کیلئے دینداری، تقویٰ، پرہیز گاری، پاکیزگی اور قربانی کی جو شرائط سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں تحریر فرمائی ہیں ان کی پابندی ہر موصی کیلئے لازمی ہے۔

(۲)...... موصی صاحبان نے جو قربانی کا اقرار کیا ہے کہ وہ اپنی آمد کا کم از کم 1/10 حصہ اشاعت دین کے لئے ادا کریں گے اس میں کوتاہی نہیں ہونی چاہئے۔ ماہ بہ ماہ ادائیگی ہونا ضروری ہے۔

(۳)...... دینی حالت کی بہتری کے علاوہ مالی قربانی میں پورا اترنا بھی موصی کیلئے لازمی ہے اس لئے بقایا دار بالکل نہ ہونا چاہئے۔ چھ ماہ سے زائد بقایا ہونے پر وصیت منسوخ ہو سکتی ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی مجبوری سے بقایا ہو جائے تو اولین فرصت میں اس کے قسط وار ادا کرنے کیلئے مقامی مجلس عاملہ کی سفارش کے ساتھ مرکز سلسلہ سے مہلت لے لینی چاہئے۔

(۴)...... وصیت کیلئے جائیداد /معیار کی تعریف یہ ہے کہ جس جائیداد پر انسان کا گزارہ ہو سکے خواتین کیلئے ان کا حق مہر /زیور، بنیادی جائیداد کے طور پر قرار دیا گیا ہے۔ دستاویز کی رو سے جو موصی جائیداد کا حقیقی مالک قرار پائے گا اس سے حصہ جائیداد وصول کیا جائے گا۔

(۵)...... اسی طرح غیر منقولہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 ادا کرنا ضروری ہے اور حصہ جائیداد کی ادائیگی کے بعد بھی اس پر حصہ آمد بشرح چندہ عام کی ادائیگی لازمی ہوگی۔

(۶)...... ہر موصی کیلئے لازمی ہے کہ ہر مالی سال کے آخر پر فارم اقرار تصدیقی متعلقہ ادائیگیاں چندہ حصہ آمد (جدول ''ج'') (حسب نمونہ) پر کر کے دفتر وصیت قادیان کو بھجوائے جتنی جلدی ہو سکے یہ فارم بھجوا دیں اسکے بغیر حساب کا تعین نہیں ہو سکتا اس فارم کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ اقرار تصدیقی فارم متعلق ادائیگیاں (جدول ''ج'') نہ آنے کی صورت میں مجلس کار پرداز کو اختیار ہے کہ اگر مناسب سمجھے تو موصی کو بقایا دار قرار دے کر اس کی وصیت منسوخ کر دے۔

(۷)...... چھ ماہ یا اس سے زائد بقایا کی صورت میں اگر دفتر کی طرف سے وصیت منسوخ ہو جائے تو اس کی بحالی تب ہوگی کہ:

(۱) گزشتہ بقایا ادا کرے۔ (۲) عرصہ منسوخی وصیت کے دوران چندہ عام کی ادائیگی با قاعدگی سے کرتا رہا ہو۔

(۳) عرصہ منسوخی وصیت کے دوران ادا کردہ چندہ عام اور واجب الادا حصہ آمد کا فرق بھی ادا کرے۔

(۸)...... (الف) اگر آمد میں غیر معمولی کمی /بیشی ہو تو اس کی بھی اطلاع دے اور اس کے مطابق حصہ وصیت ادا کرے ورثہ میں ملنے والی جائیداد کا حصہ وصیت بھی ادا کرنا ضروری ہے۔

(ب) عموماً طلبا جیب خرچ پر وصیت کرتے ہیں۔ بعد میں ملازمت وغیرہ کے نتیجہ میں با قاعدہ آمد ہوتی ہے۔ اسی طرح غیر شادی شدہ بچیاں معمولی زیور و جیب خرچ پر وصیت کرتی ہیں۔ شادی کے بعد حق مہر اور زیور کا اضافہ ہوتا ہے ایسے سب موصیوں کیلئے ضروری ہے کہ آمدنی اور جائیداد میں اضافہ کے مطابق اپنا حصہ آمد و حصہ جائیداد ادا کریں۔

(۹)...... جائیداد کی قیمت کی تشخیص کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ موصی اپنی جائیداد کی تفصیل لکھ کر سیکرٹری مجلس کار پرداز قادیان کو بھجوا دے جو بعد کارروائی و فیصلہ صدر انجمن احمدیہ قادیان جائیداد کی مشخصہ قیمت سے اطلاع دیں گے مقررہ میعاد کے اندر حصہ جائیداد کی جزوی ادائیگی کی صورت میں اسی نسبت سے موصی کی جائیداد کا اتنا حصہ ادا شدہ متصور ہوگا اور بقایا حصہ جائیداد کیلئے اسے نئی تشخیص کروانی ہوگی۔

(۱۰)...... بعض صورتوں میں موصی کی وفات کے بعد ان کے ورثاء حصہ جائیداد کی فوری ادائیگی نہیں کرتے اور جس موصی کے ذمہ حصہ جائیداد یا حصہ آمد کا بقایا ہوگا وہ مکمل ادائیگی کے بغیر بہشتی مقبرہ /مقبرہ موصیان میں دفن نہ ہو سکے گا۔ اس لئے موصی کو یہ سہولت دی گئی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کی قیمت لگوا کر دو سال کے اندر حصہ جائیداد کی ادائیگی یکمشت یا بالاقساط کر سکتا ہے۔ لیکن اگر موصی کا رہائشی مکان ہو جس میں وہ خود رہائش رکھتا ہو یا (بعد وفات موصی) اس کے پسماندگان نے اس میں رہائش رکھی ہو اس کیلئے بعد تشخیص ادائیگی کی میعاد پانچ سال ہوگی۔ بشرطیکہ ہر سال 20% حصہ ادا کرے۔ موصیان کو جو یہ سہولت ہے کہ زندگی میں تشخیص کروا کر حصہ جائیداد ادا کر لیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے تا کہ وفات کے وقت تدفین کے سلسلہ میں دقت پیش نہ آئے۔

اگر کوئی موصی اپنی مجبوری کے ماتحت خود درخواست دے کر وصیت منسوخ کرائے اور بعد ازاں سابقہ وصیت بحال نہ کروا سکے تو اس کی نئی وصیت کی درخواست مجلس کار پرداز کے زیر غور آ سکتی ہے۔ ایسی صورت میں مذکورہ بالا میں (نمبر ۷ کی) شق (۳) کی پابندی لازمی نہ ہوگی۔ (سیکرٹری مجلس کار پرداز بہشتی مقبرہ قادیان)

● افسوس میری والدہ محترمہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں وفات پا گئیں ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوفہ بچوں کو قرآن کریم ساری عمر پڑھاتی رہیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علّیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ (فیض احمد درویش قادیان)

بہشتی مقبرہ انڈونیشیا

اخبار بدر کے خصوصی شمارہ ''وصیت نمبر'' کے لئے بہشتی مقبرہ انڈونیشیا کے بارہ میں مکرم محمد عزیز صاحب نے مکرم ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب لندن کے توسط سے بذریعہ چٹھی جو معلومات ہمیں فراہم کی ہیں وہ قارئین کی معلومات کے لئے شائع کی جا رہی ہیں (ادارہ)

مکرم و محترم ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب لندن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ آپ کو خیر و عافیت سے رکھے۔ آمین۔

آپ کا خط زیر ریفرنس T-4408/25-10-04 ملا جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ آپ نے یہاں کے بہشتی مقبرہ اور اس میں مدفون موصیان کے ایمان افروز واقعات کے بارے میں دریافت کیا ہے تا کہ اسے اخبار بدر کے خصوصی شمارہ میں شائع کیا جا سکے۔ آپ سے اس تعلق میں عرض ہے کہ:-

ہمارے ملک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے قطعہ موصیان قائم ہے اور 1996ء کو قائم ہوا۔ اس کی وسعت 2014 میٹر ہے اور اب تک 49 افراد مدفون ہیں۔ موصیان کے ایمان افروز اور قابل ذکر واقعات کے بارہ میں اس وقت مضمون تیار نہیں ہے۔ انشاء اللہ آئندہ کسی وقت تیار کر کے بھجوایا جائے گا۔ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام خاکسار

سید محمد عزیز احمد انڈونیشیا

نظامِ وصیّت میں شمولیت

(چودھری خورشید احمد پر بھاکر۔درویش قادیان)

خداتعالیٰ کی نعمتوں اور رحمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ''وصیت'' ہے جس کی بنیاد پر دنیا کے نظامِ نو کی تعمیر کی جارہی ہے اس بابرکت نظام میں مجھے ۱۹۳۶ء میں بعمر ۱۶/۱۷ سال شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔خوشا نصیب کہ تب سے متواتر ۶۸ سال سے اس نظام میں شمولیت کی توفیق ملتی چلی آرہی ہے۔

نوجوانی کی عمر میں تو یہ عقل وعلم نہ تھا کہ مصلح آخر زمان ،کلکی اوتار احمد علیہ السلام کی بعثت سے نظام وصیت کے ذریعہ ''نظام نو'' کا آغاز ہو چکا ہے مگر بعد کے مطالعہ اور شعور سے قدرے یہ امر سامنے آیا کہ دنیا کے مالی و اقتصادی نظام ہائے قدیمہ پر غالب آنے والا ایک نیا نظام نظامِ وصایا ہے جب یہ اپنی پختگی کے دور میں داخل ہوگا تو پھر یہی ایک نظام دنیا کی جملہ اقتصادی ضروریات کا متکفل و متحمل ہوگا انشاءاللہ

بیسویں صدی عیسوی کے آغاز سے دنیا میں مختلف افکار و فلاسفہ کا سیلاب اُمڈ آیا۔ جیسے مادیات و روحانیات مذہب اور سائنس سرمایہ داری اور کمیونزم وغیرہ سب نظریات اور فلاسفہ کے رنگ میں نمودار ہوئے یہ نظریات وافکار اسلام سے براہ راست متصادم تو نہیں ہوتے بلکہ علمی تحقیق اور استدلال سے انسان اور کائنات کی ایسی تشریح کرتے ہیں کہ جس میں خدا رسالت اور دھرم کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

۱۔ڈارون کا نظریہ ارتقا

۲۔میکڈونل کا نظریہ جبلت

۳۔میکاولی کا ڈھانچہ نیشنلزم

۴۔کارل مارکس کا نظریہ اشتراکیت یا کمیونزم

۵۔فرائڈ کا نظریہ لاشعور

دنیا کے ممالک حکومتوں کے اور اداروں کے بجٹ، پر نظر ڈالیے تو معلوم ہوگا کہ ہر ایک نے اپنے بجٹ میں ایک خاصی رقم ان نظریات کی تکمیل کیلئے مختص کر رکھی ہوتی ہے جیلوں اور افواج میں سگریٹ وغیرہ کی فراہمی حکومت کا فرض ہوتا ہے۔

بولشزم۔ فیسزم، نازی ازم۔ان سب کے اقتصادی و مالی اصول ایک جیسے تھے۔جن پر جبر کا تسلط تھا۔ یہ سب تحریکات مسئلہ اقتصاد کا حل نہ کرسکیں اور ناکام ہوکر نابود ہوگئیں کم وبیش ان سب تحریکات میں اندرون ملک تمام اموال کو تومیا لیا گیا۔جس کے نتیجے میں رعایا بے دست و پا ہوگئی۔اس کی تمام ہمدردیاں ان تحریکات سے ختم ہوگئیں۔

جاپان کا شنٹوازم ۔ بھارت کا ہندوتو مالی نظام۔ مغرب کا سرمایہ داری نظام وغیرہ یہ سارے نظام سرمایہ داری کے موید و معاون ہیں۔اور سودی کاروبار پر زیادہ انحصار رکھتے ہیں ان نظامہائے مروجہ کے نتیجے میں امیر دن بدن امیر ترین اور غریب دن بدن غریب ترین ہوتا جارہا ہے دولت چند ہاتھوں میں سمٹتی چلی آرہی ہے امرآء کی تعداد کم اور غربا کی تعداد بے تحاشا بڑھتی چلی جارہی ہے۔عام غربا کی زندگی اور موت امیروں کے ہاتھوں میں ہے۔امیروں کو دولت سے محبت اور غربا سے نفرت ہے۔اس طرح بحیثیت مجموعی ساری دنیا کا معاشرہ دوزخ بن رہا ہے۔

اسلام اور اقتصادیات

اسلام کے نزدیک انسانی پیدائش کی غرض وغایت صرف وصل الٰہی اور مقام عبودیت کا حصول ہے۔اس مقصد وحید کے حصول کیلئے مدنی الطبع انسان کی حیات مستعار کا تحفظ ضروری ہے جس کیلئے مسئلہ اقتصاد سامنے آتا ہے۔

اسلام کے نزدیک ہر وہ چیز جو'' خلق کل شئ فقدرہ تقدیرا ''(سورۃ الفرقان نمبر۳) کے تحت آتی ہے وہ دولت ہے اور وہ تمام مخلوقات کے مشترکہ مفاد کیلئے ہے۔(سورہ البقرہ نمبر۳۰) اور وہ دولت حاکم وقت کے پاس جو امین ہے بطور امانت محفوظ رکھی جاتی ہے۔

اموال میں فرد کی آزادی۔حریت اور امین حکومت کے دخل کے مناسب اختلاط کا نام اسلامی اقتصاد ہے جس میں ہر فرد بشر کی تمام جائز ضروریات کو عمدہ اعلیٰ اور کمال درجہ تک پورا کرنے کیلئے قواعد وضوابط موجود ہیں۔

اسلام نے مسلمانوں کو تحریص ،ترغیب سے تحریک کی ہے کہ وہ اپنے اموال جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کئے ہیں۔(سورہ نور۳۴) ان میں کچھ اپنے غریب و نادار بھائیوں پر بطور صدقہ خیرات ۔تحائف و مدد دیا کریں۔اور انہیں غربت سے نکالنے کی متواتر کوشش کرتے رہیں۔ کیونکہ امیروں کے اموال میں مانگ سکنے والوں کا اور نہ مانگ سکنے والوں کا حق ہے۔ایسا ہی مزدوروں اور ہنرمندوں کا بھی حق ہے اس طرح اسلام ساری دنیا کے معاشرہ کو جنت کی مثال بنانا چاہتا ہے جس کی بنیاد عالمگیر اخوت انسانی پر ہے۔

اموال کے امین وحکومت کو تقوی اختیار کرنے اور اموال کو عدل و انصاف سے تقسیم کرنے کا حکم ہے (البقرہ) جس میں عہدے اور منصب تک شامل ہیں۔

اسلام نے مسلم رعایا پر ''زکوۃ'' نام سے اڑھائی فیصدی شرح سے معمولی سا ٹیکس لگایا۔جو صرف متمول اور امیر سرمایہ داروں تک محدود ہے اس میں استثنا رکھے گئے ہیں۔مثلاً زیورات جن پر زکوۃ عائد ہوتی ہے یا نقدی۔اگر صاحب نصاب زکوۃ سال بھر میں ایک بار بھی وہ زیورات ونقدی کسی غریب حاجتمند کو بطور قرضہ حسنہ دے دیتا ہے یا زیورات غریب عورت و لڑکی کو شادی وغیرہ مواقع پر استعمال کیلئے دے دیتا ہے تو وہ اموال و زیورات زکوۃ سے مستثنیٰ ہوں گے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ معاشرہ میں اعتماد اخوت اور جذبات تشکر پیدا ہوں گے اور غرباء احساسِ کمتری میں بھی مبتلا نہ ہوں گے۔

اسلام نے وصیت کا نظام بھی جاری فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ عشر جزیہ خمس ۔فطرانہ ٹیکس بھی لگائے ہیں۔وفات پر وراثت کے تقسیم کے وقت حاضر الوقت غربا کو عطیہ دینے فصل کی آمد کے وقت غربا کو کچھ نہ کچھ دینے ۔دعوتوں ۔شادیوں ۔تعمیرات ۔اسفار وغیرہ ہر نئے موقعہ پر غربا کو دان دینے کی ترغیب دی گئی ہے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں اور خلفائے عظام کے دور حیات میں ہنگامی ضروریات طوعی تحریک چندہ سے پوری ہو جایا کرتی تھیں پس حکومتی اموال اور طوعی چندہ جات سے اس زمانہ کی ضروریات پوری ہو جایا کرتی تھیں۔

نظام نو کی ضرورت

بیسویں صدی عیسوی میں دنیا کی آبادی کے گنجان ہونے اور انسانی ضروریات کے بڑھنے کے باعث ایک نئے منظم اقتصادی نظام کی اشد ضرورت پیش آئی ۔ پرانے باطل فلسفے ونظریات اور مالی و اقتصادی نظام بنتے اور بگڑتے رہے۔ وہ انسانی معاشرے کی ضروریات کو پورا نہ کرسکے۔اس لئے وہ ناکام ہوکر نابود ہوگئے۔

احمدیت کا نظام وصیت

بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ مصلح آخرزمان وکلکی اوتار احمد علیہ السلام نے بیسویں صدی کے آغاز ۱۹۰۵ء میں باذنِ الٰہی نظام وصیت کو نئے رنگ میں منظم طریق پر جاری فرمایا۔یہ نظام ملکی اور جغرافیائی حدود وقیود سے بالا اور آفاقی ہے اس کا دائرہ ساری دنیا ہے اس نظام میں شمولیت بلا لحاظ شرقی وغربی گورے کالے غرباء اُمرآء کیلئے جائز ہے۔

نظام وصیت کے دو پہلو ہیں۔

ایک مذہبی وروحانی:

دوسرا مالی و اقتصادی:۔ان دونوں کی کامل تکمیل دنیا کے آئندہ نظامِ نو کی تکمیل ہے۔

مالی واقتصادی نظام

حضرت بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ نظامِ وصیت کے مالی پہلو کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

''چونکہ اس قبرستان کیلئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ بہشتی مقبرہ ہے...... یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔

''شرط نمبر۲ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ 1/10 اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا...... اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے''۔

''یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی۔اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن وکتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کیلئے حسب ہدایت مذکورہ بالا خرچ کریں گے''

الوصیت صفحہ۲۲۔۲۰دسمبر۱۹۰۵ء

اموال کی فراہمی ۔انذار وتبشیر

رسالہ الوصیت کا مطالعہ کرنے سے نظام الوصیت کا ایک تشویشناک پہلو سامنے آتا ہے جس پر افراد جماعت نے سنجیدگی سے غور نہیں کیا۔اور نہ ہی عمل وہ نظام وصیت سے ۔(جو نظام نو کا پیش خیمہ ہے اس خیمہ پناہ گاہ سے)باہر ہیں۔نظام وصیت سے باہر جماعت احمدیہ کے دو طبقے ہیں اول صاحب علم طبقہ جو عالمگیر نظام وصیت اور نظامِ نو پر غور کررہا ہے۔

دوئم عوام احمدیوں کا طبقہ:۔یہ بذاتِ خود مخلصین کا گروہ ہے جو ہمیشہ احمدیت اور خلفاء احمدیت کے حکموں پر لبیک کہتا چلا آرہا ہے لیکن انہیں نظامِ وصیت کی اہمیت اس کے شیریں ثمرات کے بارے میں موثر رنگ میں حضور علیہ السلام کا پیغام نہیں پہنچایا گیا۔

انذار: حضرت امام مہدی کلکی اوتار احمد علیہ السلام نے احباب جماعت احمدیہ کو انذار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

''قرآن مجید میں مومنوں سے امتحان لئے جانے کے تعلق سے خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ احسب الناس ... لا یفتنون کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ان کے صرف یہ کہہ دینے سے کہ وہ ایمان لے آئے ہیں انہیں بغیر ان کا امتحان لئے یونہی چھوڑ دیا جائے گا''

''خداتعالیٰ کے کام ہیں بلاشبہ اُس نے ارادہ کیا ہے کہ اس نظام وصیت کے ذریعہ منافق اور مومن میں تمیز کرے''

''وہ خدا ہر زمانہ میں یہ چاہتا ہے کہ خبیث اور طیب میں فرق کرکے دکھلاوے۔اس لئے اس نے اب بھی ایسا ہی کیا...... بے شک یہ انتظام (وصیت) منافقوں پر بہت بہت گراں گذرے گا اور اس سے ان کی پردہ دری ہوگی''

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کرکے اس حکم (وصیت) کو ٹالا وہ عذاب (موت) کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش میں تمام جائیداد کیا منقولہ کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دے دیتا۔تاعذاب سے بچ جاتا''

باقی صفحہ (37) پر ملاحظہ فرمائیں

نظام وصیت اور درویشان قادیان

(از چوہدری بدرالدین عامل بھٹہ درویش قادیان)

۱۶؍نومبر ۱۹۴۷ء کو قادیان سے ہجرت کر کے جانے والوں کا آخری کنوائے چلا گیا اور اپنے سروں کا نقد نذرانہ لئے ہوئے ۳۱۳ افراد مسیح پاک کے آستانہ پر آویزاں الدار میں مقیم ہوئے اور ہر ایک کو پیش آمدہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ یقین تھا کہ ہمیں جام شہادت نوش کرنا ہے اور ہر ایک اپنے پورے عزم کے ساتھ اس مقدس عہد وفا کو پورا کر گزرنے کیلئے تیار بر تیار تھا لازمی طور پر یہ امر ہر ایک جانتا تھا کہ جب ہم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الدار کو آباد رکھنے کی قسم کھائی ہے تو کیا ہم مر کر اس عہد سے الگ ہو جائیں گے کہ ہمارا آقا جس مقدس قبرستان میں محو خواب ہے ہم مر کر کسی اور قبرستان کو آباد کرنے والے ہوں۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اس خیال کے آتے ہی یہ سوال سامنے آیا کہ درویشان کو فوراً وصیت کرنی چاہئے۔

جو درویش قادیان میں قیام پذیر ہوئے تھے ان میں غالب اکثریت نوجوانوں کی تھی۔ اور جب وصیت کے نظام سے منسلک افراد کا جائزہ لیا گیا تو ۲۶؍۱۲۵ افراد ہی موصی تھے باقی تمام افراد کی وصیت ہونا باقی تھی۔ لہٰذا درویشان میں تحریک کی گئی اور چند یوم میں ہی سب درویش نظام وصیت میں پروئے گئے۔ ان وصایا کا معائنہ کیا جائے تو نظر آئے گا کہ درویش وصیت کر رہا ہے جس کی نہ کوئی زرعی زمین ہے اور نہ کوئی مکان اور نہ کوئی نقد اثاثہ کل آمد -/۵ روپے ماہوار جو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے متفرق اخراجات حجامت صابن اور اسی قسم کے معمولی ضروریات کیلئے دیئے جاتے تھے اور یہ ناکافی ہوتے تھے پھر بھی اس میں سے گنجائش نکال کر آٹھ آنہ ماہوار (نصف روپیہ) چندہ حصہ آمد ادا کرتے ہوئے وصایا کی گئیں اور ہر ایک نے پورے ذوق و شوق سے وصیت کی۔ الحمدللہ۔

یہ خدا تعالیٰ کا فضل و احسان تھا کہ بروقت یہ بات سوجھ گئی۔ اور وقت پر اس پر عمل بھی کر لیا گیا اور اس قدر جلدی اس تحریک پر عمل ہونے کا ایک باعث یہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی بھائی کا وقت مقدر آن دستک دے اور وہ وصیت کے نظام سے باہر ہو۔ ۱۹۴۸ء کے ماہ اپریل میں ہی یہ خدشہ درست ثابت ہوا جبکہ ہمارے ایک درویش بھائی مکرم حافظ نورالٰہی صاحب ولد مکرم حافظ محمد عارف صاحب صرف چند یوم بیمار رہ کر ہر طرح کے علاج معالجہ اور چارہ سازی کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کی طرف اڑان بھر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اس طرح ہم نے دور درویشی کے پانچویں ماہ ایک درویش کو بہشتی مقبرہ کی مقدس زمین میں سلا دیا اللہ تعالیٰ آپ کو بلند درجات سے نوازے اور آپ کی اولاد کو اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور ان کا مستقبل روشن اور تابناک بنائے۔

مکرم حافظ نورالٰہی صاحب نے درویشی میں وفات یافتگان میں اوّل نمبر حاصل کیا اور پھر ماہ مئی ۱۹۴۹ء میں مکرم بابا شیر محمد صاحب ولد دِتہ خان صاحب نے دوسرا اور پھر ایک نوخیز نوجوان عزیز سلطان احمد صاحب ولد محمد بخش صاحب نے۔ آپ نہایت خوب رو نوجوان تھے والدین نے شادی سے قبل ہی خدمت مرکز کیلئے قادیان بھجوا دیا تھا۔ ابتداء درویشی میں عبادات کی کثرت تہجد کے التزام کے ساتھ ساتھ نفلی روزے بھی درویشان کثرت سے رکھتے تھے عموماً ایک ہفتہ میں دو نفلی روزے رکھنا تو گویا ایک معمول کی حد تک رائج تھا۔ اس سال رمضان کے روزے ماہ جولائی میں آئے تھے اور اگست کے پہلے ہفتہ میں ماہ شوال کے چھ روزے بھی رکھے تھے اور پھر ۲۷؍اگست ۱۹۴۹ء کو نفلی روزہ رکھا ہوا تھا اور اس روز سخت گرمی بھی تھی روزہ افطار کرتے ہوئے پانی زیادہ پیا گیا جو پیٹ درد کا باعث بنا ہر ممکن کوشش علاج معالجہ کیلئے کی گئی مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ مورخہ ۲۸؍اور ۲۹؍اگست کی درمیانی رات نصف شب کے بعد اس عزیز نے جانِ شیریں جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس طرح اس عزیز نے خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے والوں میں تیسرا نمبر حاصل کیا اللہ تعالیٰ انہیں اپنے حضور بلند درجات سے نوازے۔ پانچویں درویش مکرم مجید احمد صاحب ڈرائیور ہوئے۔ چوتھے نمبر پر مکرم مولوی اللہ بخش صاحب تھے جنہیں بغرض تبلیغ و تربیت یو پی کی ایک جماعت انیٹھ میں متعین کیا گیا تھا آپ نے دیکھا کہ ایک تالاب میں دو کم سن بچے ڈوب رہے ہیں اور چند لوگ کنارے پر کھڑے شور مچا رہے ہیں بچاؤ بچاؤ۔ مولوی صاحب یہ نظارہ دیکھ کر بچوں کو بچانے کیلئے تالاب میں کود پڑے اور بچوں کو بچا لیا مگر خود اپنے آپ کو نہ بچا سکے اور ڈوب کر رضائے الٰہی کو پا لیا آپ کا مزار موضع انیٹھ میں بنا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون یہ سب درویشان موصی تھے اللہ تعالیٰ انہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعائیں جو آپ نے وصیت کرنے والوں اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والوں کیلئے کیں کا وارث بنائے۔ آمین۔

الحمدللہ کہ تمام درویشان کرام نے الا ماشاء اللہ وصیت کے مبارک نظام میں حصہ لیا ہے اس طرح ان کی ازواج نے بھی بڑھ چڑھ کر اس مبارک نظام میں شمولیت اختیار کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے ۱۹۹۴ء میں بہشتی مقبرہ میں درویشان کرام کیلئے الگ سے قطعہ مخصوص کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کی نہایت نامساعد حالات میں دی گئی ان قربانیوں کو اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ آمین۔

بہشتی مقبرہ کے گردا گرد کوئی دیوار نہیں تھی صرف مزار مبارک سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خاندان کے گرد چھوٹی چاردیواری جو اب بھی موجود ہے تھی بہشتی مقبرہ کے تحفظ کی خاطر نومبر 47ء میں ہی حفاظتی دیوار بنانا شروع کی گئی یہ حفاظتی دیوار جنوب کی طرف سے شروع کی گئی جنوبی دیوار کی موٹائی 5 فٹ اور اونچائی بہشتی مقبرہ کی اندر کی طرف 6 فٹ اور باہر کی طرف سے ساڑھے آٹھ فٹ تھی کیونکہ بہشتی مقبرہ کا بیرونی حصہ اندرون کی نسبت نشیبی تھا۔ اس طرح پھر جب مشرقی جانب کی دیوار بنانا شروع کی چونکہ مٹی دور سے لانا پڑتی تھی اس کی موٹائی 2 فٹ تھی اور اونچائی اتنی ہی رکھی گئی۔ مغربی جانب کی دیوار کو سیدنا حضرت مسیح موعود کے مکان سے جو بڑے باغ سے ملحق ہے کے ساتھ ملا دیا گیا۔ اس کی موٹائی بھی دو فٹ اور اونچائی باقی دیواروں کے برابر ہی رکھی گئی تھی۔ ایک محتاط انداز کے مطابق ان دیواروں کے بنانے میں 6 لاکھ کیوبک فٹ مٹی استعمال ہوئی اس کے لئے مٹی جنوبی کھیتوں سے بلامعاوضہ کھود کر حاصل کی گئی اور یہ سارا کام درویشوں نے ایک پیسہ خرچ کئے بغیر صرف اپنی محنت سے انجام دیا تھا۔ نیز دیوار کے جنوب مشرقی اور جنوب مغربی کونوں پر ایک ایک دو منزلہ کمرہ بھی تعمیر کئے گئے۔ جس میں پہرہ دار درویشان رہائش رکھتے تھے اور انکی چھتوں پر رات کو پہرہ دے کر نگرانی کا فرض ادا کرتے تھے۔ بہشتی مقبرہ کو اندر جانے کے لئے گیٹ کی مشرقی دیوار میں اب بھی نشان موجود ہے۔ یہ گیٹ درویشی سے قبل موجود تھا دیوار نہیں تھی دیوار کی جگہ تھوہر کی باڑ لگی ہوئی تھی دیوار کی تکمیل کے بعد آج کل جہاں نذیر احمد صاحب ٹیلر کا مکان ہے اس کے سامنے بہشتی مقبرہ میں داخل ہونے کے لئے ایک راستہ بنایا گیا تھا یہ رستہ مغرب کی طرف آ کر اور گھوم کر فوارہ والی جگہ تک آتا تھا۔

مزار مبارک والی چاردیواری کے شمال مشرقی کونہ پر بھی ایک دو منزلہ کمرہ برائے پہرے داران تعمیر کیا گیا تھا باقی حصہ بڑے باغ کی طرف کھلا تھا۔ ادھر سے ہر وقت آمد و رفت ہو سکتی تھی اس طرف سے متعدد غیر مسلم مہاجرین نے دخل اندازی کی کئی دفعہ کوشش کی جو وقت پر ضروری اقدام کر کے ناکام بنا دی گئی۔ کم و بیش 15 سال گزر جانے کے بعد یہ کچی دیوار بارشوں کی کثرت کی وجہ سے جگہ جگہ سے ٹوٹنا شروع ہو گئی تھی اس پر صدر انجمن احمدیہ نے سیدنا حضور خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی اجازت سے جماعت میں تحریک کر کے پختہ چاردیواری بنانے کا پروگرام بنایا اور قریب 10 سال میں موجودہ چاردیواری تکمیل پذیر ہوئی۔ اس میں تمام درویشوں نے حسب توفیق چندہ دیا لیکن بابا خدا بخش ولد میاں گاگو صاحب نے اپنی ساری زندگی کی کمائی اس مد میں دے دی۔ انہوں نے یہ رقم 47 سے قبل تھوڑی تھوڑی کر کے حج پر جانے کے لئے جمع کی تھی لیکن وہ جانہ سکے آخری عمر میں کمزور ہو گئے تھے اس لئے اپنی پوری جمع شدہ پونجی تعمیر دیواری کیلئے پیش کر دی۔

باغ جنازہ گاہ کے گردا گرد اور جنوب کی طرف سیدنا حضرت مسیح موعود کے باغ کی سیدھ تک آموں کا پرانا باغ عرصہ سے موجود تھا اور اس کے درخت اپنی عمر پوری کر چکے تھے محض برائے نام ہی پھل لگتا تھا اس لئے اس باغ کو کاٹ کر زمانہ درویشی میں نیا قلمی آموں کا باغ لگایا گیا جو خدا کے فضل سے اب پھل دے رہا ہے۔ بہشتی مقبرہ کے اندر حصہ قبور میں بھی آم امرود اور کچنار وغیرہ کے پھلدار درخت موجود تھے ان درختوں کی وجہ سے ان کی جڑیں قبروں کے نیچے پھیل جاتیں اور کتبہ جات گرنے لگتے تھے اس لئے ان درختوں کو بھی کٹوا دیا گیا۔ حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانیؓ 11 مئی 48ء کو قادیان آئے اور آپ کے آنے کے بعد جب آپ کے داماد مرزا برکت علی صاحب جو اوورسیر تھے اور ایران میں ملازمت کرتے تھے قادیان آئے ان کی آمد پر قادیان کے مقامات مقدسہ کے نقشہ جات اور ان کے زمین دوز نشانات لگائے گئے تو اس وقت حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانیؓ نے یہ پوائنٹ اٹھایا کہ جنازہ گاہ اور ظہور قدرت ثانیہ کی نشاندہی ہونی چاہئے تو انہوں نے خود اس کی تعیین کی اور دیگر صحابہ نے بھی اس کی تصدیق کی تو اس کو موجودہ صورت میں بنا دیا گیا اس کے لئے حضرت بھائی جی نے خود تعمیر میں بڑا حصہ ڈالا اور بعض درویشان بھی اس میں شامل ہوئے۔

بہشتی مقبرہ میں پانی وغیرہ کی فراہمی کے لئے ایک کنواں ابتدا سے ہی بنوایا گیا تھا اس میں بیل جوت کر پانی حاصل کیا جاتا تھا بہشتی مقبرہ کی کچی چاردیواری کے لئے بھی اسی طرح پانی حاصل کیا گیا بعد میں جب بجلی کی فراوانی ہو گئی تو اسی کنویں میں ٹیوب ویل لگایا اور ٹینکی بنوائی گئی اور اس کی خوبصورتی

باقی صفحہ (33) پر ملاحظہ فرمائیں

بہشتی مقبرہ ربوہ = مختصر تاریخ

الٰہی پیشگوئیوں کے مطابق سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے اگست ۱۹۴۷ء کو قادیان سے ہجرت فرمائی آپ پہلے پہل لاہور میں مقیم ہوئے پھر چنیوٹ کے نزدیک ستمبر ۱۹۴۸ء میں ایک زمین خریدی جہاں دار الہجرت ربوہ آباد ہوا۔ حضور رضی اللہ عنہ نے ربوہ میں قادیان کی طرح تمام جماعتی ادارے شروع فرمائے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق کہ قادیان کے بہشتی مقبرہ کی شاخیں اور ملکوں میں بھی پھیلائی جائیں ربوہ میں بھی بہشتی مقبرہ بنایا چنانچہ ۱۹۴۹ء میں بہشتی مقبرہ ربوہ میں پہلی تدفین مکرمہ فاطمہ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری برکت علی صاحب وکیل المال تحریک جدید کی ہوئی اس طرح بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہی سب سے پہلے موصی حضرت بابا حسن محمد صاحب (ولادت ۱۸۷۰ء۔ بیعت ۱۸۹۷) آف اوجلہ ضلع امرتسر بھی مدفون ہیں حضرت بابا حسن محمد صاحب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور آپ کو سب سے پہلے وصیت کرنے کی توفیق ملی ان کا وصیت نمبر ا درج ہے آپ کی وفات ۲۰ رجولائی ۱۹۵۰ء کو ہوئی اور آپ بھی بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہیں۔ حضرت مولوی رحمت علی صاحب سابق مبلغ انڈونیشیا آپ کے فرزند تھے۔ آپ کی وفات ۲۷ راپریل ۱۹۴۹ء کو ہوئی بعد میں یہاں صحابہ حضرت مسیح موعودؑ جو بہشتی مقبرہ کے قیام سے پہلے وفات پاگئے تھے اور امانتاً دفن تھے ان کی تدفین کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔ چھوٹی چار دیواری والے قطعہ کا قیام حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہ کی وفات پر ۱۹۵۲ء کے بعد شروع ہوا اور اس کے اردگرد قطعہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بنایا گیا۔ جس میں سینکڑوں صحابی مدفون ہیں قطعہ صحابہ کے ساتھ قطعہ خاص بھی ہے جس میں سلسلہ کے نامور اور چوٹی کے علماء اور مربیان اور دیگر اہم شخصیات دفن ہیں۔

۹۹ کنال رقبے پر مشتمل بہشتی مقبرہ ربوہ میں تقریباً نو ہزار موصیان کی قبریں ہیں۔

چار دیواری میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو خلفاء حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے مزار بھی ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کی مبشر اولاد کے پانچوں افراد یہاں دفن ہیں اور دوسرے بزرگان جو خاندان حضرت مسیح موعود سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی دفن ہیں۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بھی چار دیواری میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔

روحانی تسکین کے ساتھ ساتھ حسن ترتیب اور ظاہری خوبصورتی کے لحاظ سے بھی بہشتی مقبرہ ربوہ زیارت مرکز پر آنے والے افراد کیلئے اہم مقام ہے۔

بیرون ممالک کے موصیان

بیرون ممالک میں موصیان کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ۱۹۹۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیرونی ممالک میں مقبرہ موصیان بنانے کی ہدایت فرمائی چنانچہ بیشتر ممالک میں مقبرہ موصیان قائم ہو چکے ہیں۔

یادگاری کتبے

جو موصی بیرونی ممالک میں وفات پاتے ہیں ان میں سے پاکستانی شہریت یا پاکستانی نژاد موصیان کے یادگاری کتبات بہشتی مقبرہ ربوہ میں لگائے جاتے ہیں۔ جب کہ دیگر اقوام کے موصیان کے یادگاری کتبات بہشتی مقبرہ قادیان میں نصب کیے جاتے ہیں۔ پاکستان میں بھی جو موصیان کسی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں دفن نہیں ہو سکے ان کے یادگاری کتبات بہشتی مقبرہ ربوہ میں ان کی قربانی کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

ایک یادگاری تحریر

حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ (زوجہ مطہرہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام) کے مزار کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی درج ذیل نصیحت آویزاں ہے۔

"جماعت کو نصیحت ہے کہ جب بھی ان کو توفیق ملے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا اور دوسرے اہل بیعت کی نعشوں کو بہشتی مقبرہ قادیان میں لے جا کر دفن کریں چونکہ مقبرہ بہشتی کا قیام اللہ تعالیٰ کے الہام سے ہوا ہے اسی میں حضرت ام المومنینؓ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دفن کرنے کی پیشگوئی ہے اس لئے یہ بات فرض کے طور پر ہے۔ جماعت کو اسے کبھی نہیں بھولنا چاہئے۔"

(بحوالہ کتاب ربوہ دار الہجرت مؤلفہ۔ کیپٹن ملک خادم حسین صاحب مطبوعہ بار دوم ۱۹۶۲ء وصفحہ ۱۱۹)

وصیّت کرو

وصیت ہے اک آسمانی نظام
یہ جنت کے پانے کا ہے انتظام
چلے آؤ اس کی طرف دوستو!
ندا دے رہا ہے امامِ ہُمام
وصیت کرو تم وصیت کرو
ہر اِک کو یہی اب نصیحت کرو

یہ ہے قربِ مولیٰ کا اِک راستہ
غفران و رحمت کا یہ واسطہ
عمل کو ملے اس کے دم سے جِلا
دلوں میں اترتا ہے نورِ خدا
وصیت کرو تم وصیت کرو
ہر اِک کو یہی اب نصیحت کرو

مسیحِ زماں کو بشارت ملی
وحی سے عطا یہ نشانی ہوئی
خدا کا ہے کیسا یہ فضل و کرم
کلید اس کی جنت کی ہاتھ آگئی
وصیت کرو تم وصیت کرو
ہر اِک کو یہی اب نصیحت کرو

نہ گھبرائیں اس کی شرائط سے ہم
مٹا دے گا مولیٰ سبھی ہم و غم
نہائیں گے ہم برکتوں میں سدا
شب و روز برسے گا ابرِ کرم
وصیت کرو تم وصیت کرو
ہر اک کو یہی اب نصیحت کرو

(عطاء المجیب راشد لندن)

ہر خیر طلب کرنے اور شر سے بچنے کی ایک جامع دعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ۔ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ۔ (ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ! ہم تجھ سے وہ تمام خیر و بھلائی مانگتے ہیں جو تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے مانگی اور ہم تجھ سے ان باتوں سے پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ چاہی۔ تُو ہی ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ پس تیرے تک دعا کا پہنچانا لازم ہے۔

اگر انصار توجہ دیں تو ہر گھر میں باقاعدہ قرآن کریم پڑھنے اور سمجھنے کی کلاسیں لگ سکتی ہیں

(ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نصرہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز از خطبہ جمعہ ۲۴ ستمبر ۲۰۰۴ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۴ ستمبر ۲۰۰۴ء کے خطبہ جمعہ میں تمام افراد جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

☆ -ایک مومن انسان تقویٰ کی راہوں پر چلنے والا خوا ہشمند انسان قرآن کریم کو پڑھے گا، سمجھے گا، اور غور کرے گا، اور اس پر عمل کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ وہ اس ذریعہ سے ہدایت کے راستے بھی پاتا چلا جائے گا۔ اور تقویٰ پر بھی قائم ہوتا چلا جائے گا۔ تقویٰ میں ترقی کرتا چلا جائے گا، اور قرآن کریم کی ہدایت تمہیں دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب کرے گی۔ تم اللہ تعالیٰ کی رضاء اور پیار کو بھی پانے والے ہو گے۔

☆ -ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے کہ یہ صرف دعویٰ تو نہیں، اور دیکھے کہ وہ حقیقت میں قرآن کو عزت دیتا ہے؟ کیونکہ اب آسمان پر وہی عزت پائے گا جو قرآن کو عزت دے گا۔

☆ -دنیا کے کاموں کیلئے تو وقت ہوتا ہے، لیکن سمجھنا تو ایک طرف رہا، اتنا بھی وقت نہیں ہوتا کہ ایک دو رکوع تلاوت ہی کر سکیں۔

☆ -ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھیں اور اس کی تلاوت کی طرف توجہ دیں، پھر ترجمہ پڑھیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر پڑھیں۔

☆ -اگر ہم قرآن کریم کو اس طرح نہیں پڑھتے تو فکر کرنی چاہئے اور ہر ایک کو اپنے بارے میں سوچنا چاہئے، کہ وہ احمدی کہلانے کے بعد ان باتوں پر عمل نہ کر کے وہ احمدیت سے دور تو نہیں جا رہا۔

☆ -ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے ہمیں جو کچھ ملنا ہے، قرآن کریم کی برکت سے ملنا ہے۔

☆ -پس بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں، اور خود بھی پڑھیں، ہر گھر سے تلاوت کی آواز آنی چاہئے، پھر ترجمہ پڑھنے کی بھی کوششیں کریں، اور سب ذیلی تنظیموں کو اس سلسلے میں کوشش کرنی چاہئے، خاص طور پر انصار اللہ کو۔ کیونکہ میرے خیال میں خلافت ثالثہ کے دور میں اُن کے ذمہ یہ کام لگایا گیا تھا، اسی لئے اُن کے یہاں ایک قیادت اس کیلئے ہے جو "تعلیم القرآن" کہلاتی ہے۔ اگر انصار پوری توجہ دیں تو ہر گھر میں باقاعدہ قرآن کریم پڑھنے اور سمجھنے کی کلاسیں لگ سکتی ہیں۔

☆ -قرآن کریم میں آیا ہے کہ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ○ (الفرقان ۳۱-۲۵) اور رسول کہے گا اے میرے رب یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔ پس احمدیوں کو ہمیشہ فکر کرنی چاہئے۔ کیونکہ ماحول کا بھی اثر ہو جاتا ہے، دنیاداری بھی غالب آ جاتی ہے، کوئی احمدی کبھی بھی ایسا نہ رہے، جو کہ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت نہ کرتا ہو۔ کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو اُس کے احکام پر عمل نہ کرتا ہو۔ اللہ نہ کرے کہ کبھی کوئی احمدی اس آیت کے نیچے آ جائے کہ اس نے قرآن کریم کو متروک "چھوڑ دیا ہو" پس اس کیلئے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جو کمیاں ہیں ہر ایک کو اپنا اپنا جائزہ لینا چاہئے۔ ہمارے اندر کوئی کمی تو نہیں۔ ہم نے قرآن کریم کو چھوڑ تو نہیں دیا؟ تلاوت باقاعدگی سے ہو رہی ہے یا نہیں ترجمہ پڑھنے کی کوششیں ہو رہی ہیں یا کہ نہیں تفسیر سمجھنے کی کوششیں ہو رہی ہیں یا کہ نہیں۔

☆ -اپنے آپ کو اپنی نسلوں کو بچانے کیلئے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف توجہ دیں۔ اس کو پڑھیں۔ اس کی تلاوت کریں۔ اس کے مطالب کی طرف بھی توجہ دیں۔

☆ -جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ انصار اللہ کے ذمہ خلافت ثالثہ میں یہ لگایا گیا تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کریں۔ قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ دیں۔ گھروں کو بھی اس نور سے منور کریں۔ لیکن ابھی بھی جہاں تک میرا اندازہ ہے انصار میں بھی سو فیصد قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرنے والے نہیں ہیں۔ اگر جائزہ لیں تو یہی صورت حال سامنے آئے گی۔ اور پھر یہ ہے کہ اس کا ترجمہ پڑھنے والے ہوں۔ آج انصار اللہ کا اجتماع بھی شروع ہو رہا ہے۔ یہ بھی اُن کے پروگرام میں ہونا چاہئے کہ اپنے گھروں میں خود بھی پڑھیں اور اپنی بیوی بچوں کی بھی نگرانی کریں۔ کہ وہ بھی اس پر عمل کرنے والے ہوں۔

نظارت تعلیم القرآن وقف عارضی سیدنا حضرت امیر المومنین نصرہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں تمام احمدی بھائیوں سے گزارش کرتی ہے کہ وہ خود بھی قرآن مجید پڑھیں اور اپنے افراد خاندان کو بھی پڑھائیں اور قرآن مجید دوسروں کو پڑھانے کیلئے کم از کم اپنے دو ہفتے "وقف عارضی پروگرام" کے تحت وقف کریں۔ کیوں کہ قرآن مجید پڑھانا بہت ثواب کا کام ہے۔ شاید یہی نجات کا ذریعہ بن جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۴ء کے خطبہ جمعہ میں رمضان المبارک میں درس القرآن سننے کی تاکید فرمائی ہے۔ لہٰذا اگر آپ کی جماعت میں روزانہ درس القرآن کا انتظام نہیں ہے۔ تو اس کا فوراً انتظام فرمانے کی درخواست ہے۔ درس کا طریق یہ ہے کہ اپنے حالات کے مطابق پہلے کچھ حصہ

بقیہ صفحہ: 31

کے لئے ایک فوارہ مکرم رحمت اللہ خان صاحب (صدر جماعت دہلی) نے تحفۃً پیش کیا اس ٹنکی اور فوارے کی تنصیب کے ساتھ ساتھ بہشتی مقبرہ میں جانے کا رستہ جو پہلے نذیر صاحب ٹیلر کے رہائشی مکان کے شمالی کونے کے سامنے اندر جانے کے لئے بنایا گیا تھا اسے تبدیل کر کے موجودہ شکل بنائی گئی۔ اب یہ رستہ محلہ ناصر آباد کی مسجد سے آنے والی گلی کے سامنے سیدھا جنازہ گاہ تک جاتا ہے داخلے کے لئے خوبصورت گیٹ بنایا گیا ہے اور درمیان میں ایک چوک کی شکل میں موڑ دے کر مزار مبارک تک لے جایا گیا۔ اسی رستہ کے درمیان میں بہشتی مقبرہ کی حدود میں داخل ہوتے ہی فوارہ لگا ہوا ہے۔

1934ء تک بہشتی مقبرہ میں چھوٹی چار دیواری بھی نہیں تھی البتہ پہرہ دینے کے لئے قطعہ 3 کے مغربی جانب ایک کمرہ موجود تھا جس میں پہرہ داران ہر وقت پہرہ پر حاضر رہتے۔ جب احرار نے اس وقت اس قسم کے اعلانات کئے کہ ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے بہشتی مقبرہ کی بے حرمتی کریں گے اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد پر چھوٹی چار دیواری (مزار مبارک والی) بنائی گئی جس میں حضور اقدس اور خاندان کے افراد شامل کئے گئے بعد میں 1944ء میں جب حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ (ام طاہر) کی وفات ہوئی اور حضرت مصلح موعودؓ ان کے مزار پر 40 دن لگا تار دعا کے لئے جاتے رہے تو آپ نے محسوس کیا کہ حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ جو بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والے پہلے فرد تھے کی قبر اس چھوٹی چار دیواری کے باہر ہے تب حضور نے اس چار دیواری کی توسیع کا ارشاد فرمایا کہ اس حد تک توسیع کی جائے کہ حضرت مولوی صاحب کی قبر جس قطعہ میں ہے وہ چار دیواری میں آ جائے اس وقت توسیع کی گئی تو 2/3 حصہ مزید شامل کیا گیا جو اس وقت سے اب تک اسی صورت پر قائم ہے۔

بہشتی مقبرہ میں اس وقت 1625 سے زائد قبریں اور 130 سے زائد یادگاری کتبہ جات نصب ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دور خلافت میں سن 1990ء کے قریب جنوب مغربی جانب مزید توسیع کی گئی اس وقت کل ایریا باغ اور قبرستان کا 16 ایکڑ ہے۔ حصہ قبور ساڑھے چار ایکڑ ہے اور باغ کا ایریا ساڑھے گیارہ ایکڑ ہے۔ چار دیواری کا گیٹ بند رہتا ہے اور ضرورت پڑنے پر ہی کھولا جاتا ہے اور چوبیس گھنٹے پہرہ رہتا ہے۔ سال بھر قبروں اور بہشتی مقبرہ کی زیبائش و تزئین کا انتظام کیا جاتا ہے اور دنیا بھر سے لوگ سارا سال زیارت کے لئے تشریف لاتے رہتے ہیں۔ ☆☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

☆..... قرآن کریم ایک ایسی غذا کی مانند ہے جو ہر طبقے، ہر مزاج کے مناسب حال ہے اور یہی اس کے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہے۔

(ملفوظات جلد ۵ جدید ایڈیشن صفحہ ۱۲۷)

(مرسلہ: ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد، تعلیم القرآن وقف عارضی)

خود محنت کرنی چاہئے اور نتیجہ خدا پر چھوڑ دینا چاہئے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بعض لوگ میرے پاس آتے ہیں کہ فلاں آدمی کے پاس ہماری سفارش کر دو۔ میں سفارش کو ایسا برا سمجھتا ہوں گویا یہ موت ہے۔ مگر پھر بھی اس خیال سے کہ وہ یہ نہ کہیں کہ ہمارا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا تو کر دیتا ہوں مگر اسے نہایت ناپسند کرتا ہوں۔ ایسے لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی سے روپیہ تو نہ مانگا جائے لیکن چیز مانگ لی جائے۔ کوئی شخص یہ تو نہیں کہتا کہ فلاں سے مجھے دس روپے لے دو لیکن یہ کہہ دیتے ہیں کہ کام کرا دو حالانکہ یہ بھی سوال ہی ہے۔

پس خود محنت کرنی چاہئے اور نتیجہ خدا پر چھوڑ دینا چاہئے۔ ہاں اگر کسی سے خود کوئی سلوک کیا ہو تو پھر

پس خود محنت کرنی چاہئے اور نتیجہ خدا پر چھوڑ دینا چاہئے۔ ہاں اگر کسی سے خود کوئی سلوک کیا ہو تو پھر

اس سے مدد لینے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن جس سے کوئی تعلق نہ ہو، باہمی لین دین نہ ہو، اسے خواہ مخواہ تکلیف دینا فضول ہے۔ مومن کو متوکل ہونا چاہئے۔ اعمال میں سستی نہیں کرنی چاہئے اور دوسرے کا دست نگر نہیں بننا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ اپنے فضل سے سامان پیدا کر دے۔"

(خطبات محمود جلد ۱۲ صفحہ ۳۲۲)

ناظرہ قرآن کی تلاوت کر لی جائے اور پھر تفسیر صغیر یا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ترجمہ قرآن سے ترجمہ و تفسیر پڑھ کر سنائی جائے۔

اس تعلق سے رپورٹ رمضان کے بعد نظارت تعلیم القرآن وقف عارضی کو بھجوا دیں۔ (جزاکم اللہ تعالیٰ)

(نظارت تعلیم القرآن وقف عارضی قادیان)

سانحہ ارتحال

محترم بی ایم کویا صاحب

یہ خبر نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ جماعت احمدیہ کے ایک دیرینہ اور مخلص وفدائی خادم محترم بی ایم کویا (محمد کویا) صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ کنور ٹاؤن اور صوبائی ناظم اعلیٰ مجلس انصاراللہ کیرلہ اور ممبر انجمن تحریک جدید قادیان مورخہ 6 نومبر بروز ہفتہ صبح کے وقت اچانک حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مورخہ ۵ نومبر ۲۰۰۴ بعد افطاری آپ کے قلب پر شدید حملہ ہوا فوری طور پر آپ کو پرائیویٹ ہسپتال میں داخل کروایا گیا وہاں دوسرے دن صبح آپ کی وفات ہوئی آپ پچھلے دس سال سے کیرلہ مجلس انصاراللہ کے ناظم اعلیٰ کے عہدہ پر فائز تھے۔ اس ضمن میں آپ کئی دفعہ کیرلہ کے طول وعرض میں پھیلی ہوئی جماعتوں کا دورہ فرماتے رہے جس کے نتیجہ میں انصاراللہ کیرلہ میں غیر معمولی بیداری پیدا ہوئی اور ایک نئی روح اُن میں پھونکی گئی آپ کے اس حسن کارکردگی پر کئی دفعہ قادیان میں منعقدہ مجلس انصاراللہ کے سالانہ اجتماعوں میں آپ خصوصی انعام کے مستحق قرار دیئے گئے تھے۔ اسی طرح آپ کئی دفعہ جماعت احمدیہ کنور ٹاؤن کے صدر کے طور پر نمایاں خدمات بجالاتے رہے مرحوم BRB آفسٹ پرنٹنگ پریس کے مالک تھے آپ کئی کتابوں کے مصنف اور مترجم تھے خدا تعالیٰ نے آپ کے قلم کو بہت زور جاذبیت اور ندرت بخشی تھی پچھلے پانچ سال سے ستیہ مترم کے نام سے ایک ماہ نامہ رسالہ آپ نے جاری فرمایا اسکی اپنوں اور غیروں میں بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ آپ کے مضامین بہت شوق سے پڑھے جاتے ہیں۔ اس سے قبل دو تین دفعہ جماعت احمدیہ کیرلہ کے آرگن ماہ نامہ ستیہ دوتن کے ایڈیٹر کے فرائض آپ نہایت حسن وخوبی سے سرانجام دیتے رہے تھے۔

آپ بہت اچھے مقرر بھی تھے۔ اور بہت اچھے منتظم بھی تھے۔ آپ مرکز کے تمام عہدیداران اور تمام مبلغین و معلمین کے ساتھ بہت احترام وعزت کے ساتھ ہمیشہ پیش آتے رہے۔ 1963 سے خاکسار کے ساتھ نہایت ہی مخلصانہ اور دوستانہ مراسم تھے وفات سے ایک روز قبل خاکسار کے ساتھ بذریعہ ٹیلیفون جماعتی اُمور کے بارے میں طویل گفتگو ہوئی تھی۔

آپ کے سانحہ ارتحال سے جماعت احمدیہ کیرلہ کو بہت بڑا نقصان اور خلا پیدا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس نقصان کی تلافی محض اپنے فضل سے فرمائے آمین۔

مرحوم بہت ہردلعزیز تھے ہر ایک احمدی کے دل میں آپ کے متعلق بہت عزت واحترام کے جذبات تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی وفات کی خبر سنتے ہی کیرلہ کی کم وبیش تمام جماعتوں سے سینکڑوں کی تعداد میں احباب ومستورات تشریف لائے تھے۔ مورخہ ۷ نومبر اڑھائی بجے بعد دوپہر خاکسار نے نماز جنازہ پڑھائی اس وقت ایک جم غفیر موجود تھا۔ اس کے بعد احمدیہ قبرستان میں تدفین عمل میں لائی گئی۔

آپ کی وفات کی خبر مالابار سے شائع ہونے والے کم وبیش تمام اخبارات میں تصویر کے ساتھ شائع ہوئی مرحوم اپنے پیچھے سوگوار اور اہلیہ کے علاوہ چھ لڑکے یادگار چھوڑے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس عطا فرمائے اور کیرلہ کی جماعت احمدیہ کو نعم البدل عطا فرمائے۔ اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ اُن سب کا حافظ وناصر ہو۔ آمین۔

(محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

پاک صدقہ کی قبولیت

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اپنی پاک کمائی میں سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے دائیں ہاتھ سے قبول کرتا ہے۔ اور پھر اس صدقہ کرنے والے کے لئے اسے بڑھاتا ہے جیسے تم میں سے کوئی چھوٹے بچھیرے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ کھجور پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوۃ باب الصدقۃ من کسب طیب)

قرارداد تعزیت منجانب دفتر تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان

بروفات محترم بی ایم کویا صاحب ممبر تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان

مورخہ 04-11-06 کو صبح بذریعہ فون کیرلہ سے افسوسناک اطلاع ملی کہ محترم بی ایم کویا صاحب ممبر تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان اچانک ہارٹ فیل ہو جانے سے ساڑھے چھ بجے بقضاءِ الٰہی وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نہایت ہی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ نیک فطرت صوم وصلوٰۃ کے پابند اور مرکزی نمائندگان کا بہت احترام کرتے تھے۔ خلیفہ وقت کی طرف سے جاری ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیتے اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیتے تھے۔ مرحوم BRB Printing Press چلاتے تھے جس میں زیادہ تر جماعتی کتب اور کیرلہ سے شائع ہونے والے جماعتی رسالہ جات وغیرہ چھپا کرتے تھے۔

مرحوم کیرلہ میں مجلس انصاراللہ کے ناظم کے عہدہ پر فائز ہونے کے بعد مجلس انصاراللہ کیرلہ کی طرف سے شائع ہونے والے رسالہ ستیہ مترم کے ایڈیٹر اور مینیجر کی خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ تحریر اور تقریر کے ذریعہ بھی جماعتی خدمات کا موقع ملتا رہا۔ اسی سال سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ بھارت کے موقع پر قادیان بھی تشریف لائے اور حسن کارکردگی کے انعامات حاصل کئے۔ کنانور ٹاؤن کے کچھ عرصہ صدر جماعت بھی رہے۔ مرحوم کی عمر بوقت وفات 64 سال تھی۔ اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ جس میں تین بچے شادی شدہ ہیں۔

موصوف چونکہ تحریک جدید انجمن احمدیہ کے ممبر تھے اس لئے ممبران مجلس تحریک جدید کو موصوف کی اچانک وفات پر دلی صدمہ پہنچا ہے۔ مجلس کے جملہ ممبران ان کی اس اچانک وفات پر ان کی اہلیہ اور بچوں اور دیگر پسماندگان سے دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔ اور دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا کرے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ اس قرارداد تعزیت کی نقول مرحوم کی اہلیہ اور بیٹوں کو نیز جماعتی اخبارات ورسائل کو دی گئی۔

زعماء کرام مجلس انصاراللہ متوجہ ہوں

سرکلر بابت

امتحان دینی نصاب ❖ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ❖ انعامی مقالہ نویسی

مجلس انصاراللہ بھارت برائے سال 2005

امتحان مورخہ 16 جولائی بروز اتوار ہوگا

نصاب کی تفصیل درج ذیل ہے

☆- قرآن مجید باترجمہ پارہ وَاِذَا سَمِعُوْا سورۃ الانعام آیت نمبر 102 تا آخر — 50 نمبر

☆- کتاب الوصیت مکمل (تصنیف سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام) — 25 نمبر

☆- دینی معلومات کا بنیادی نصاب صفحہ 55 تا صفحہ 103 — 25 نمبر

علاوہ ازیں امسال دو ماہی مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفصیل درج ذیل ہے

جنوری فروری 2005	توضیح مرام
مارچ اپریل	کشتی نوح
مئی جون	پیغام صلح
جولائی اگست	الوصیت
ستمبر اکتوبر	انفاخ قدسیہ
نومبر دسمبر	ضرورت الامام

انعامی مقالہ : اراکین انصاراللہ بھارت میں مضمون نویسی کا شوق پیدا کرنے کے لئے گزشتہ سال سے انعامی مقالہ نویسی کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ امسال انعامی مقالہ کا عنوان ''نظام وصیت اور ہماری ذمہ داریاں'' تجویز کیا گیا ہے۔ انصار حضرات مذکورہ عنوان پر کم از کم پانچ ہزار الفاظ پر مشتمل مقالہ تحریر کر کے 31/اگست تک دفتر انصاراللہ بھجوا دیں۔ انعام اوّل 1000 روپے - انعام دوم 700 روپے - انعام سوم 500 روپے۔

نوٹ :: زعماء کرام اس کے مطابق اپنی مجلس کے انصار کو دینی امتحان، مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مضمون نویسی کی طرف توجہ دلائیں۔ اور زیادہ سے زیادہ انصار کو امتحان میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔

فارموں کے نمونے جو بوقت وصیّت موصی/موصیہ کو بھرنے پڑتے ھیں

ذیل میں ان فارموں کے نمونے دیئے جارہے ہیں جو وصیت کرتے وقت موصی/موصیہ کو بھرنے ہوتے ہیں یہ فارم دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کی طرف سے مہیّا کئے جاتے ہیں وصیت کرنے سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصنیف فرمودہ رسالہ ''الوصیت'' اور دفتری ہدایات بغور پڑھ لینی چاہئیں (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

میں	ولدیابنت / زوجہ یا بیوہ	قوم	پیشہ	عمر
تاریخ بیعت	ساکن	ڈاکخانہ	ضلع	صوبہ

بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج تاریخ [illegible] حسب ذیل وصیت کرتا/کرتی ہوں:-

اوّل:- میں حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیان ضلع گورداسپور پنجاب کا/کی پیرو ہوں۔ اور ان کے تمام دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا/رکھتی ہوں۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رسالہ الوصیت مجریہ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء و ضمیمہ رسالہ الوصیت مورخہ ۶ جنوری ۱۹۰۶ء و ریزولیوشن مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان اجلاس اوّل منعقدہ ۲۹ جنوری ۱۹۰۶ء مصدقہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام وکمال پڑھ/سن لیا ہے۔ اور میں ان تمام ہدایات کا جو اس میں مندرج ہیں اپنے آپ کو پابند قرار دیتا/دیتی ہوں۔ اور میں ان ہدایات کی روشنی میں وصیت کرتا/کرتی ہوں کہ میرے مرنے پر میری نعش کو بہشتی مقبرہ واقعہ قادیان میں دفن کرنے کیلئے قادیان پہنچایا جائے بشرطیکہ انجمن کارپرداز مصالح قبرستان کی طرف سے ایسا کرنے کی مجھے یا میرے بعد میرے ورثاء کو اجازت حاصل ہو [illegible] نعش قادیان پہنچانے کے اخراجات [illegible] فوت ہونے سے پہلے خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں جمع کرا سکوں یا میرے جائیداد [illegible] اخراجات کا اثر اس حصہ جائیداد پر نہ پڑے گا جو میں اس وصیت کی رو سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا/دیتی ہوں۔

دوم - رسالہ الوصیت کے بعد جس قدر ہدایات یا احکام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے یا صدر انجمن احمدیہ قادیان یا انجمن کارپرداز مصالح قبرستان قادیان کی طرف سے متعلق مقبرہ بہشتی یا موصیان جاری ہوں گے ان ہدایات اور احکام کا جہاں تک اس وصیت سے تعلق ہے میں اور میرے ورثاء پابند ہوں گے۔

سوم - میری یہ وصیت جو میری آخری وصیت ہے بہر طرح قائم رہے گی خواہ میری نعش بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہو سکے یا نہ ہو سکے۔

چہارم - میں اقرار قانونی وشرعی کرتا/کرتی ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں بھی یہ حق نہ ہوگا کہ اپنی ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا شدہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔ (ریزولیوشن [illegible] شق نمبر د)

پنجم - میں نے اپنی حیثیت کے لحاظ سے مبلغ [illegible] روپے چندہ شرط اوّل کے طور پر اور مبلغ [illegible] روپے اعلان وصیت کیلئے بذریعہ رسید نمبر [illegible] مورخہ [illegible] مقامی جماعت/خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ادا کر کے رسید حاصل کر لی ہے۔

ششم - یہاں وصیت کنندہ اپنی وصیت ہدایت نمبر ۳ کے مطابق درج کرے۔

وصیت کنندہ خاتون اپنے وصیت فارم میں خاوند کی ماہانہ آمد کا ضرور ذکر کیا کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

تصدیق

وصیت نمبر ______

(۱) میں پورے صدق اور دیانتداری سے تصدیق کرتا ہوں کہ وصیت کرنے والا/کرنے والی مسمّی/مسماۃ ولدیابنت/زوجہ یا بیوہ ساکن جہاں تک اس کیلئے ممکن ہے پابند احکام اسلام ہے اور تقویٰ طہارت کے اُمور میں کوشش کرنے والا/کرنے والی ہے۔ اور مسلمان، خدا کو ایک جاننے والا/جاننے والی اور اُس کے رسول پر ایمان لانے والا/لانے والی ہے۔ اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا/کرنے والی نہیں ہے۔

(۲) جو کچھ موصی/موصیہ نے وصیت فارم میں اپنی جائیداد اور آمد درج کی ہے وہ درست ہے۔

(۳) اس سے قبل اس کی وصیت منسوخ نہیں ہوئی۔

دستخط مصدق نمبر ۱	دستخط مصدق نمبر ۲	دستخط مصدق نمبر ۳
معہ پورا پتہ	معہ پورا پتہ	معہ پورا پتہ

تشخیص آمد جائیداد

منظور وصیت

نوٹ: مصدق نمبر ۳ کے دستخط صرف مستورات کی وصایا پر ہونے چاہئیں۔ اگر مقامی جماعت میں لجنہ نہ ہو تو لکھ دیا جائے کہ یہاں لجنہ اماء اللہ نہیں ہے

ھدایات

۱- وصیت تحریر کرنے سے پہلے رسالہ الوصیت ضمیمہ اور فیصلہ جات کو پڑھ یا سن لینا چاہئے۔ اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ وصیت [illegible] موصی نیک، پابند احکام شریعت، دین کو دنیا پر مقدم کرنے والا [illegible] مسلمان ہو۔

۲- وصیت تندرستی کی حالت میں کی جاوے۔ مرض الموت کی وصیت منظور نہ ہوگی۔

۳- وصیت کنندہ اپنی وصیت تحریر کرتے وقت وضاحت سے لکھے کہ میں وصیت کرتا/کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ سے [illegible] مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ [illegible] وقت میری ماہوار/سالانہ آمد [illegible] روپے ہے۔ میں اقرار کرتا/کرتی ہوں کہ اپنی آمد کا [illegible] حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا/کرتی رہوں گی۔

۴- کوئی اندراج مشکوک و مشکوک نہ ہو۔ اور خط صاف ہو۔ دو قلموں یا دو سیاہیوں سے لکھا نہ ہو۔ اس پر دو گواہیاں معتبر اشخاص کی مع ان کے پتہ [illegible] ہیں۔

۵- جس وصیت میں جائیداد غیر منقولہ درج ہو اس پر موصی کے ورثاء اور شرکاء کے دستخط ہونے ضروری ہیں۔

۶- عورت کی وصیت پر اگر اس کا خاوند زندہ ہے تو اس کی گواہی درج ہونی چاہئے۔ مہر بھی عورت کی جائیداد ہے اس کی تشریح ہو کہ مہر کس قدر ہے [illegible] یا اس کے ذمہ ہے۔ زیورات کی تفصیل میں زیور کا نام۔ وزن اور اندازہ قیمت درج کیا جاوے۔

۷- جس وصیت میں جائیداد غیر منقولہ درج ہو اس کو اپنے علاقہ کے سب رجسٹرار سے سرکاری طور پر رجسٹری کروا لینا چاہئے۔ [illegible] وصیت کرنے میں کوئی قانونی روک ہو وہ جس قدر جائیداد کی وصیت کرنا چاہتے ہیں اسے اپنی زندگی میں ہی صدر انجمن احمدیہ [illegible] داخل خارج صدر انجمن احمدیہ کے نام کروا کر منظور شدہ انتقال کی باقاعدہ نقل بھجوا دیں۔ اگر یہ مذکور میں دقت ہو تو جس قدر جائیداد وصیت [illegible] تفصیل مع جائے وقوع وغیرہ وصیت میں تحریر کر کے اس کی بازاری قیمت درج کر دی جائے۔ یہ قیمت موصی کو اپنی مقامی انجمن کے مشورہ سے [illegible] کاغذ پر مقامی پریذیڈنٹ کی طرف سے تصدیق بھجوانی چاہئے کہ بازاری ریٹ کے لحاظ سے صحیح قیمت لگائی گئی ہے۔ نیز یہ بھی تصدیق ہو کہ اس کے علاوہ موصی کی کوئی جائیداد نہیں ہے۔

۸- ہر ایک موصی کا فرض ہوگا کہ حسب قواعد اپنی جائیداد غیر منقولہ کی آمد پر چندہ حصہ آمد بشرح چندہ عام ادا کرے خواہ موصی اس جائیداد کا حصہ جائیداد ادا کر چکا ہو [illegible] ہو۔ ہر موصی کو اپنی جائیداد کے علاوہ اپنی ماہوار آمد کی وصیت بھی کرنی چاہئے۔ اور حسب وصیت چندہ حصہ آمد ماہ بماہ ادا کرنا چاہئے۔ تنخواہ دار موصیوں کی صورت میں [illegible] کی ادائیگی بلا منہائی پراویڈنٹ فنڈ پوری تنخواہ پر ہوگی۔ نیز ہر موصی کا یہ بھی فرض ہوگا کہ اپنی کل سالانہ آمد کی اطلاع ہر سال سیکرٹری بہشتی مقبرہ کو بھجوائے۔

۹- حصہ آمد کی ادائیگی اسی ماہ سے شروع کر دینی لازمی ہوگی جس میں وصیت تحریر کی گئی ہو۔ خواہ سرٹیفکیٹ بعد میں کسی وقت ملے۔

۱۰- جو موصی وصیت کا چندہ یعنی حصہ آمد واجب ہو چکنے کے چھ ماہ بعد تک حصہ آمد ادا نہیں کرے گا یا ادائیگی شروع کر کے پھر بند رکھے گا اور دفتر انجمن کارپرداز مصالح قبرستان قادیان سے معذوری بتا کر اجازت بھی حاصل نہیں کریگا۔ اس کی وصیت قابل منسوخی ہوگی۔

۱۱- اگر کوئی صاحب دسواں حصہ جائیداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پاویں جہاں سے میت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسی ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں اسی [illegible] میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے اور اس پر یہ واقعات لکھے جائیں۔

۱۲- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد مندرجہ ضمیمہ رسالہ الوصیت شق نمبر ۱۲ میں لفظ مال سے مراد ایسی جائیداد غیر منقولہ ہے جو [illegible] صدر انجمن کے قبضہ میں ہو [illegible] سے مراد حصہ آمد یا حصہ جائیداد نقدی کی صورت میں ادا شدہ نہیں ہے کیونکہ یہ رقوم ساتھ ہی ساتھ مقاصد کیلئے خرچ ہوتی رہتی ہیں جن کیلئے وصیت کی جاتی ہے اور یہ رقوم کسی صورت میں بھی قابل واپسی نہیں ہیں۔ (ریزولیوشن [illegible] شق نمبر ۴)

۱۳- جائز ہوگا کہ اس انجمن کی تائید اور نصرت کیلئے دور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں جو اس کی ہدایت کے تابع ہوں اور جائز ہوگا کہ اگر وہ ایسے ملک میں ہوں کہ وہاں سے میت کو لانا متعذر ہو تو اسی جگہ میت کو دفن کر دیں اور ثواب سے حصہ پانے کی غرض سے ایسا شخص قبل از وفات اپنے مال کے دسویں حصہ کی وصیت کرے اور اس وصیتی مال پر قبضہ کرنا اس انجمن کا کام ہوگا جو اس ملک میں ہے۔ اور بہتر ہوگا کہ وہ روپیہ اسی ملک کی اغراض دینیہ کیلئے خرچ ہو اور جائز ہوگا کہ کوئی ضرورت محسوس کرے تو [illegible] اس انجمن کو دیا جائے جس کا ہیڈ کوارٹر یعنی مرکز مقام قادیان ہوگا۔

۱۴- صدر انجمن احمدیہ کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ کسی موصی کی وصیت منظور کرنے سے انکار کر دے یا بعد منظور کرنے کے منسوخ کر دے اور صدر انجمن احمدیہ کا یہ [illegible] صورت میں ناطق ہوگا۔ (ریزولیوشن [illegible] شق نمبر ۶)

۱۵- قبل از منظوری وصیت، وصیت کنندہ کی اخلاقی اور دینی حالت کے بارہ میں دو معتبر اور معروف احمدیوں کی تصدیق مکرم امیر صاحب/صدر صاحب جماعت کی معرفت آنی ضروری ہوگی۔ (مطابق قاعدہ نمبر ۴۲۲ دو بارہ وصیت)

سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان قادیان ضلع گورداسپور پنجاب (بھارت)

ضروری نوٹ:- وصیت کنندہ اور ایسا ہی گواہان خواہ خواندہ ہوں یا ناخواندہ اپنے دستخط یا مواہیر کیساتھ نشان انگوٹھا ضروری لگادیں اور جو خواندہ ہیں وہ دستخط بھی کریں اور مرد بائیں ہاتھ کا اور عورت دائیں ہاتھ کا انگوٹھا لگادے۔

موجودہ پتہ	نام		مقام	ڈاکخانہ	ضلع
مستقل پتہ	نام		مقام	ڈاکخانہ	ضلع

تصدیق بابت چندہ عام

میں تصدیق کرتا ہوں کہ وصیت کنندہ [illegible] ہماری جماعت میں چندہ عام ادا کرتے رہے ہیں اور اس وقت ان کے ذمہ چندہ عام کا کوئی بقایا نہیں۔

دستخط سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ضلع

تحریر خاوند بسلسلہ حق مہر

میں اپنی بیوی مسماۃ کے حق مہر مبلغ روپے کا حصہ وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرنے کا ذمہ دار ہوں۔

گواہ شد:- العبد:- گواہ شد:-

موصی / موصیہ ن دینی تصدیق کے وقت مصدقین مندرجہ ذیل امور کو ملحوظ رکھیں

نمبر شمار	سوالات	جوابات
1.	نام وصیت کنندہ مع مکمل پتہ و ٹیلیفون نمبر	
2.	کیا موصی / موصیہ مبائع احمدی ہے؟	
3.	کیا نظام جماعت کیساتھ اطاعت و تعاون اور احترام کی روح میں صف اول کے شمار ہو سکتے ہیں؟	
4	ذیلی تنظیموں کے کام میں دلچسپی اور تعاون کا نمایاں جذبہ ہے؟	
5	وصیت کنندہ کے خلاف کبھی کوئی تعزیری کارروائی تو نہیں ہوئی؟ اس کی نوعیت واضح ہونی چاہئے	
6	کیا دینی پردہ کے احکامات اور روح کی حفاظت کی جاتی ہے؟ صاحب اولاد مرد کی صورت میں کیا بیوی اور بچیاں اگر کوئی ہوں تو دینی شعائر پردہ وغیرہ کی پابند ہیں؟	
7	مالی لین دین اور معاملات میں کردار بے داغ ہے؟	
8	متاہلی زندگی میں میاں بیوی کا نمونہ احمدیت کی تعلیمات کے منافی تو نہیں؟	
9	ذریعہ معاش یا کاروبار ایسا اختیار تو نہیں کیا جو عرفاً یا شرعاً ناپسندیدہ ٹھہرتا ہو؟	
.10	لازمی چندہ جات اور دیگر مالی تحریکات میں قربانی کا ۵ سالہ گوشوارہ بتصدیق سیکرٹری مال شامل کیا جائے۔ اور فارم ہذا کی پشت پر مجوزہ جگہ استعمال کی جائے۔	
.11	وصیت سے قبل کوئی جائیداد بصورت ہبہ / تقسیم اگر اولاد یا کسی دوسرے کے نام منتقل کر چکے ہیں تو ذکر کریں کہ کتنی جائیداد اور کب کی؟	
.12	گھر کے رہن سہن کے لحاظ سے کپڑوں، کھانے پینے اور روزمرہ کی سہولتوں پر اندازاً اوسط خرچ فی کس کیا ہے؟	
13	کیا کوئی ایسی جائیداد ہے جو موصی / موصیہ نے اپنے پیسوں سے اپنے بیٹوں یا کسی رشتہ دار یا واقف کار کے نام خریدی ہو تو اس جائیداد کی تفصیل مع قیمت لکھیں۔	
.14	والدین یا خاوند / بیوی سے ترکہ میں ملنے والی جائیداد کی تفصیل بھی تحریر کریں کیا تمام ترکہ شامل وصیت کیا گیا ہے۔ اگر شامل نہیں کیا گیا تو کیوں؟	
.15	(ا) موصی / موصیہ کی عمر ۶۰ سال یا زائد ہے تو تحریر کریں کہ انکی زیادہ سے زیادہ ماہانہ یا سالانہ آمد کیا رہی ہے؟ (ب) اس سے قبل وصیت کیوں نہیں کر سکے؟	
16	وصیت کنندہ کے خاوند / بیوی کی اگر وصیت ہے تو نمبر وصیت درج کریں۔	
17	وصیت کنندہ نے وصیت صحت کی حالت میں کی ہے؟	
.18	وصیت کنندہ کے ذمہ کسی مدفون موصی کا بقایا تو نہیں؟	
.19	وصیت کنندہ کے کتنے بیٹے ہیں کیا کام کرتے ہیں؟	
.20	بیٹے وصیت کنندہ کی کیا مالی اعانت کرتے ہیں؟	
21	بوقت شادی کیا زیورات ملے تھے؟	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

میں آج مورخہ .... وصیت کرتا ہوں / کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ..../1 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

میرا گذارہ آمد از جائیداد - ملازمت - تجارت - خورونوش (جیب خرچ) ماہانہ، سالانہ .... روپے ہے۔

میں اقرار کرتا ہوں / کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام (1/16) اور ماہوار آمد پر ..../1 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا / کرتی رہوں گی۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا / دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر / منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد / الامۃ	گواہ شد
دستخط مع نشان انگوٹھا	دستخط مع نشان انگوٹھا	دستخط مع نشان انگوٹھا
نام	نام	نام
ولدیت / زوجیت	ولدیت / زوجیت	ولدیت / زوجیت
مکمل پتہ	مکمل پتہ	مکمل پتہ
مورخہ	مورخہ	مورخہ ....

گوشوارہ چندہ جات

سن	چندہ عام		جلسہ سالانہ		تحریک جدید		وقف جدید		ذیلی تنظیم		دیگر مالی تحریکات							
	بجٹ	وصول	بجٹ	وصولی	وعدہ	وصولی	وعدہ	وصول	وعدہ	وصولی	وعدہ	وصول	وعدہ	وصول	وعدہ	وصولی	وعدہ	وصولی

مجلس عاملہ اس امر کی تصدیق کرتی ہے کہ مندرجہ بالا کوائف کے جوابات درست ہیں وصیت کنندہ وصیت کے نظام میں شامل ہونے کے قابل ہے۔

دستخط صدر جماعت / ممبران مجلس عاملہ

دستخط سیکرٹری مال

نام جماعت / تاریخ

دستخط صدر جماعت

محمدؐ کی وَصیّت ہے

جہاں دیکھو کدورت ہے بغاوت ہے عداوت ہے
زمانے کو محمدؐ کی قیادت کی ضرورت ہے

انہیں کا بول بالا ہے انہیں کا دین فطرت ہے
مکمل قول ہے ان کا، یہی اکمل شریعت ہے

بہت ظاہر ہوئے اہل بصیرت اہل عالم میں
مگر زندہ جہانوں میں محمدؐ کی رسالت ہے

جلالی شان محمدؐ کی ہی ثابت ہے شیاطیں پر
یہی بس نورِ سبحانی یہی سایۂ رحمت ہے

انہیں سے چاند تاروں میں کرن تخلیق ہوتی ہے
انہیں سے کہکشاؤں میں انوکھی سی بصارت ہے

رہی جاری زمانے میں رہے گی ان کی فیاضی
زبانوں پر انہیں کے نام کی ہر آن مدحت ہے

محمدؐ ہی مُصَدِّق ہیں سبھی پہلے رسولوں کے
انہیں کی سب رسولوں پر لگی مُہر نبوت ہے

وہی اوّل وہی آخر وہی باطن وہی ظاہر
وہی محمود و حامد ہیں انہیں کی شان و عظمت ہے

مُبَشِّر ہیں مُذَکِّر ہیں وہی سید مُکَرَّم ہیں
محمدؐ سے مسلمانوں کو امید شفاعت ہے

محافظ بن کے جب مہدیؑ زمانے کا امام آئے
میرا کہنا سلام اس کو محمدؐ کی وَصیّت ہے

(منور احمد کنڈے ٹلفورڈ انگلینڈ)

غیروں کا اعتراف حقیقت

ان کا ہر مُرید اپنی آمدنی کا کم از کم دسواں حصہ دیتا ہے

جماعت احمدیہ کے شدید معاند مولوی سید محمد علی صاحب مونگھیری نے ایک مرتبہ جماعت احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:-

’’ان کی سعی اور کوشش اس قدر انتھک اور منظم ہے جس کو دیکھ کر ایک مسلمان کا دل لرز جاتا ہے...... ان کے پاس کوئی بنک نہیں کوئی ریاست نہیں صرف ایک بات ہے کہ مرزا نے کہہ دیا (مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کہ ہر مُرید حسبِ استطاعت ماہانہ مذہب کی اشاعت کیلئے کچھ دے...... اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے پاس بیت المال میں لاکھوں روپیہ جمع ہو گیا ان کا ہر مُرید اپنی آمدنی کا کم از کم دسواں حصہ دیتا ہے اور بعض تو تہائی اور چوتھائی قادیان بھیجتے رہتے ہیں جس سے وہ خاطر خواہ اپنے مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں

(کمالات محمدیہ صفحہ 275)

بقیہ صفحہ (15)

اسی طرح موصی کی عظمت شان بیان کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

''پس اللہ تعالیٰ نے اِن دو وحیوں کے ذریعہ ہمیں اس طرف متوجہ کیا کہ موصی حقیقتاً وہی ہوتا ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں، اس کے فضل اُس کی رحمت اور اس کے احسان کی وجہ سے اِس لئے نازل ہوتی ہیں کہ اس شخص نے اپنی گردن کلیۃً قرآن کریم کے جُوا کے نیچے رکھی ہوتی ہے۔ اپنے پر وہ ایک موت وارد کرتا ہے اور خدا میں ہو کر ایک نئی زندگی پاتا ہے اور اِس وحی کی زندہ تصویر ہوتا ہے کہ ''اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ''(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ راگست ۱۹۶۶ء)

پس یہ عظیم الشان نظام اس لحاظ سے دنیا بھر میں منفرد ہے کہ اس کے ذریعہ سے دنیا میں ایک ایسا اسلامی اقتصادی نظام قائم کیا جائے گا جس سے ہر فرد بشر کی ضرورت کو پورا کیا جائے گا اور اس میں شامل ہونے والے خوش نصیب موصیان قرآن مجید کی بے انتہاء خوبیوں سے آراستہ ہو کر روحانیت کے اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج طے کرتے چلے جائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بے انتہاء فضل و احسان ہوا کہ اس نے ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے دوبارہ ہمیں اس طرف متوجہ فرمایا کہ ہم جوق در جوق اس بابرکت نظام سے جلد از جلد منسلک ہوں۔ یہ وہی صدائے ربانی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۵ء میں خدا تعالیٰ سے اطلاع پانے کے بعد نظام وصیت کو قائم کرتے ہوئے دی تھی۔

اور پھر ۱۹۴۲ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنی پر معارف تقریر میں دہرائی۔ جس کے متعلق آپؓ نے فرمایا کہ یہ تقریر میں خدا تعالیٰ کے القاء سے کر رہا ہوں۔

خلیفۂ وقت کی تحریک الٰہی تحریک ہوا کرتی ہے

درحقیقت خلیفۂ وقت کی تحریک انتہائی بابرکت اور خدائی تحریک ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ جب بھی کوئی تحریک جماعت احمدیہ کے کسی خلیفہ کے دل میں ڈالتا ہے تو اُس کے متعلق آپ کو پوری طرح مطمئن ہونا چاہئے کہ ضرور کوئی الٰہی اشارے ایسے ہیں جو مستقبل کی خوش آئند باتوں کا پتہ دے رہے ہیں۔ اور وہ تحریک جو بظاہر معمولی سی آواز سے اُٹھتی نظر آتی ہے ایک عظیم الشان عمارت میں تعمیر ہو جاتی ہے۔ جس تحریک میں آپ اس لئے حصہ لیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ مسیح موعودؑ کے خلیفہ کی تحریک ہے اس میں عظیم الشان برکتیں پڑیں گی جو آپ کے تصور سے بھی بالا ہوں گی''۔(ماہنامہ خالد ربوہ جون ۱۹۸۶ء صفحہ ۲۱)

پس اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ تمام عالم احمدیت کو اپنے پیارے امام کی اس بابرکت تحریک پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے جوق در جوق اس عظیم الشان الٰہی نظام کا حصہ بنتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ صفحہ: 26

شروع ہوا یہ اس میں ۱۹۱۹ء میں شامل ہوئے لیکن ان کا نمونہ دیکھئے کہ باوجود اس کے کہ معذور تھے ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں پڑتے رہتے تھے اور کوئی آمد سوائے دست غیب کے نہیں تھی لیکن آپ نے ۱۹۰۱ء سے چندہ دینا شروع کیا اور نہ صرف ساری زندگی ادا کیا بلکہ آئندہ سالوں کا بھی چندہ دیتے رہے۔ اور ۱۹۹۰ء تک کا چندہ وصیت ادا کر دیا جبکہ ان کی وفات ۱۹۵۰ء میں ہوگئی۔ محترم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی درویش نے اس تعلق سے انکا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''گویا وہ تصویری زبان میں کہہ رہا ہے کہ

کاش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت اولین بیعت کنندگان میں ہوتا۔ اور کاش میں ۱۹۹۱ء تک زندگی پا کر اسلام کی خدمت کر سکتا۔

سوال یہ نہیں ہے کہ مرحوم شمس الدین صاحب کے چندے کی مقدار کیا تھی۔ کیونکہ ایک معذور فقیر بے نوا دے گا بھی کیا کچھ۔ مگر سوال اس جذبہ کا ہے جو اس مخلص انسان کے دل میں بے قرار تھا۔ اس نے اپنی ساری زندگی ایک چھوٹے سے کنج تنہائی میں گذار دی اور ان تنہائی کی طویل گھڑیوں میں اگر سوچتا رہا تو یہی کہ وہ اپنی دائمی معذوری کے باوجود اسلام کی کیا خدمت کر سکتا ہے وہ چل نہیں سکتا تھا۔ پہلو تک نہیں بدل سکتا تھا۔ اس کی زبان میں بھی لکنت تھی لیکن اس کا دل متحرک تھا خدمت اسلام کے جذبہ کیلئے۔

(وہ پھول جو مرجھا گئے صفحہ ۹۱-۹۲)

الحمد للہ کہ تمام موصی احباب و خواتین مالی قربانیوں کے عظیم نمونے قائم کر چکے ہیں اللہ تعالیٰ آگے بھی اسی طرح اور اس سے بڑھ کر قربانیاں کرنے کی توفیق و سعادت عطاء فرمائے۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نظام وصیت میں شامل ہونے کے تعلق سے احباب جماعت سے جن توقعات کا اظہار فرمایا ہے اُن توقعات کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان دعائیہ الفاظ پر مضمون کو ختم کرتا ہوں جو حضور نے وصیت کے نظام کے تعلق سے رسالہ الوصیت میں تحریر فرمائے ہیں۔

''بالآخر ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس کام میں ہر ایک مخلص کو مدد دے اور ایمانی جوش ان میں پیدا کرے اور خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین۔

(رسالہ الوصیت صفحہ ۲۶ مطبوعہ جولائی ۱۹۶۱)

☆☆☆

بقیہ صفحہ: (3)

دوسروں سے۔ بالفعل یہ چندہ اخویم مکرم مولوی نورالدین صاحب کے پاس آنا چاہئے لیکن اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد بھی جاری رہے گا۔ اس صورت میں ایک انجمن چاہئے کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا۔ اعلاء کلمہ اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اِس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اُس کی موت کے بعد دسواں حصہ اُس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے۔ لیکن اس سے کم نہیں ہوگا۔ اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کُتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کیلئے حسب ہدایت مذکورہ بالا خرچ کریں گے اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا اس لئے اُمید کی جاتی ہے کہ اشاعت اسلام کیلئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہو جائیں گے اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے اور جب ایک گروہ جو متکفل اس کام کا ہے فوت ہو جائے گا تو وہ لوگ جو اُن کے جانشین ہوں گے اُن کا بھی یہی فرض ہوگا کہ اُن تمام خدمات کو حسبِ ہدایت سلسلہ احمدیہ بجا لاویں۔ ان اموال میں سے ان یتیموں اور مسکینوں اور نومسلموں کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں۔ اور جائز ہوگا کہ اُن اموال کو بطور تجارت کے ترقی دی جائے۔ یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دُور از قیاس باتیں ہیں۔ بلکہ یہ اُس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیوں کر ہوں گے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں وہ کثرت مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھاویں اور دنیا سے پیار نہ کریں۔ سو مَیں دُعا کرتا ہوں کہ ایسے امین ہمیشہ اس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہیں جو خدا کیلئے کام کریں۔ ہاں جائز ہوگا کہ جن کا کچھ گذارہ نہ ہو اُن کو بطور مدد خرچ اس میں سے دیا جائے۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو۔

(۴) ہر ایک صالح جو اُس کی کوئی بھی جائیداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کیلئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے۔

(الوصیت صفحہ ۲۳-۱۸)

بقیہ صفحہ (20)

یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا (مریم ۸۹-۹۱) اور وہ کہتے ہیں رحمٰن نے بیٹا اپنا لیا ہے۔ یقیناً تم ایک بہت بیہودہ بات بنا لائے ہو۔ قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ لرزتے ہوئے گر پڑیں۔

اس عقیدہ کے انتشار کو روکنے کیلئے مسیح موعود (علیہ السلام) کے ذریعہ کسی نظام کے قیام کی ضرورت تھی جو اللہ تعالیٰ نے نظام وصیت کے ذریعہ قائم فرمایا۔ حضور علیہ السلام نے ''رسالہ الوصیت'' میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کرکے الوہیت مسیح کے عقیدے کا ردو بطلان فرمایا آپ نے تحریر کیا۔

''عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے وفات دے دی جیسا کہ خدا تعالیٰ کی صاف اور صریح آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم اس پر شاہد ہے''(صفحہ ۱۵)

پھر آپ دجالی منصوبوں کو ناکام بناتے ہوئے رسالہ الوصیت میں ہی اعلان فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا''(صفحہ ۹)

اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف بلانے اور تبلیغ اسلام کیلئے دیگر ذرائع و اخراجات کی بھی ضرورت تھی چنانچہ اس کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے (رسالہ الوصیت میں اعلان فرمایا:

''تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اُس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا''(صفحہ ۲۲)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظام وصیت کے ذریعہ قائم کردہ انتظام کے تحت اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن کا ایسا وسیع نظام قائم ہوا جس نے دنیا کی بہت بڑی تعداد کو خدا کا حقیقی عبد بنا دیا [illegible] ایئت کے غلط عقائد کو پھیلنے سے بڑی حد تک روک دیا۔ اور دجالی منصوبوں کو ناکام بنا دیا۔ ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب کہ نظام وصیت کا عظیم مقصد پورا ہوگا اور تمام سعید فطرت لوگ دین واحد پر جمع ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جلد وصیت کرو

''پس تم جلد سے جلد وصیت کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو۔ اور وہ مبارک دن آ جائے جبکہ چاروں رف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے اس کے ساتھ ہی میں اُن سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ جنہیں ییت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل یں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لیکر دینی و دنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں۔ اور دنیا اس نظام سے یسے رنگ میں فائدہ اٹھائے کہ آخر اُسے یہ تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جس کو وہ کہا جاتا تھا جسے جہالت کی تی کہا جاتا تھا اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا۔ جس نے ساری دُنیا کی جہالت دور کر دیا جس نے ساری دنیا کے دکھوں کو دور کر دیا اور جس نے ہر امیر اور غریب اور چھوٹے اور بڑے کو محبت اور راور اُلفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا کی''۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

وہ احباب و مستورات جو ابھی تک اس الٰہی نظام وصیت میں شامل نہیں ہوئے اُن سے عاجزانہ درخواست ہے اس میں شامل ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنیں اور اس کی فیوض و برکات سے متمتع ں آمین۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان)

ولادت اور درخواست دُعا

خاکسار کی بھانجی عزیزہ طاہرہ نیلوفر اہلیہ عفان عبداللہ آف فلاڈلفیا امریکہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے رخہ ۳؍نومبر ۰۴ء کو پہلے لڑکے سے نوازا ہے۔ نومولود مکرم طاہر عبداللہ ہاگورا آف امریکہ کا پوتا اور مکرم ایوب احمد حب ظہیر آف اسلام آباد پاکستان کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک صالح خادم بنائے اور لمبی عمر عطا مائے۔ خاکسار اپنی جملہ پریشانیوں کے ازالہ کیلئے بھی دُعا کی درخواست ہے۔ (قاضی شاہد احمد قادیان)

تحریک جدید نظام وصیت کا پیش رو ہے

اس کے دفتر پنجم کا تاریخ ساز اجراء

ہمارے پیارے حضور سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۵-۱۱-۰۴ کے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے سال نو کے آغاز کا اعلان فرمادیا ہے۔ آپ نے دفتر اول کے ۷۱ ویں دوئم کے ۶۱ ویں، سوئم کے ۴۰ ویں، دفتر چہارم کے ۲۰ ویں اور دفتر پنجم کے پہلے سال کا بابرکت اعلان فرمایا۔ دفتر پنجم کے تاریخ ساز اجراء کے اعلان کے ساتھ آپ نے اس میں نومبائعین، واقفین نو بچوں اور ہر پیدا ہونے والے بچہ کو خصوصاً شامل کرنے کا ارشاد فرمایا نیز آپ نے فرمایا کہ تحریک جدید نظامِ وصیت کیلئے پیش رو کی حیثیت رکھتا ہے۔ احباب جماعت، مستورات، بچگان سے درخواست ہے کہ وہ اس بابرکت تحریک میں بھر پور حصہ لیں اور اپنے ورثاء کی قربانیوں کو بھی ان کی طرف سے چندہ ادا کر کے جاری رکھیں۔ جزاک اللہ خیراً۔

(وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان)

☆

دیکھوں گا میں ایک دن پھر اُس کا اچھا حال بھی
جو بنا تھا واسطے میرے کھلا جنجال بھی
سبز باغوں کو دکھا کر وہ بناتے ہیں اسیر
ڈالتے ہیں بھولے لوگوں پر وہ اپنا جال بھی
ساری دنیا کو غلامی میں ہے باندھا جس نے آج
یہ وہی طاقت ہے جس کو کہتے ہیں دجال بھی
درد کے قصے نہ ہر اِک کو سناؤ میرے یار
درد بس اس کو سُنا جانے جو دل کا حال بھی
شکر کر مومن خدا کا تجھ کو حاصل ہے نصیر
وہ ہے اِک مردِ خدا بنتا ہے تیری ڈھال بھی

(خواجہ عبدالمومن اوسلو-ناروے)

ٹائپ سیٹنگ: کرشن احمد۔ مصباح الدین۔ اعجاز احمد
انٹرنیٹ ایڈیشن: خورشید احمد خادم۔ تسنیم احمد بٹ

قطعہ خاص میں مدفون بعض مبارک صحابہ

مزار حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی آپ سب سے پہلے بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

مزار حضرت مرزا مبارک احمد صاحبؓ صاحبزادہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ

کتبہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ

کتبہ حضرت مولوی عبدالرحمٰن شہیدؓ کابل

مزار مبارک حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ خسر حضرت مسیح موعودؑ

مزار حضرت نانی اماں جان سیدہ بیگم صاحبہ
خوشدامن حضرت مسیح موعودؑ

مزار حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ برادر نسبتی حضرت مسیح موعودؑ

مزار حضرت میر محمد اسحاق صاحب برادر نسبتی حضرت مسیح موعودؑ

مزار حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب خلف حضرت مسیح موعودؑ

مزار حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ داماد حضرت مسیح موعودؑ

مزار حضرت امۃ الحی صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

مزار حضرت ام طاہرؓ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

کتبہ حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب احمدیؓ جن کی وفات
ایام حج میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں
حضرت عثمانؓ کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔

قبور بہشتی مقبرہ کا ایک منظر

قطعہ درویشان کا ایک منظر

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA NO RN 61/57

Editor
MUNEER AHMADKHADIM
Tel Fax : (0091) 01872-220757
Tel Fax : (0091) 01872-221702
Tel : (0091) 01872-220814

The Weekly BADR Qadian

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab (INDIA)

Vol - 53 Tuesday, 21,28 Dec. 2004 Issue No : 51/52

Subscription
Annual Rs/- 200
By Air : 20 Pound or 40 U.S$
: 40 euro
By Sea: 10 Poun or 20 U.S$

بہشتی مقبرہ میں داخلے کے لئے
خوبصورت گیٹ

بہشتی مقبرہ میں موجودہ دلکش فوارہ
کا خوبصورت منظر

تقسیم ملک کے بعد سیکریٹریان بہشتی مقبرہ
جن کے فوٹوز دستیاب ہو سکے

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جٹ
سیکریٹری بہشتی مقبرہ بحیثیت ناظر اعلیٰ

محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب
صدر مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ

محترم ملک صلاح الدین صاحب درویش

محترم منشی عطاء الرحمٰن صاحب درویش

محترم مولوی محمد عبداللہ صاحب درویش

محترم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی درویش

محترم مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی درویش

محترم ممتاز احمد صاحب ہاشمی درویش

محترم چوہدری محمد اکبر صاحب

محترم ادریس احمد صاحب اسلم

محترم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر چیمہ

محترم بدرالدین صاحب عامل درویش قادیان
جن کا شمارہ ہذا کے لئے خصوصی تعاون رہا

ہماچل پردیش کے گورنر کی خدمت میں مکرم مولوی محمد یوسف صاحب انور استاذ جامعہ احمدیہ قادیان ترجمہ قرآن پیش کرتے ہوئے۔

سابق وزیر اعلیٰ مسٹر وشوناتھ پرتاپ سنگھ کے ساتھ احمدیہ وفد کی ایک ملاقات۔

کے جی ہولی ہارٹ پبلک سکول پھیرومان پنجاب کی تقریب تقسیم انعامات کے لئے اسکول کی انتظامیہ نے خاص طور پر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان کو مدعو کیا اس موقعہ پر آپ انعامات تقسیم فرمارہے ہیں بائیں طرف مکرم تنویر احمد صاحب خادم نائب ناظر اصلاح وارشاد بھی کھڑے ہیں۔

سینئر IPS آفیسر پی ٹی لوہار ڈائریکٹر جنرل آف پولیس صوبہ مہاراشٹر مکرم عقیل احمد صاحب سہارنپوری سرکل انچارج شولاپور اسلامی لٹریچر پیش کرتے ہوئے۔